اللہ کا پیغام بندوں کے نام

www.KitaboSunnat.com

تالیف ریاض الحق ایڈووکیٹ تصحیح وتنقیح حافظ فاروق احمد
متولی جامع مسجد غلہ منڈی لیاقت پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا پیغام
بندوں کے نام

عنوانات کتاب

وضو اور آذان کی فضیلت، نماز کا ترجمہ اور تفسیر
سورۃ العصر سے والناس تک ترجمہ وتفسیر
والدین کا ادب، سچی توبہ کرنا، تمام گناہوں کا کفارہ

تالیف

ریاض الحق ایڈووکیٹ
متولی جامع مسجد غلہ منڈی لیاقت پور

تصحیح وتنقیح

حافظ فاروق احمد

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــــــــــــــ اللہ کا پیغام بندوں کے نام

ایڈیشن ــــــــــــــــــ اول

اشاعت ــــــــــــــــــ دسمبر 2020ء

طابع ــــــــــــــــــ شفیق پریس

ملنے کا پتا

مکتبہ قدوسیہ

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Tel # +92-42-37230585 Cell: 0321-4460487

E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com

رابطہ نمبرز

چوہدری ریاض الحق ایڈووکیٹ

متولی جامع مسجد غلہ منڈی لیاقت پور

03008670724

03008674031

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

- تعارف کتاب 18
- نماز کی اہمیت اور تیاری 23
- وضو کرنے کا طریقہ 23
- وضو کی فضیلت 24
- رات کو باوضو سونے کا عظیم فائدہ 24
- وضو کے بعد دو رکعت ادا کرنے کا اجر وثواب 25
- اذان کی اہمیت 26
- اذان کہنے کی فضیلت 26
- قیامت کے دن مؤذن کا اعزاز 27
- مؤذن کے گواہ 27
- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان 27
- مؤذن بننے کی تمنا 28
- مؤذن کی خصوصیات 28
- مؤذن امین ہے 29
- اذان کی آواز کے لئے آسمان سے عرش تک دروازہ کھلنا 29
- مؤذن کا اعزاز 30
- اذان کن موقع پر دینی چاہئے 30
- اذان کی ابتداء 31
- اذان کے کلمات، مطلب اور اذان کا جواب 33

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کو مطلع کرنا 35
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی شان بطور مؤذن 36
اسلام میں پہلا مؤذن 36
مسجد نبوی 36
خانہ کعبہ 36
قبر 37
مسجد نبوی میں پہلی اذان کے وقت تمام آسمانوں کے دروازے کھلنا 37
جنت میں سب سے پہلے داخل ہونا 37
سورج کا طلوع نہ ہونا 37
نماز کی ادائیگی 39
نماز اللہ تعالیٰ کا تحفہ 39
پانچ نمازیں 39
نماز کی فضیلت 40
نماز 41
گناہوں کی معافی 41
نماز کی اہمیت 41
نماز با جماعت ادا کرنے کی فضیلت 42
مساجد کی شفارش 44
نماز کے متعلق اللہ کے رسول e کا فرمان 44
نمازی اور بے نمازی کا فرق 46
نمازی 46
بے نمازی 46
زندگی میں 41

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موت کے وقت 41

قبر میں 47

قیامت کے دن 47

نماز کا مرنے کے بعد فائدہ 47

پل صراط پر 47

حوضِ کوثر 48

میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کرنا 48

بے نمازی جو نماز نہ پڑھتا ہو اس کی سزا 49

نماز با جماعت نہ پڑھنے کی سزا 49

نماز میں خشوع 50

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان 51

فرض نمازوں کے نام رکھنے کی وجہ 51

عرفات 52

صفا، مروہ 52

شیطان کو کنکریاں مارنا 53

فجر کی نماز 53

ظہر کی نماز 54

عصر کی نماز 55

مغرب کی نماز 56

عشاء کی نماز 57

نماز اور اس کی تفسیر 59

ثناء 59

اہمیت 59

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- بسم اللہ کی فضیلت 61
- لفظِ اللہ 62
- سورہ حشر کی آخری تین آیات کا ترجمہ 62
- اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ 62
- رحمٰن اور رحیم 62
- سورہ فاتحہ اور اس کی تفسیر 63
- تعارف 63
- حدیثِ قدسی 64
- سورہ الفاتحہ کی فضیلت 67
- جماعت کے ساتھ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا 68
- حنفی مسلک کے مطابق 69
- شافعی مسلک کے مطابق 69
- مالکی مسلک کے مطابق 70
- سورہ فاتحہ کے الفاظ کی مختصر تشریح اور اسلامی واقعات 71
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اللہ تعالیٰ کا جواب 72
- حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ 73
- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مجوسی کا واقعہ 74
- اللہ تعالیٰ کی رحمت 76
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ 76
- حضرت شبلی نعمانی کا واقعہ 76
- جناب وحشی کا ایمان لانا 77
- وحشی کی حقیقت 77
- اسلام کی دعوت 77

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

) حضرت جنید بغدادی اور سیدزادہ کی کشتی 80
) سمرقند کے والی کا قصہ اور مجوسی پر اللہ کی رحمت 80
) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی جنت ملے گی 81
) واقعہ 82
) نتیجہ 82
) قیامت کا منظر 83
) قرآن میں دوبارہ زندہ کرنے کے واقعات 84
) واقعہ 84
) دوسرا واقعہ 85
) تیسرا واقعہ سورہ کہف 85
) حدیث قدسی 88
) آخری تین آیات 90
) الحمد شریف کے بعد نماز 90
) رکوع 91
) قومہ 91
) سجدہ 91
) دونوں سجدوں کے درمیان دعا 92
) تشہد 92
) التحیات کی مع ترجمہ 92
) درود شریف 94
) حضور پر درود پڑھنا 95
) انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارک 96
) دعا میں درود پڑھنا 97

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کثرت سے درود پڑھنا 98
رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک سن کر درود نہ پڑھنے والے کے لیے وعید 98
درود شریف پڑھنے کے فضائل 99
تشہد کی مشہور دعا 100
فرض نماز کے بعد دعائیں 102
فضیلت 105
دعائیں 105
دعا کی قبولیت 105
دعا کی قبولیت کا بہترین وقت 107
تہجد کی فضیلت 108
وتر 109
دعائے قنوت 109
دوسری دعا 110
قبر میں نماز پڑھنا 110
قرآن مجید کی آخری بارہ سورتوں کی تفسیر 112
سورہ العصر 112
امام شافعی رحمہ اللہ کا قول 112
حضرت عبداللہ بن حصنt 112
قرآن مجید کی ابتداء 113
مسلمان 114
مؤمن 114
زمانہ 114
بابا آدم علیہ السلام کی تخلیق 115

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- حدیث قدسی 115
- جناب آدم علیہ السلام 115
- قوم نوح علیہ السلام 116
- قوم عاد علیہ السلام 116
- قوم ثمود علیہ السلام 117
- قوم لوط علیہ السلام 117
- قوم ابراہیم علیہ السلام 117
- قوم موسیٰ علیہ السلام 117
- ابلیس اور بندے کا فرق 117
- توبہ کے متعلق حدیثِ قدسی 128
- دعا 128
- اللہ کا قانون 119
- خانہ کعبہ کو گرانا 119
- زمانہ کی دوسری قسم 120
- زمانے کی تیسری قسم 120
- خسارہ 121
- کسی بزرگ کا فرمان! 121
- ایمان لانا 122
- نیک اعمال کرنا 122
- احکامات کی تبلیغ کرنا 122
- تکلیف پر صبر کرنا 122
- ایمان لانا 122
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یقین 123

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جناب موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ پر یقین 123
جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا اللہ پر یقین 123
رسول اللہ ﷺ پر ایمان 124
آخرت پر ایمان 125
توحید 125
یہودیوں کا عقیدہ 126
عیسائیوں کا عقیدہ 126
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ 126
حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ 127
واقعہ 127
اصحاب کہف 128
واقعہ 128
شہر سے بھاگنا 129
نیک عمل کرنا 130
نماز 131
قبر 131
میدان محشر میں 132
حوض کوثر 132
حدیث نبوی 132
سجدہ کرنا 132
نیک اعمال 133
دیگر اعتقادات 133
اخلاقیات 133

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرنا 133
- انبیاء کرام علیہم السلام کی ذمہ داری! 135
- حضرت نوح علیہ السلام 135
- حضرت ہود علیہ السلام 135
- حضرت صالح علیہ السلام 135
- حضرت لوط علیہ السلام 136
- حضرت ابراہیم علیہ السلام 136
- حضرت موسیٰ علیہ السلام 136
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام 137
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم 137
- تبلیغ 138
- سفرِ طائف 138
- ہجرت 138
- حجۃ الوداع 138
- سبت کا قانون 139
- تین گروہ 139
- اللہ کا حکم 140
- مفسرین کی رائے 140
- اللہ کے رسول جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ 141
- صبر کرنا 142
- حضرت مسطح اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہما کا واقعہ 143
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت 143
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ 144

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نازیبا سلوک 144
- طائف کا سفر 145
- سورہ ہمزہ 146
- وجہ نزول 146
- سورہ فیل 158
- وجہ نزول 148
- واقعہ 148
- اللہ کا عذاب 151
- سورہ قریش 153
- وجہ نزول 153
- مفہوم سورت 153
- سورہ ماعون 157
- وجہ نزول 157
- سورہ کوثر 160
- وجہ نزول 160
- سورۂ کوثر کا پس منظر 160
- نبی ﷺ کی اولاد 161
- سورہ کافرون 163
- امیہ بن خلف 164
- سورہ نصر 166
- واقعہ 166
- مشہور آخری خطبہ 167
- سورہ لہب 169
- رسول اللہ ﷺ شعب ابی طالب میں قید 171

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے خاندان کا کردار ... 171
ابولہب سے رشتہ داریاں اور اس کی مخالفت کرنا ... 172
حضور ﷺ کے بچوں کا فوت ہونا ... 173
ابولہب کی موت ... 174
سورہ اخلاص ... 175
کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب ... 176
سورت اخلاص کی فضیلت ... 177
سورہ فلق والناس ... 179
سورۃ الناس ... 179
ان دو سورتوں کی فضیلت ... 182
ماں باپ کا آدب کرنا ... 183
اللہ کا حکم ... 183
والد کی رضا میں رب کی رضا ... 183
جناب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے نصیحت ... 184
والدین کی خدمت جہاد سے افضل ... 184
ماں کا حق ... 185
توحید و رسالت کے بعد ... 185
اللہ کا فرمان ... 186
رسول اللہ ﷺ کی والدہ ... 187
حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر ... 187
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصائی ہمسایہ ... 187
حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ ... 188
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ... 189
والدین کا شکر ادا کیے بغیر اللہ کا شکر ادا نہیں ہوسکتا ... 190

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- باپ کا مقام 192
- ماں باپ کی طرف دیکھنا 193
- باپ کا مقام 193
- والدین کے حقوق 194
- والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ نیکی 195
- والدین کی خدمت کیسے کی جائے 195
- قرآن مجید میں مذکور والدین کے لیے دعائیہ کلمات 195
- والدین کے لیے دعا اور صدقہ جاریہ 196
- ماں باپ کی ناراضگی 197
- باپ کی نافرمانی کا نتیجہ 197
- نوجوان کا مرنے کے بعد کتے کی آواز نکالنا 198
- فوت شدہ ناراض ماں باپ کو راضی کرنا 199
- والدین کے حقوق 200
- حسن سلوک 201
- اطاعت 202
- وفات کے بعد والدین کے حقوق 204
- والدین کی خدمت کا صلہ دنیا میں 204
- ماں باپ کے لئے صدقہ جاریہ 204
- توبہ 205
- توبہ کا مطلب 205
- اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا 205
- اللہ تعالیٰ غضبناک نہیں ہوتے 208
- سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ 209
- عورت کی توبہ 211

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برائیوں کو نیکیوں میں بدلنا 212
توبہ کرنے کا فائدہ 213
توبہ کا دروازہ 213
بابا آدم علیہ السلام کی توبہ 214
شیطان کی سرکشی اور انجام 214
شیطان کی انسان دشمنی 215
بابا آدم علیہ السلام کے توبہ کے الفاظ 217
حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان کا فرق 217
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا 217
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ 218
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا 218
اللہ تعالیٰ کا فرمان توبہ کے متعلق 219
حضرت نوح علیہ السلام کی توبہ 220
حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا 220
حضرت نوح علیہ السلام کی توبہ کے الفاظ 221
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ 222
مصری کا قتل 222
توبہ 222
قومِ موسیٰ کی توبہ 223
حضرت یونس علیہ السلام کی توبہ 225
حضرت یونس علیہ السلام کی دعا 226
اللہ کا فرمان 226
قومِ یونس کی توبہ 227
حضرت یونس علیہ السلام کی آمد 228

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ 228
حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ 229
حضرت وحشی کی توبہ 231
حضرت وحشی کے حالات 231
وحشی کا اسلام قبول کرنا 232
حضرت ابولبابہ کی توبہ 234
توبہ 235
حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی توبہ 235
حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا واقعہ 236
شام کے عیسائی بادشاہ کی طرف سے دعوت 238
بصرہ کے ایک بادشاہ کی توبہ 239
بادشاہ کا واقعہ 239
حضرت عبداللہ بن مرزوق کی توبہ 240
حضرت عبداللہ کی توبہ کا واقعہ 241
زاذان گویا کی توبہ 242
بنی اسرائیل کی ایک عورت کی توبہ 242
حضرت بشر بن حارث حافی کی توبہ 243
ایک خوبصورت عورت کی توبہ 243
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پڑوسی کی توبہ 245
ایک اعرابی کی توبہ 245
ایک گنہگار نوجوان کی توبہ 246
بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہیں 248
واقعہ توبہ کرنے پر آسمانوں پر جشن 249

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واقعہ ایک عورت کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان 250

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان 250

توبہ کا وقت 252

نتیجہ 252

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف کتاب

بعض دفعہ انسان اپنی زندگی میں ایسی باتیں سنتا یا پڑھتا ہے جو اس کے دل پر اپنا گہرا اثر چھوڑ جاتی ہیں اور انسان اکثر طور پر اپنے گردوپیش میں ایسے نامناسب اور ناگفتہ بہ واقعات دیکھتا ہے کہ ان کو دیکھ اس کا ضمیر اسے مجبور کرتا ہے کہ ان کی اصلاح کے لیے کچھ کام کر جائے، کتب بینی کا شوق رکھنے والوں کے لیے ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوران مطالعہ اس کے احساسات میں کچھ ایسے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ بندے کا دل ان خیالات کو دوسروں تک پہنچانے پر مجبور کرتا ہے۔

زیر نظر کتاب کے مرتب کرنے میں بھی کچھ ایسی ہی باتیں، خیالات اور واقعات خشت اول ثابت ہوئے۔ ورنہ ساری زندگی بے کار دنیاوی ماحول میں گزر گئی، کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا کہ میں یہ کتاب لکھوں گا۔ اب یہ کتاب ''اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں کے نام'' جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں انہی موضوعات پر لکھنے کی کوشش کی ہے محض یہ سوچ کر کہ اگر ایک بندے نے بھی اسے پڑھ کر اپنی اصلاح کر لی اور اللہ کی طرف پلٹ آیا تو مجھے پورا یقین ہے کہ میری اخروی کامیابی کے لیے یہی کافی ہوگا۔

جامع مسجد غلہ منڈی کا متولی اور وکیل ہونے کی وجہ سے ہر عمر اور ہر طبقہ کے لوگ اکثر و بیشتر میرے پاس تشریف لاتے رہتے ہیں اور آ کر اپنے مسائل اور تکلیفوں کا اظہار کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی تاکید کرتے ہیں کہ مسجد میں امام سے کہہ کر ہمارے لیے دعا کروانا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پریشانیوں سے چھٹکارا عطا فرمائے۔ آنے والے زیادہ تر لوگ اپنی اولاد کی نافرمانی، اولاد کی طرف سے کیے جانے والے برے سلوک کا شکوہ کرتے ہیں، اس ضمن میں زیادہ تر لوگ وہ جو اپنی بیوی کی وفات کی وجہ سے اکیلے رہ گئے ہیں۔ میرے پاس آنے والے بزرگوں کے حالات، معاشرے پر رونما ہونے والے اس طرح کے واقعات اور بچوں کے بگڑتے ہوئے مزاج کی وجہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ قرآن حکیم، احادیث رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی آثار کی روشنی میں ایک کتاب مرتب کی جائے جس سے لوگوں بالخصوص نوجوان نسل کے دلوں میں والدین کے حقوق کے بارے میں احساس اجاگر کرنے کی کوشش کی جائے۔

بحمد للہ مجھے اس بات پر پورا یقین ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے ہر شخص کے دل میں اس کے والدین کے لیے محبت کے جذبات موجزن ہوں گے

اس ضمن میں میں نے کوشش کی ہے کہ اولاد کے دل میں والدین کے حقوق کے حوالے سے اللہ کا ڈر پیدا کیا جائے، اس مقصد کے حصول کے لیے فرمودات الٰہی کی روشنی میں نافرمان اولاد کے لیے موت سے قبر، قبر سے حشر اور حشر سے جہنم تک کے احوال اور اسلامی واقعات کا سہارا لیا ہے۔

اس کتاب میں دوسرا مضمون نماز کا ہے۔ اس لیے کہ جب بھی نماز کے متعلق کوئی بات ہوتی ہے تو فوری طور پر چاروں طرف سے آوازیں آنا شروع ہو جاتی ہیں کہ دوران نماز بہت سے خیالات امڈ آتے ہیں اور ان خیالات کی موجودگی میں نماز میں وہ خشوع وخضوع پیدا نہیں ہوتا جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے۔

اس پریشانی کا ایک ہی حل سامنے آیا کہ ہم عجمی ہیں یعنی غیر عربی ہیں جبکہ نماز ساری کی ساری عربی زبان میں ہے۔ عربی زبان ہمیں آتی نہیں ہے اور نماز کا اردو ترجمہ ہم نے پڑھا نہیں ہے، لہٰذا دوران نماز ہمیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں۔ سمجھ نہ آنے کی وجہ سے نماز کے دوران ہمارا ذہن منتشر رہتا ہے اور یوں ہم شیطان کا آسان شکار بن کر خیالات کی دنیا میں چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس پریشانی کے حل کے لیے اس کتاب میں فقہی مسائل سے الگ رہتے ہوئے اذان اور نماز کا اردو ترجمہ وتفسیر کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں سب سے پہلے وضو کی اہمیت، باوضو رہنے کے فوائد اور آخرت میں اس کا اجر وثواب کیا ہے اسے بیان کیا گیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے اور اذان دینے والے کو ہم مؤذن کہتے ہیں۔ آج اس مادی دور میں صرف دولت کو سلام کیا جاتا ہے، ایسے حالات میں اگر مؤذن کو بلائیں تو اس کی وہ عزت نہیں کی جاتی جس کا وہ مستحق ہے۔ لہٰذا میں نے اس کتاب میں اذان کی تاریخ، اذان کے الفاظ اور اذان کے کلمات ہم تک کیسے پہنچے، اسی طرح مؤذن کی فضیلت اس کا مقام و مرتبہ مختلف کتب احادیث، کتب تفسیر اور اقوال صحابہ کی روشنی میں نقل کیا ہے۔ بالخصوص حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زندگی کے حوالے سے۔

وضو اور اذان کے بعد اہم فریضہ نماز کا ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہم سب اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ نماز ہر ایک مسلمان پر لازم ہے اور کسی بھی صورت اس کی معافی نہیں ہے اور نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اسے مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اس ضمن میں میری کوشش رہی ہے کہ میں اس کتاب میں مکمل نماز کا ترجمہ تفسیر اور اسلامی واقعات آپ احباب کے سامنے پیش کرسکوں تاکہ نماز کا مفہوم ومقصود سمجھنے میں آسانی رہے اور اس طرح سمجھنے کے بعد نماز کی ادائیگی میں نمازی کو لطف آئے گا۔ نماز کے آخر میں احتیاطاً آخری پارہ (۱۲) سورتوں کی تفسیر بھی شامل کردی گئی ہے، کیونکہ ہمارے اکثر نمازی نماز میں انہی سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں، اس طرح جب ایک نمازی آدمی نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھے گا تو اُسے علم ہوگا کہ وہ کیا پڑھ رہا اور اللہ تعالیٰ اس سورت میں کیا بات بیان فرما رہے ہیں۔ آخر میں اللہ سے دعا مانگنے کا طریقہ، آداب اور دعا کی قبولیت کے انداز کو بیان کیا گیا ہے۔

کتاب کے آخر میں توبہ کے متعلق ایک باب شامل کیا ہے، انسان ہونے کے ناطے سے کوئی نہ کوئی غلطی سرزد ہوجاتی ہے، شیطان کے بہکاوے میں آکر گناہ کربیٹھتا ہے۔ جس کا بہترین کفارہ توبہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تواب ہے اور توبہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں گناہ کے بعد توبہ کرنے والوں کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس شخص کی ہو جاتا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

اس لیے کتاب کے اس آخری باب میں توبہ کی اہمیت، طریقہ اور شرائط کو بیان کیا گیا ہے، اسی طرح اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ توبہ کرنے والا شخص اللہ کے ہاں کس قدر مقبول ہے۔

آخر میں آپ سے درخواست ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی جگہ کمپوزنگ وغیرہ کی کوئی غلطی ہو تو اس کے بارے میں رہنمائی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔

اس کتاب کے مرتب کرنے میں کوشش رہی ہے کہ اس کا حجم زیادہ بڑھنے نہ پائے، پڑھنے والوں کی آسانی کے لیے نہایت سادہ الفاظ اور عام فہم انداز اختیار کیا گیا ہے تاکہ ہر پڑھنے والے شخص کے لیے یہ کتاب زیادہ مؤثر اور مفید ثابت ہو۔

آخر الزماں پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے "مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ"۔ "جو لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی ناشکرا ہے۔" کے مطابق میں ان تمام لوگوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا لازم سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی بھی طرح تعاون کیا بالخصوص جناب مولانا حافظ فاروق احمد صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ جنہوں نے کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور کتاب کی پرنٹنگ تک کے تمام مراحل میں مکمل تعاون کے ساتھ ساتھ مفید مشوروں سے نوازا۔

میں اپنی اس کوشش کو اپنے والدین، بڑے بھائی، ہمشیرہ (مرحومین) اور جواں سال مرحوم بیٹے کے نام کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو منور فرمائے، تا حد نگاہ کشادہ فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

یہ میری دوسری کاوش ہے اس سے پہلے میری ایک اور کتاب "کسی خاص فرد یا واقعہ پر نازل ہونے والی آیاتِ قرآنی" چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کو عوام الناس میں بہت پذیرائی حاصل ہوئی، آپ احباب نے بہت سراہا اور کچھ مقامات پر رہ جانے والی کمپوزنگ کی غلطیوں کی نشاندہی کی۔ اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے، اب دوسرے ایڈیشن میں غلطیوں کی اصلاح اور کچھ مزید آیات اور واقعات کو شامل کیا گیا ہے۔ اللہ کی توفیق سے دوسرا ایڈیشن بہت جلد آپ کے زیر مطالعہ ہوگا۔ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے بہت مفید ہے جو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھتے ہیں۔

ریاض الحق ایڈووکیٹ
متولی جامع مسجد غلہ منڈی لیاقت پور
موبائل: 0300-8670724
فون: 0685795108

04/11/2020

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز کی اہمیت اور تیاری

وضو کرنا:

نماز سے قبل وضو کرنا لازم ہے، وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی، ہمیشہ باوضو رہنا اہل ایمان کے اخلاص میں ہے، اگر وہ باوضو ہو کر سوئے تو اللہ تعالیٰ اُسے محبوب رکھیں گے، محافظ فرشتے اُسے محبت کریں گے، اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوگا۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے وضو شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وہ وضو نہ کر لے۔''

وضو کرنے کا طریقہ:

ایک صحابی جناب حمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا:

''حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پہلے اپنے ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا پھر ان کو دھویا، تین بار کلی کی، تین بار ناک میں پانی ڈالا، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر آپ نے اپنا دایاں بازو کہنیوں سمیت اور بایاں بازو کہنیوں سمیت تین بار دھویا، اس کے بعد آپ نے ایک بار سر کا مسح کیا اور پھر دونوں پاؤں پہلے دایاں پھر بایاں تین تین بار دھوئے، ایسا کرنے کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری طرح وضو کرے گا اور پھر دو رکعتیں (تحیۃ الوضو) ادا کرے گا۔ اس دوران کوئی دنیاوی بات نہ کرے تو اس کے تمام سب اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وضو کی فضیلت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص احسن انداز سے پوری توجہ کے ساتھ وضو کرتا ہے اور اس کے بعد دوسرا کلمہ

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں یعنی واحد ہو لاشریک ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس سے بھی چاہے داخل ہو جائے۔''

رات کو با وضو سونے کا عظیم فائدہ

باوضو سونے والا شخص انتہائی خوش قسمت اور قابل رشک ہے۔

اس لیے کہ باوضوء ہو کر سونے والے شخص کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے، وہ شخص جب بھی بیدار ہوتا ہے یا کروٹ بدلتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے لیے اللہ سے دعا کرتا ہے۔ اے اللہ! اپنے اس بندے کو معاف فرما دے، یہ باوضوء ہو کر سویا تھا۔

اگر انسان کے دل میں کسی بات کا خوف ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اٹھ کر وضو کرے، وضو کرنے سے اس بات کا خوف دور ہو جائے گا۔

وضو کرنے والے کو چاہئے کہ وضو کرنے سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھ لے پھر تعظیم اور توجہ کے ساتھ وضو کرے اور اس کے دل میں یہ خیال ہو کہ وہ رب کریم کی زیارت کو جا رہا ہے، لہٰذا اپنے تمام گناہوں سے معافی مانگے، اللہ تعالیٰ نے وضو کے پانی کو گناہوں سے غسل کی علامت بنایا ہے، اللہ کا نام لے کر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور اپنے منہ کو جس طرح پانی سے دھویا ہے اسی طرح غیبت اور جھوٹ سے بھی دھو ڈالے، اس کو دھو کر حرام نگاہ سے پاک کر دے، اسی طرح باقی اعضا کو دھو ڈالے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وضو کے بعد دو رکعت ادا کرنے کا اجر وثواب

مسلمان شخص کو چاہئے کہ وہ ہر وقت باوضو رہے اور جب بھی بے وضوء ہو تو فوراً نیا وضو بنا لے اور اس کے ساتھ دو رکعت نوافل کا اہتمام کرے۔ جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا معمول تھا۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا کہ مجھے تو اپنا کوئی بہترین عمل بتا جو تو نے اسلام میں کیا ہو، میں نے آج کی رات جنت میں تیرے پاؤں کی آہٹ سنی ہے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اسلام میں کوئی عمل جو میرے نزدیک بہترین ہو میں نے اس کے سوا نہیں کیا رات ہو یا دن جب بھی میں وضو کرتا ہوں تو اپنے رب کی رضا کے لئے جو بھی کم سے کم مقدار نماز کی ہو سکے پڑھ لیتا ہوں، میں جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو وضو کر لیتا ہوں اور وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں۔''

روایت:

ایک صحابی سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے وضو کے متعلق ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ ایک شخص جب وضو کا پانی لے کر بیٹھتا ہے پھر کلی کرتا ہے ناک میں پانی ڈالتا ہے اور جھاڑتا ہے تو اس کے منہ کی اور ناک کی سب خطائیں معاف ہو جاتی ہیں، اور پھر جب وہ اللہ کے حکم کے مطابق اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ ہی اس کے چہرہ کے گناہ بھی اتر جاتے ہیں، پھر جب اللہ کے حکم کے مطابق کہنیوں تک ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ پانی کی انگلیوں کی پور اور کناروں تک سے اتر جاتے ہیں، پھر جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ بالوں کے اطراف سے اتر جاتے ہیں اور اللہ کے حکم سے پانی کے ساتھ ہی نکل جاتے ہیں، پھر کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہے جو اس کی شان کے لائق ہے اور دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اذان کی اہمیت:

جب نماز کا وقت ہو تو لوگوں کو اطلاع دینے کے لئے ایک آدمی مسجد میں بلند آواز میں چند مخصوص الفاظ بولتا ہے اور لوگوں کو کہتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ لہٰذا مسجد کی طرف آؤ، ان مخصوص الفاظ کو اذان کہا جاتا ہے اور اذان کہنے والے کو مؤذن کہا جاتا ہے۔

ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتائیے جس کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤذن بن جا کہ تیری وجہ سے لوگ مسجد میں آئیں اور نماز ادا کریں۔

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (سورہ حم سجدہ: ۳۳)

''اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کیے اور کہا بے شک میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ یہ آیت مؤذنوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

اذان کہنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کتنی فضیلت ہے پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ پائیں تو وہ اس پر ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ (نماز کے لیے) اول وقت آنے میں کیا فضیلت ہے تو وہ ضرور اس کی طرف دوڑ کر آئیں اور اگر وہ جان لیں کہ نماز عشاء اور نماز فجر کی کتنی فضیلت ہے تو وہ ضرور ان میں شریک ہوں، اگرچہ انہیں سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن مؤذن کا اعزاز

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اذان دینے والے قیامت والے دن باقی تمام لوگوں سے لمبی گردن والے ہوں گے۔

حدیث:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے، اس سے حاصل ہونے والی مغفرت اس تمام جگہ کو گھیر لیتی ہے اور اس تمام جگہ میں جتنے لوگوں کو اجر ملتا ہے جو بھی لوگ نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ اتنا ہی ثواب مؤذن کو بھی ملتا ہے اور اس اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

حدیث:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بارہ سال تک اذان دی اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

مؤذن کے گواہ:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤذن کی آواز جس حد تک جاتی ہے وہاں تک اس کی مغفرت ہوتی ہے اور آخری حد تک تمام خشک اور تر چیزیں مؤذن کی آواز کی تصدیق کرتی ہیں۔''

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت کی اونٹنی پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سوار کرائیں گے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت کا چکر لگائیں گے، آپ اونٹنی پر ہی اذان دیں گے اور جب کہیں گے ''اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ'' کہیں گے تو لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہیں گے کہ جس طرح تو نے گواہی دی ہے ہم بھی اسی طرح گواہی دیتے ہیں، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسی طرح اذان دیتا ہوا جنت کا چکر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لگائیں گے اور جب آپ فارغ ہوں گے تو جنت کے حلے لائے جائیں گے، سب سے پہلے جنت کا حلہ آپ کو پہنایا جائے گا، اور آپ کے بعد دوسرے صالحین مؤذنوں کو پہنائے جائیں گے۔

مؤذن بننے کی تمنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک بات کا افسوس ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے مؤذن بننے کی درخواست کر لیتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں مؤذن ہوتا تو ایک فرض حج کے سوا اگر کوئی اور حج اور عمرہ نہ بھی کرتا تو مجھے کوئی افسوس نہ ہوتا۔

روایت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان بھاگتا ہوا مدینہ پاک کی حدود سے تیس میل دور نکل جاتا ہے۔

مؤذن کی خصوصیات:

ا۔ مؤذن نماز کے اوقات سے واقف ہو، نماز کے اوقات کا دھیان رکھنے والا ہو اور وقت پر اذان دے۔

۲۔ آواز بلند ہونی چاہئے۔

۳۔ اپنے حلق کا خیال کرے اور حلق کو صاف رکھے تا کہ آواز صاف سنائی دے۔

۴۔ مؤذن کی غیر موجودگی میں اس کی جگہ اور کوئی اذان دے تو اس پر ناراض نہ ہو۔

۵۔ اذان خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہونی چاہیے۔

۶۔ اذان کے الفاظ صاف اور واضح ہونے چاہئیں۔

روایت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس مؤذن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں جو مسجد میں نیکی سمجھ کر ثواب کی غرض سے اذان دیتا ہو۔

مؤذن امین ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤذن امین ہے، مؤذنوں کے گناہوں کو معاف فرما۔

مؤذن کو امین اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ لوگ اپنی نماز اور اپنے روزہ کے معاملہ میں اس پر اعتماد کرتے ہیں، اس لیے مؤذن پر مسلمانوں کا یہ بھی حق ہے کہ فجر کی اذان طلوع فجر سے پہلے نہ کہے تاکہ سحری اور نماز کا شبہ نہ پڑ جائے مغرب کی اذان غروب سے پہلے نہ کہے، تاکہ افطار کا شبہ نہ ہو۔

روایت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جس نے پانچوں اذانیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دیں وہ قیامت کے روز کستوری مشک کے ٹیلوں پر ہوگا، اس کو نہ حساب پریشان کرے گا اور نہ ہی غمگین ہوگا۔

روایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اذان کہنے کا کتنا اجر اور ثواب ہے تو لوگ قرعہ اندازی کیا کرتے۔

اذان کی آواز کے لئے آسمان سے عرش تک دروازہ کھلنا:

حضرت ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان سیکھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھائی اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ چھت پر چڑھ کر اذان دو، جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینی شروع کی تو لوگوں نے ایک شدید آواز محسوس کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا: یہ آواز کیا ہے تو لوگوں نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے رب کے حکم سے آسمانوں کے دروازے عرش تک بلال کی اذان کے لئے کھولے گئے ہیں، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یہ صرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لئے خصوصیت ہے یا تمام مؤذنوں کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمام مؤذنوں کے لئے ہے، آپ نے فرمایا کہ مؤذنوں کی روحیں شہداء کی روحوں کے ساتھ جنت میں رہتی ہیں۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو مؤذنوں کو پکارا جائے گا کہ کہاں ہیں تو یہ تمام مؤذن مشک اور کافور کے ٹیلوں پر کھڑے ہو جائیں گے۔

مؤذن کا اعزاز:

اذان اور اقامت کے درمیان کی ہوئی دعا اللہ کی بارگاہ میں رد نہیں کی جاتی، جو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ یا تو دنیا میں ہی مؤذن کو دے دیتے ہیں یا کوئی آفت اس کے سر سے ٹال دیتے ہیں۔ یا اس دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر لیتے ہیں۔ قیامت کے روز تمام رسولوں، انبیاء کرام کے بعد اذان کہنے والوں کو لباس پہنایا جائے گا، فرشتے ان کا استقبال کریں گے، قبر سے محشر تک ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہونگے۔

اذان کن موقع پر دینی چاہئے:

مندرجہ ذیل مواقع پر اذان دینی سنت ہے۔

۱۔ فرض نماز کے لئے۔	۲۔ تہجد کے لیے
۳۔ بچہ کے کان میں بوقت ولادت	۴۔ جمعہ کے دن، جمعہ کے لیے
۵۔ بد اخلاق کے کان میں اذان کہنا	۶۔ شیطان کے پریشان کرنے پر اذان کہنا
۷۔ آگ لگنے کے وقت اذان کہنا	۸۔ غمگین شخص کے کان میں اذان کہنا
۹۔ کفار سے جنگ کے وقت	۱۰۔ غصہ کے وقت
۱۱۔ جب مسافر راستہ بھول جائے	۱۲۔ جب کسی کو مرگی ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اذان کی ابتداء:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو پانچ نمازوں کا تحفہ اس وقت دیا جب آپ معراج پر تشریف لے گئے، جب آپ نے واپس آ کر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، جب تک آپ مکہ میں رہے اس وقت ایسے حالات نہ تھے کہ آپ تمام لوگوں کو بلائیں اور باقاعدہ خانہ کعبہ میں جماعت کرائیں۔ اس وقت لوگوں کو جو اسلام لے آئے تھے، فرداً فرداً بلایا جاتا تھا اور کافروں سے چھپ کر نماز ادا کی جاتی تھی، مگر جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور تمام احکام شرعیہ پر عمل کی آزادی حاصل ہوئی تو اس وقت لوگوں کو نماز کے لیے بلانے کے حوالے سے مشاورت کی گئی کہ لوگوں کو جماعت کے لئے کیسے بلایا جائے،

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد نبوی میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا جس سے نماز کا وقت معلوم ہو۔

۱۔ ایک مشورہ یہ تھا کہ نماز کے وقت اونچی جگہ پر ایک علم بلند کر دیا جائے جس سے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ اس پر اعتراض ہوا کہ سوئے ہوئے اور غافل لوگوں کو اس سے پتہ نہیں چلے گا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور وہ نماز میں شریک نہ ہو سکیں گے۔

۲۔ دوسرا مشورہ یہ دیا گیا کہ کسی بلند جگہ پر آگ روشن کر دی جائے مگر اس پر بھی اعتراض کیا گیا کہ مجوسی لوگ آگ کی عبادت کرتے ہیں اس طرح اس میں ان کی مشابہت کا عنصر نمایاں ہے۔

۳۔ تیسرا مشورہ یہ دیا گیا کہ بغل جو کہ ایک ساز ہے۔ نماز کے وقت اسے بجایا جائے تا کہ لوگوں کو نماز کے وقت کا پتہ چل جائے، یہ ایک ایسا ساز ہے جس کے ذریعے یہودی اپنی عبادت کے لئے لوگوں کو بلاتے تھے، اس کو یہودیوں کی مشابہت کی وجہ سے رد کر دیا گیا۔

۴۔ چوتھا مشورہ یہ دیا گیا کہ ناقوس بجایا جائے یہ ایک ٹل (گھنٹی) ہے جو نصاریٰ (عیسائی) بجایا کرتے ہیں، مگر اس تجویز کو بھی اللہ کے رسول ﷺ نے رد کر دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۔ پانچویں تجویز یہ دی گئی کہ نماز کے وقت ایک آدمی گلی میں جا کر آواز لگایا کرے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اس تجویز کو تسلیم کر لیا گیا اور جن آدمیوں کے نام تجویز کیے گئے کہ وہ گلی میں جا کر نماز کے لئے آواز لگایا کریں گے اُن میں ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ تھے، ایک دن وہ نیند کی حالت میں تھے کہ اُن کے سامنے ایک شخص آیا اور حضرت عبداللہ کو کہا کہ تمہیں ایک کلمہ سکھاؤں جس سے آپ لوگوں کو نماز کے لئے بلا سکو گے۔ آپ نے کہا کہ مجھے بتلاؤ اس شخص نے کہا:

چار دفعہ کہو:

"اَللّٰـهُ اَكْبَرُ"

(۲) دو دفعہ کہو:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰـه"

(۳) اس کے بعد دو دفعہ کہو:

"اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

(۴) دو دفعہ کہو:

"حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ۔

(۵) پھر دو دفعہ کہو:

"حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ"

(۶) پھر دو دفعہ کہو:

"اَللّٰـهُ اَكْبَرُ"

(۷) پھر ایک دفعہ کہو:

"لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰه"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اذان کے کلمات، مطلب اور اذان کا جواب

﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾

جب مؤذن یہ الفاظ کہتا ہے تو سننے والے کو بھی چاہئے کہ یہی الفاظ دہرائے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ بھی یہ الفاظ دہراتے تھے اور اپنی امت کو اسی بات کا حکم دیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑا ہے، جب انسان یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے تو بندہ کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل بھی واجب ہے، لہٰذا دنیا کے کاموں کو چھوڑ دو اور اللہ کے حکم (یعنی نماز) کی تعمیل کرو۔

﴿اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

جب مؤذن یہ الفاظ کہتا تو اللہ کے رسول ﷺ بھی یہ الفاظ دہراتے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے جب ہم یہ الفاظ سنیں تو ان الفاظ کو دہرائیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ''واحدہ لاشریک'' ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے، اسی کا حکم مانو اگر اس کا حکم نہ مانا تو کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو بندے کو اللہ کی پکڑ سے چھڑا سکے۔

﴿اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾

جب مؤذن یہ الفاظ کہتا تو رسول اللہ ﷺ بھی یہ الفاظ دہرایا کرتے۔ لہٰذا ہمیں بھی اذان میں یہ کلمات سن کر ان کو دہرائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ پر ایمان لاؤ اور تصدیق کرو، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم بھی آپ حضور کا ہے، لہٰذا آپ کی ہی اتباع کرو۔

﴿حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ﴾

''آؤ نماز کی طرف''

جب مؤذن یہ الفاظ کہتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے جواب میں یہ الفاظ دہرایا کرتے

--لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ--

مسلمان کو بھی اذان کے یہ الفاظ سن کر یہ الفاظ کہنے چاہئیں اس کا مطلب ہے۔ نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی ہمت صرف اللہ کی توفیق کے ساتھ ممکن ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چونکہ نماز کی طرف جانا نیکی اور نماز کے لیے نہ جانا گناہ ہے۔

﴿ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ﴾

مؤذن کے ان کلمات کے جواب میں بھی رسول اللہ ﷺ یہ الفاظ دہرایا کرتے تھے۔

۔۔لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔۔

﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ ﴾

یہ الفاظ سن کر یہی الفاظ دہرانے چاہئیں۔

﴿ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾

''اللہ تعالیٰ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔''

ان کے جواب میں یہی الفاظ دہرائے جانے چاہئیں۔

اسی طرح فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد

﴿ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ﴾

''نماز نیند سے بہتر ہے۔''

اس کے جواب میں یہی الفاظ دُہرائے جائیں گے۔

اذان مکمل ہو جانے کے بعد درودِ ابراہیمی اور اس کے بعد مندرجہ ذیل دعائیں پڑھی جائیں۔

ا۔

(اللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ ، وَالصَّلاةِ الْقَائِمَةِ ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ ، إِنَّكَ لا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ)

''اے اللہ! اے اس کامل اور مکمل دعوت اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور مقام فضیلت عطا فرما! جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے، اے اللہ! بے شک تو اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا۔''

اذان کے بعد یہ دعا پڑھنے والا شخص قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا حقدار ٹھہرے گا۔(صحيح البخاری ، سنن الكبرى للبيهقى)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۲۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔۔۔۔وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

۳۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا

جوشخص اذان کے بعد یہ دعائیں پڑھ لیتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

اذان سن کر مخصوص دعا مانگے اور سب کام چھوڑ کر مسجد جائے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے۔

حضور ﷺ کو مطلع کرنا:

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے جب یہ الفاظ سنے تو فوراً اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا:

(اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ)

''بلاشبہ تمہارا یہ خواب سچا ہے۔''

ساتھ ہی آپ ﷺ فرمایا: یہی الفاظ اپنے بھائی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھا دو کیونکہ اس کی آواز تمہاری نسبت زیادہ بلند ہے، چنانچہ مسجد نبوی میں سب سے پہلی اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دی۔ جب حضرت بلال اذان دے رہے تھے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلدی سے جلدی مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور آپ ﷺ سے عرض کی کہ یہی الفاظ مجھے بھی ایک شخص نے خواب میں سکھائے ہیں اور میں یہی الفاظ بتانے کے لئے آپ کی طرف آ رہا تھا، آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: صبح کی نماز میں حی علی الفلاح کے بعد یہ الفاظ کہہ دینا ''الصلاۃ خیر من النوم'' اوران کو بھی دو دفعہ کہنا (نماز نیند سے بہتر ہے۔) اس طرح یہ اذان امت تک پہنچی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی شان بطور مؤذن

اسلام میں پہلا مؤذن:

شریعتِ اسلامیہ میں سب سے پہلی اذان جناب بلال رضی اللہ عنہ نے کہی، یوں وہ اسلام کے سب سے پہلے مؤذن قرار پائے۔

یہ رتبہ بلند ملا جسے مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں!

مسجد نبوی:

ہجرت کے بعد جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے، مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہوئی تو اب مسئلہ درپیش تھا لوگوں کو نماز کے وقت کی آگہی اور بلانے کا اس مقصد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ نماز کے لئے ہر محلہ اور گلی میں جا کر آواز لگا کر لوگوں کو بتلایا جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا تو نیند کی حالت میں انسانی شکل میں ایک سفید کپڑوں میں ملبوس شخص آیا اور اس نے حضرت عبداللہ کو اذان سکھلائی۔ انہوں نے وہی اذان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی اور اپنا خواب کا بیان کیا تو آپ نے فرمایا: تمہارا خواب سچا ہے۔ لہٰذا یہی الفاظ اپنے بھائی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لکھا دو کیونکہ ان کی آواز اونچی ہے۔ لہٰذا مسجد نبوی میں جو سب سے پہلی اذان پڑھی گئی وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پڑھی۔

خانہ کعبہ:

جب آٹھ ہجری میں فتح مکہ ہوا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں، چنانچہ ایک روایت کے مطابق حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کے اوپر گئے اور اونچی آواز میں اذان کہی، اس سے قبل بیت اللہ میں کبھی اذان نہ ہوئی تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قبر:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام مردوں کو زندہ کیا جائے گا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے ہوئے اپنی قبر سے اٹھیں گے اور اسی طرح باقی مؤذن بھی جنھوں نے محض اللہ کی خوشنودی کی خاطر اذانیں دیں۔

مسجد نبوی میں پہلی اذان کے وقت تمام آسمانوں کے دروازے کھلنا:

حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے خواب میں یہ الفاظ اذان کے سکھائے گئے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ الفاظ اپنے بھائی حضرت بلال کو سکھلا دو تا کہ وہ اونچی آواز میں اذان دیں جب حضرت بلال اذان دینے لگے تو لوگوں نے شدید آواز محسوس کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ یہ آواز کیسی ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب کے حکم سے آسمانوں کے دروازے عرش تک بلال کی اذان کے لئے کھولے گئے ہیں۔

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا: سب سے پہلے میں جنت میں داخل ہوں گا اور میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوں گا۔ پھر ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت بلال جنت میں داخل ہوں گے، اس پر صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضور پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ سب سے پہلے میں داخل ہوں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں اونٹنی پر سوار ہوں گا اور اس اونٹنی کی مہار حضرت بلال کے ہاتھ میں ہوگی، اس لئے وہ مہار کو پکڑ کر پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

سورج کا طلوع نہ ہونا:

ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ کچھ صحابہ کرام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز میں لکنت ہے اس لئے آپ صاف آواز میں اذان نہیں دے سکتے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کہنے پر ایک اور صحابی نے صبح کی اذان کہی، مگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے سورج کو حکم دیا کہ جب تک حضرت بلال اذان نہ دیں طلوع نہ ہونا، اور وقت روک دیا گیا، جب کافی وقت گذر گیا اور سورج طلوع نہ ہوا تو پھر حضور نے حضرت بلال کو فرمایا کہ اذان دو جب حضرت بلال نے اذان دی تو سورج طلوع ہوا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز کی ادائیگی

نماز اللہ تعالیٰ کا تحفہ:

اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ کی طرف سے آپ کو تین تحفے عطا کیے گئے۔

(۱) پچاس نمازوں کا تحفہ

(۲) سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات۔

(۳) آپ ﷺ کی تمام امت کو جو توحید پر رہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جنت عطا کروں گا۔ مگر جو شخص کبیرہ گناہ کرتے ہوئے مر گیا اور اس نے توبہ نہ کی تو اس کو سزا مکمل کرنے کے بعد ہی جنت میں داخل کروں گا، اور جو توبہ کرے گا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے گا اور آئندہ نیک عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت نصیب فرمائیں گے۔

پانچ نمازیں:

رسول اللہ ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازوں کا تحفہ دیا تو آپ واپس تشریف لائے راستہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت موسیٰ کے پوچھنے پر آپ نے پچاس نمازوں کا بتلایا جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت کبھی بھی پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکتی، آپ واپس جائیں اور اللہ تعالیٰ سے اس میں رعایت کی گزارش کریں، چنانچہ آپ واپس اللہ تعالیٰ کے دربار میں گئے اور اللہ تعالیٰ سے رعایت کی درخواست کی، جس پر اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں معاف کر دیں اور باقی پینتالیس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا۔ آپ جب واپس آنے لگے تو دوبارہ پھر حضرت موسیٰ کے کہنے پر واپس گئے اللہ تعالیٰ نے پھر پانچ معاف کر دیں، اسی طرح آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر واپس جاتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کرتے رہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے پینتالیس نمازیں معاف کر دیں اور باقی پانچ رہ گئیں۔ اس پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ امت کے لئے پانچ نمازیں بھی زیادہ ہیں تو آپ نے کہا کہ اب واپس جاتے ہوئے مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے اس طرح حضور کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہو گئیں، مگر اللہ تعالیٰ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ اے میرے نبی امت پانچ نمازیں پڑھے گی مگر میں ثواب پچاس نمازوں کا دوں گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾(سورۃ الانعام: ۱۶۰)

''جو ایک نیکی لائے گا اس کو دس گنا اجر دیا جائے گا۔''

اسی طرح جو پانچ نمازیں پڑھے گا ثواب اس کو پچاس نمازوں کا ملے گا، نماز کو اسلام کا ایک اہم ستون گردانا گیا ہے جو کسی بھی صورت میں معاف نہیں ہے۔''

نماز کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے

۱۔سب سے اول ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی گواہی دینا۔ کیونکہ جب تک انسان یہ گواہی نہ دے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہولا شریک ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تب تک نہ ہی وہ ایمان والا ہے اور نہ ہی مسلمان کہلا سکتا ہے۔ جب انسان مسلمان ہو جاتا ہے اور ایمان لے آتا ہے۔

۱۔شہادتین

۲۔نماز

۳۔زکوٰۃ۔

۴۔حج کرنا۔

۵۔روزہ رکھنا۔

نماز ہر صورت میں لازم اور فرض ہے، چاہے حالات اور طبیعت جیسی بھی ہوں، جب تک انسان کے ہوش وحواس قائم ہیں تب تک نماز فرض ہے۔

نماز کے بعد دوسرا اہم رکن زکوۃ ہے۔ زکوۃ تب فرض ہے جب مال نصاب زکوۃ کو پہنچتا ہو اور ایک سال کا عرصہ بیت چکا ہو۔

زکوۃ کے بعد حج ہے۔ حج کی فرضیت کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں وسائل کے ساتھ مشروط قرار دیا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد رمضان کے روزے ہیں۔ روزہ اگر ہر مسلمان پر فرض اور لازم ہے مگر اس میں دائمی مریض اور دیگر کچھ اور لوگوں کے لیے اطعام مسکین کے بدلے میں رخصت موجود ہے۔

نماز:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ افضل ترین عمل نماز ہے، مگر نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا چاہیے۔

گناہوں کی معافی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا سردی کا موسم تھا، درختوں کے پتے گر رہے تھے، حضور ﷺ نے ایک ٹہنی ہاتھ میں پکڑی تو اس کے پتے تیزی سے گرنے لگے، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے اس کے پتے گر رہے ہیں۔ البتہ گناہ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے، مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بغیر توبہ کے بھی کبیرہ گناہ معاف کر سکتے ہیں۔

حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کے دروازہ کے آگے نہر ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کے جسم پر میل باقی نہ رہے گا، یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ ان نمازوں کی وجہ سے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

اسی طرح بندہ جب دن میں پانچ دفعہ نماز ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے وقفے میں کیے ہوئے اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں، جب بندہ فجر کی نماز ادا کرتا ہے پھر ظہر کی نماز ادا کرتا ہے تو فجر اور ظہر کے درمیان جتنے صغیرہ گناہ ہوتے ہیں ظہر کی نماز ادا کرنے سے وہ سب معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح عصر کی نماز ادا کرنے سے ظہر اور عصر کے درمیان صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح باقی بھی تمام نمازوں میں معاف ہوتے ہیں۔

نماز کی اہمیت:

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میری امت پر نماز فرض کی لہٰذا سب سے پہلے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نماز کا ہی حساب ہوگا۔

(۲) بندہ اور شرک کے درمیان نماز حائل ہے۔

(۳) نماز دین کا ستون ہے۔

(۴) نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔

(۵) جب کوئی آفت آسمانوں سے نازل ہوتی ہے تو وہ مسجد کو آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے سجدہ کی جگہ پر آگ کو حرام کر دیا ہے۔

(۷) اگر کوئی بندہ کبیرہ گناہوں کی وجہ سے اور بغیر توبہ کیے مر گیا تو آگ سجدہ کرنے والی جگہ کو نہیں کھائے گی۔

(۸) جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان تمام پردے ہٹ جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

(۹) اللہ تعالیٰ کو نماز میں تمام حالتوں میں پسندیدہ حالت سجدہ ہے اور خاص طور پر جب بندہ اللہ تعالیٰ کے آگے اپنی پیشانی زمین پر رگڑتا ہے۔

(۱۰) جب بندہ وضو کر کے خشوع سے فرض ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

(۱۱) جب بندہ نماز کے بعد دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور قبول فرماتے ہیں۔

(۱۲) فرائض کے بعد افضل ترین نماز آدھی رات کو یعنی تہجد کی نماز ہے۔

نماز با جماعت ادا کرنے کی فضیلت:

(۱) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے تو اس کو ستائیس گناہ زیادہ ثواب ملتا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو بندہ وضو کر کے مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے، ایک خطا معاف ہوتی ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے، اور وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب تک مسجد میں بیٹھا جماعت کا انتظار کرتا ہے فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو بندہ چالیس دن تک اس طرح جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے کہ اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کے ساتھ وہ دو وعدے ہیں۔

ا۔ ایک جہنم سے چھٹکارہ

۲۔ دوسرا نفاق سے بری ہونا۔ (جامع ترمذی: کتاب الصلاۃ)

(۴) حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں جاتے ہیں، یعنی نماز فجر اور نماز عشاء میں شریک ہونے کے لیے مسجد جاتے ہیں، قیامت کے دن اُن کو پورا نور دیا جائے گا۔

(۶) حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر دو آدمی ہوں تو بھی اُن میں ایک امام بن جائے اور ایک مقتدی بن جائے۔

حدیث:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں، اس پر فرشتے عرض کریں گے کہ یا اللہ آپ کے پڑوسی کون ہیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے۔'' (أخرجه الحارث بن أبي أسامة في مسنده، السلسلة الصحيحة)

حدیث:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ ان دو چیزوں پر کتنا انعام ہے تو لوگ ان کو حاصل کرنے کے لیے قرعہ اندازی کریں۔ (۱) اذان دینا۔ (۲) پہلی صف میں جگہ لینا۔ (صحیح البخاری)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مساجد کی شفارش:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن مساجد کو سفید بختی اونٹوں کی شکل میں میدانِ حشر میں لایا جائے گا ٹانگیں عنبر کی ہوں گی، گردن زعفران اور سر کستوری کا ہوگا۔ مؤذن اس کے آگے ہوگا اور اس مسجد کے نمازی اس کے پیچھے پیچھے آرہے ہوں گے۔ اس طرح وہ میدانِ حشر میں کوندنے والی بجلی کی طرح گذر جائیں گے۔ ان کو دیکھ کر محشر کے لوگ کہیں گے کہ یہ کوئی مقرب فرشتے، یا انبیاء کرام علیہم السلام معلوم ہوتے ہیں تو ان کو کہا جائے گا، اے قیامت والو! یہ فرشتے اور انبیاء نہیں ہیں۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو نماز باجماعت کا دھیان رکھتے تھے۔ اس دن یہ مساجد اس کو آباد کرنے والوں کی شفارش کریں گی۔

نماز کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان:

حضرت جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) نماز رب کریم کی رضا کا ذریعہ ہے۔

(۲) فرشتوں کی محبت کا باعث ہے۔

(۳) انبیاء کا محبوب عمل ہے۔

(۴) معرفت کا نور ہے۔

(۵) ایمان کی اصل ہے۔

(۶) دعا کی قبولیت کا سامان ہے۔

(۷) اعمال کے مقبول ہونے کا ذریعہ ہے۔

(۸) رزق میں برکت کا ذریعہ ہے۔

(۹) جسم کی راحت کا سبب ہے۔

(۱۰) دشمنوں کے مقابل ہتھیار ہے۔

(۱۱) شیطان کی ناراضگی کا سامان ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) روزِ قیامت کی روشنی ہے۔

(۱۳) قبر کا چراغ ہے۔

(۱۴) منکر نکیر کے لئے جواب ہے۔

(۱۵) قیامت تک قبر میں نمازی کا ساتھی ہے۔

(۱۶) جب قیامت ہوگی تو یہی نماز اس کے اوپر سائبان کی طرح ہوگی۔

(۱۷) اس کے سر کا تاج اور جسم کا لباس ہوگی۔

(۱۸) نور بن کر اس کے آگے چلے گی۔

(۱۹) نمازی اور جہنم کے درمیان حائل ہوگی۔

(۲۰) مومنوں کے لئے حجت ہوگی۔

(۲۱) میزانِ عمل انتہائی بوجل ہوگا۔

(۲۲) پل صراط سے گذارنے کا ذریعہ ہوگی۔

(۲۳) جنت کی کنجی ہے۔

(۲۴) حصول مدد کا بہترین ذریعہ ہے۔

حدیث:

حضرت حسن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے روز سب سے پہلے حساب نماز کا ہوگا۔ اگر حساب ٹھیک ہوا تو حساب کتاب نرم ہوگا اور اگر کوئی نقص ہوا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ نماز فرائض میں جو نقص ہے وہ اس کے نوافل سے پورا کر دیا جائے، نمازی کے باقی بھی جو اعمال ہوں گے وہ اسی طرح پورے کر دیئے جائیں گے۔''

(جامع ترمذی)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نمازی اور بے نمازی کا فرق

نمازی:

جو بندہ پانچ وقت مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے پانچ نعمتیں عطا کرتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں تنگی کو ہٹا دیتے ہیں۔

(۲) قبر کا عذاب اس سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

(۳) اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(۴) پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائے گا۔

(۵) جنت میں بغیر حساب داخل کر دیا جائے گا۔

بے نمازی:

جو بندہ نماز نہیں پڑھتا، مسجد میں کبھی نہیں جاتا، تو اس کو بارہ قسم کی تکلیفیں ہوں گی۔

زندگی میں:

(۱) بے نمازی کمائے گا بہت لیکن اس میں برکت نہیں ہوگی۔ وہ ساری عمر دولت کے پیچھے اسی طرح بھاگتا رہے گا جس طرح کتا اپنی زبان نکال کر بھاگتا رہتا ہے۔

(۲) یہ جو بھی اعمال کرے گا وہ قابلِ قبول نہ ہوگا۔

(۳) اس کے چہرے پر نور نہ ہوگا اور لوگوں کی نظر میں اس کی کوئی عزت نہ ہوگی۔

موت کے وقت:

(۱) بے نماز روح قبض ہوتے وقت وہ پیاسا ہوگا۔

(۲) بے نماز بھوکا ہوگا اور اس کی بھوک کبھی ختم نہ ہوگی۔

(۳) بے نماز نزع کے وقت اس پر سختی کی جائے گی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قبر میں:

(۱) بے نماز سے منکر نکیر کے سوالات سختی سے ہوں گے۔

(۲) بے نماز کے لیے قبر کی تاریکی ہوگی۔

(۳) بے نماز کے لیے قبر تنگ ہوگی۔

قیامت کے دن:

(۱) بے نماز حساب میں سختی ہوگی۔

(۲) بے نماز پر اللہ کا غضب ہوگا۔

(۳) بے نماز کے لیے دوزخ کا عذاب ہوگا۔

نماز کا مرنے کے بعد فائدہ:

اگر کوئی شخص دنیا میں نمازی ہے پانچ وقت مسجد میں جاتا ہے اور اس کو ہر وقت نماز کی فکر ہوتی ہے تو جب وہ اس دنیا میں اپنا وقت پورا کر کے دنیا سے رخصت ہوتا ہے تب اسے قبر میں اتار دیا جاتا ہے جہاں اس کے پاس دو فرشتے سوال کرنے کے لئے آتے ہیں جب فرشتے اس کو اٹھاتے ہیں تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عصر کا وقت ختم ہونے والا ہے، لہٰذا وہ فرشتوں سے کہتا ہے کہ میں تمہارے سوالوں کا جواب بعد میں دوں گا پہلے مجھے عصر کی نماز ادا کرنے دو کیونکہ وہ دنیا میں بھی نماز کا عادی تھا، اس کا یہ مطالبہ سن کر فرشتے اس سے آسان لہجے میں سوال کریں گے، اور اگر اس نے کبھی دنیا میں نماز ہی ادا نہیں کی تو وہ قبر میں فرشتوں سے کیا مطالبہ کرے گا، اور فرشتے اس سے سخت لہجے میں سوال کریں گے اور وہ فرشتوں کے سوالوں کا جواب نہ دے سکے گا۔

پل صراط پر:

جب اللہ کے حکم سے تمام انسانوں کو پل صراط سے گزارا جائے گا تو اس وقت وہ بندہ صرف اپنے نور کی روشنی کی وجہ سے گزر سکے گا اور یہ نور اس کے جسم کے ہر اس حصہ سے نکلے گا، جو نماز ادا کرتے وقت زمین کے ساتھ لگایا کرتا تھا، اس کا ماتھا، اس کے ہاتھ، اس کے گھٹنے، پاؤں وغیرہ جتنا وہ اللہ تعالیٰ کا اطاعت گذار ہوگا، اتنا ہی نور بھی تیز ہوگا اور جس قدر وہ نماز سے غافل ہوگا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اتنا ہی نور کم ہوگا، لہٰذا پل صراط سے کوئی تو اپنے نور کی طاقت سے ہوا کی طرح گزر جائے گا، کوئی تیز پرندے کی طرح اور کوئی تیز گھوڑے کی طرح اور کسی کا نور اتنا کم ہوگا کہ اس کے صرف پاؤں کے انگوٹھے سے نور نکلے گا، اور وہ پل صراط سے گرتا ہوا گزر جائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بالکل غافل ہوگا پل صراط کے نیچے دوزخ ہے وہ اس میں گر جائے گا۔

حوضِ کوثر:

قیامت کے دن میدانِ محشر میں ہر آدمی پریشان ہوگا کسی کو ہوش نہ ہوگا، اس دن کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا، اس وقت حوضِ کوثر پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوں گے اور اپنی امت کو پانی پلا رہے ہوں گے جو ایک دفعہ پانی پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔

ایک صحابی نے عرض کی کہ حضور قیامت کے روز آپ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے تو آپ نے فرمایا کہ نماز کی وجہ سے میری امت کے لوگوں کے چہرے چمک رہے ہوں گے اور ان سے نور پھوٹ رہا ہوگا اس نور کی وجہ سے میں امت کے لوگوں کو پہچان لوں گا، مگر جو بے نمازی ہو گا اور اس کے کسی عضو نے زمین کو نہ چھوا ہوگا اس کے کسی عضو سے نور نہیں پھوٹ رہا ہوگا۔ تو ایسا امتی اس دن حوضِ کوثر سے پانی پینے سے محروم کر دیا جائے گا۔

ویسے بھی آپ ﷺ کے امتی اور کافر میں یہی ایک فرق ہے کہ حضور ﷺ کا امتی نماز پڑھتا ہے اور کافر نماز ادا نہیں کرتا، اگر حضور ﷺ کا امتی بھی نماز ادا نہیں کرتا تو حضور کے امتی اور کافر میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔

میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کرنا:

جب میدانِ حشر میں سب آدمی اکٹھے ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ اپنا جلوہ دکھائیں گے، سب کی نظریں جھکی ہوئی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہاں ہیں وہ دنیا کے فرعون، نمرود اور وہ لوگ جو غرور اور تکبر سے چلتے تھے، ہر طرف خاموشی ہوگی، اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، کہ جھک جاؤ میرے آگے، اس وقت جو نمازی ہوگا وہ تو جھک کر سجدہ میں گر جائیگا اور جس نے کبھی نماز ہی ادا نہیں کی وہ کوشش کے باوجود بھی سجدہ نہ کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنے سے محروم رہے گا۔ (سورہ قلم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بے نمازی جو نماز نہ پڑھتا ہو اس کی سزا:

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا کہ کافر اور مسلمان کا فرق صرف نماز ہے۔ جب نماز کے لئے اذان ہو تو مسلمان مسجد کی طرف جاتا ہے جبکہ کافر اپنے کاروبار میں لگا رہتا ہے۔ اگر مسلمان نماز نہ پڑھے تو وہ کفر سے جا ملتا ہے۔

(۲) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سات نصیحتیں کیں جن میں ایک یہ تھی کہ جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے گا وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔

(۳) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس کے علاوہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نو اور نصیحتیں کیں۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کی عصر نماز بھی فوت ہو گئی وہ ایسا ہے گویا اس کا گھر، مال اور دولت سب کچھ چھین لیا گیا۔

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز کا اہتمام کرے قیامت کے دن نماز اس کے لئے نور ہو گی، اور جو بے نمازی ہو گا قیامت کے روز نہ اس کے لئے نور ہو گا نہ ہی حجت ہو گی اور نہ ہی نجات ہو گی۔

(۶) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو نماز ادا نہ کرتا ہو اس کا دین میں کوئی حصہ نہ ہے، دین بغیر نماز کے نہیں ہے۔ وضو کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی، نماز دین کے لئے ایسا ہے، جیسے انسان کے بدن پر اس کا سر ہوتا ہے۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

نماز باجماعت نہ پڑھنے کی سزا:

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور وہ بلا عذر جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (مسند ابن الجعد)

(۲) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سراسر ظلم اور کفر ہے جو اذان سنے اور وہ جماعت کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساتھ نماز ادا کرنے مسجد نہ جائے۔

(۳) حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند نوجوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں، پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھر میں نماز ادا کرتے ہیں اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اگر کسی جگہ تین آدمی جمع ہوں اور وہ با جماعت نماز ادا نہ کریں تو اُن پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔

(۵) حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ تجلی فرمائیں گے اور سب کو سجدہ کے لئے بلایا جائے گا۔ بے نمازی کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی، ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی، یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ جب اذان ہوتی تھی تو یہ لوگ تندرست ہونے کے باوجود نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد نہ جاتے تھے۔

نماز میں خشوع:

خشوع وخضوع کا مطلب ہے کہ نماز مکمل یکسوئی، پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ ادا کی جائے، یہ تبھی ممکن ہے جب انسان اپنے جسم اور دل ودماغ دونوں لحاظ سے جائے نماز پر موجود ہو، ہماری حالت اس سے یکسر مختلف ہے کیونکہ دوران نماز ہم جسمانی لحاظ سے تو جائے نماز پر ہوتے ہیں لیکن پوری نماز میں اپنی سوچ اور فکر کے لحاظ دنیاوی خیالات میں کھوئے رہتے ہیں۔ اس طرح ہماری نمازیں اپنی اصل روح سے محرومیت کا شکار رہتی ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ نماز اور دیگر عبادات میں ہمارا دل نہیں لگتا۔

اس لیے ضروری ہے کہ نماز مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کی جائے، جس کا نقشہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حدیث مبارکہ میں بیان فرمایا ہے۔

(أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ)(صحیح البخاری:کتاب تفسیر القرآن :باب سؤال جبریل النبی ﷺ)

”تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس انداز سے کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو، اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از یہ خیال کرو کہ گویا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

واقعہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ آپ کو تیر لگ گیا، جب لوگ تیر نکالنے لگے تو آپ کو تکلیف ہوئی، شدت تکلیف کی وجہ سے لوگوں نے تیر اسی طرح چھوڑ دیا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی تو لوگوں نے تیر کو کھینچ کر نکال لیا۔ آپ نے جب نماز ختم کی اور لوگوں کا مجمع دیکھ کر پوچھا: کیا تم لوگ تیر نکالنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہو، ان کے جواب میں لوگوں نے عرض کی: جب آپ نماز ادا کر رہے تھے تب ہم نے تیر نکال لیا تھا، آپ نماز میں اللہ تعالیٰ کے محبت میں اتنے مشغول تھے کہ آپ کو تیر نکالنے کا احساس ہی نہ ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا دل چاہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے باتیں کروں تو میں نماز پڑھنے لگ جاتا ہوں اور جب میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے باتیں کریں تو میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگتا ہوں۔

فرض نمازوں کے نام رکھنے کی وجہ:

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں ان نمازوں میں رکعات کی تعداد مختلف ہے۔

(۱) فجر کی نماز میں دو فرض ہیں۔

(۲) ظہر کی نماز میں چار فرض ہیں۔

(۳) عصر کی نماز میں چار فرض ہیں۔

(۴) مغرب کی نماز میں تین فرض ہیں۔

(۵) عشاء کی نماز میں چار فرض ہیں۔

جس طرح حج کے ارکان کسی نہ کسی نبی یا اس کے خاص بندوں کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ان نبیوں اور خاص بندوں کی کچھ اداؤں کو حج کے ارکان میں تبدیل کر دیا، اسی طرح تمام نمازوں کے فرائض کو بھی اپنے اپنے اُن نبیوں کے سجدوں کو جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے شکرانے کے طور پر کیے تھے اُن سجدوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے فرض کر دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرفات:

ارکان حج میں سے ایک رکن میدان عرفات میں جانا اور وقوف عرفات ہے یعنی صبح سے لے کر مغرب تک وہاں ٹھہرنا۔عرفات میں ایک خاص پہاڑ ہے جسے جبلِ رحمت کہا جاتا ہے اس پر جب سیدنا آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہا السلام کو جب آسمانوں سے زمین پر اتارا گیا تو دونوں اللہ کے حضور روتے اور توبہ کرتے رہے آخر کار اسی میدانِ عرفات میں جبل رحمت کے اوپر اُن کی توبہ قبول ہوئی اور زمین پر آنے کے بعد اسی پہاڑ پر ان کی پہلی ملاقات ہوئی جناب آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہا السلام کی جب توبہ قبول ہوئی تو دونوں جبلِ رحمت سے اتر کر آئے تو رات مزدلفہ میں گذاری، انکا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اسی وجہ سے میدانِ عرفات میں حاجیوں کا ٹھہرنا لازمی قرار پایا۔ وہیں پر حاجیوں کی توبہ قبول ہوتی ہے،

اسی جگہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہُ)(صحیح البخاری)

''وہ حاجی اپنے گناہوں سے اس طرح پاک اور صاف ہو کر لوٹتا ہے جس طرح نومولود بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔''

تو عرفات کے میدان میں جانا بابا آدم علیہ السلام اور امام حوا علیہا السلام کی سنت ہے۔

(۲) صفا، مروہ:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی بی بی ہاجرا علیہا السلام اور اپنے کمسن بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک غیر آباد اور جنگل میں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر واپس چلے آئے تو کچھ دنوں کے بعد اماں ہاجرا کے پاس پانی اور خوراک ختم ہوگئی، ننھے اسماعیل رونے لگے تو اماں ہاجراں نے نزدیک دو پہاڑیاں صفا اور مروہ کے سات چکر لگائے کہ شاید کوئی انسان نظر آجائے اور خوراک کا بندوبست ہو جائے اللہ تعالیٰ نے جناب اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کے نیچے سے آب زم زم کا کنواں جاری کر دیا، اللہ تعالیٰ کو جناب ہاجرا کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ تمام حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے لئے صفا اور مروہ کے سات چکر لگانا لازمی قرار دے دیئے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۳) شیطان کو کنکریاں مارنا:

شیطان کو کنکریاں حضرت ابراہیم علیہ السلام، اماں حاجرا اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے ماری تھیں۔
جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو ذبح کر دو تو آپ شام سے مکہ آئے اور اپنا خواب اپنے بیٹے اسماعیل کو سنایا تو وہ اسی وقت تیار ہو گئے، چنانچہ آپ علیہ السلام اپنی بیوی اور بیٹے کو لے کر منیٰ کی طرف ذبح کرنے کے لئے چل پڑے، راستہ میں بڑا شیطان انسانی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ کو ورغلانے کی کوشش کی کہ آپ کا ایک ہی بیٹا ہے، ایسے خوابوں پر عمل نہیں کرنا چاہئے یہ کبھی سچے نہیں ہوتے۔ یہ سن کر آپ نے شیطان کو سات کنکریاں ماریں، جس سے شیطان بھاگ گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مایوس ہو کر اپنے درمیانی شیطان کو اماں حاجرا کے پاس بھیجا کہ دیکھو تمہارا خاوند پاگل ہو گیا ہے اور تمہارے اکیلے بیٹے کو ذبح کرنے جا رہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے لہٰذا تم فوری اپنے بیٹے کو لے کر واپس چلی جاؤ، یہ سن کر اماں حاجرا علیہا السلام نے کہا کہ اگر یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے پھر یہ اس حکم پر عمل کریں گے اور سات کنکریاں اٹھا کر اس شیطان کو ماریں تو وہ بھاگ گیا۔

بی بی حاجراں سے مایوس ہو کر شیطان نے تیسرا شیطان حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارا باپ تمہیں ذبح کرنے کے لئے جا رہا ہے۔ لہٰذا تم بھاگ جاؤ اور انکار کر دو، یہ سن کر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس چھوٹے شیطان کو سات کنکریاں ماریں، تو وہ بھی بھاگ گیا۔

اللہ تعالیٰ کو ان تینوں کی یہ ادا پسند آئی اور اس کو بھی حج کا حصہ بنا دیا۔

فجر کی نماز:

فجر کی نماز میں دو فرض ہیں، سب سے پہلے یہ نماز جنابِ آدم علیہ السلام نے ادا کی۔ جب بابا آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر آئے تو اس وقت زمین پر اندھیرا تھا، اس کے برعکس جنت میں روشنی تھی، زمین پر رات ہونے کی وجہ سے کچھ نظر نہ آتا تھا، تو آدم علیہ السلام گھبرا گئے کہ یہاں تو اندھیرا ہے، زندگی کیسے گذرے گی، مگر کچھ عرصہ بعد روشنی ہونی شروع ہو گئی اور جب صبح صادق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نمودار ہوئی تو آپ نے سورج سے نکلنے سے پہلے ہی دو رکعت نماز ادا کی۔ ان دو رکعات میں ایک رکعت رات کی تاریکی دور ہونے اور دوسری رکعت دن کی روشنی ظاہر ہونے کی خوشی میں۔ بابا آدم علیہ السلام کی ادا کی ہوئی یہ دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئیں کہ اللہ تعالیٰ نے فجر کے وقت رسول اللہ ﷺ کی امت پر دو رکعت نماز فرض کر دی۔

ظہر کی نماز:

نماز ظہر میں چار فرض ہیں۔ اس کو سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ادا کیا۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے معاملہ میں کامیاب ہوئے تو آپ علیہ السلام نے ایک رکعت اس امتحان میں کامیابی کے شکرانے کے طور پر ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ میں تمہاری مدد سے اس امتحان میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

(۲) دوسری رکعت اس وجہ سے ادا کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلہ میں جنت سے ایک مینڈھا اتارا، یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر خصوصی انعام تھا۔ اس وجہ سے دوسری رکعت ادا کی آپ امتحان میں بھی کامیاب ہو گئے، اور اللہ نے آپ کے بیٹے کو بھی بچا لیا۔

(۳) تیسری رکعت اس وجہ سے ادا کی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب فرمایا:

﴿وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾ (سورہ الصّٰفّٰت: ۱۰۴،۱۰۵)

''ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! بلاشبہ تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا، ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کے شکرانے کے طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تیسری رکعت ادا کی۔

(۴) چوتھی رکعت اس وجہ سے ادا کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک نہایت فرمانبردار اور صابر بیٹا عطا کیا جو آخری دم تک صابر رہا اور اللہ کے حکم کے مطابق اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔ اگر بیٹا انکار کر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دیتا تو آپ اپنے خواب کی تکمیل نہ کر سکتے تھے۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں تو انہوں نے اپنا یہ خواب اپنے بیٹے کو سنایا، بیٹے نے خواب سن کر کہا:

﴿يَـا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾(سورہ الصٰفٰت:۱۰۲)

''اے میرے ابا جان! آپ اپنے رب کے حکم کو پورا فرمائیں، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔''

چنانچہ چوتھی رکعت آپ نے ایسا صابر بیٹا ملنے کے شکرانے کے طور پر ادا کی اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ادا پسند آئی کہ یہ چار رکعتیں امت محمد ﷺ پر فرض کر دیں۔

عصر کی نماز:

نمازِ عصر کے بھی چار فرض ہیں۔ ان چار رکعت کو سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے ادا کیا۔ جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے، تو آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو پکارا اور دعا کی:

﴿فَنَـادَى فِي الظُّـلُـمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾(سورۃ الانبیاء:۸۷)

''اس نے (حضرت یونس علیہ السلام) تاریکیوں میں پکارا:

((لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ))

اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے، بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔''

جناب یونس علیہ السلام کی دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ﴾(سورۃ الانبیاء:۸۸)

''ہم نے ان دعا کو قبول کر لیا، وران کو ہر طرح کے غم سے نجات دی اور ہم نیکو کاروں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اسی طرح نجات دیتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کو چار تاریکیوں سے نجات دی تھی۔

(۱) مچھلی کے پیٹ کی تاریکی۔

(۲) پانی کی تاریکی (کیونکہ مچھلی پانی کے اندر تھی)

(۳) بادلوں کی تاریکی۔

(۴) رات کی تاریکی۔

حضرت یونس علیہ السلام نے ان چار تاریکیوں سے نجات کے شکرانے میں چار رکعت نماز ادا کی اور یہ عصر کا وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس چار رکعت کو حضرت محمد ﷺ کی امت پر فرض کر دی۔

مغرب کی نماز:

مغرب کی تین رکعتیں ہیں، ان کو سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے ادا کیا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں مگر بعض اوقات ان سے کوئی ایسا کام ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق نہیں ہوتا اور اگر ان سے ذرہ برابر بھی خلاف ادب کام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں تنبیہ کی جاتی ہے۔ نبی کو اس خلاف منشاء کام کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور اس کی اصلاح کی جاتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے یہ ہوا جس دن جناب داؤد علیہ السلام خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے اسی دن اللہ تعالیٰ نے آپ کے کمرے میں دو آدمیوں کو ایک مقدمہ دے کر بھیجا۔۔ جب ان دو آدمیوں نے اپنا مقدمہ پیش کیا تو حضرت داؤد علیہ السلام فوری سمجھ گئے کہ انہیں میری اصلاح کی خاطر بھیجا گیا ہے، چنانچہ آپ فوری سجدہ میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطی کی معافی مانگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لغزش کو معاف کر دیا اور آپ کی مغفرت کر دی، تو حضرت داؤد علیہ السلام فوری اٹھے اور شکرانے کے طور پر چار رکعت کی نیت سے ہاتھ باندھ لئے۔ یہ وقت مغرب کا تھا، آپ نے ابھی تین رکعت ہی ادا کی تھیں کہ آپ پر اپنی اس لغزش کا ایسا غلبہ ہوا اور آپ پر سخت گریہ زاری طاری ہوگئی، آپ اس گریہ زاری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شدت کی وجہ سے چوتھی رکعت نہ ادا کر سکے، اور صرف تین ہی رکعتیں ہی ادا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ حضور ﷺ کی امت پر مغرب کے وقت اس تین رکعت کو فرض بنا دیا۔

عشاء کی نماز:

عشاء کی نماز میں چار فرض ہیں۔ اس کو سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ادا کیا۔ آپ جس وقت مدین حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس دس سال گذار کے واپس مصر تشریف لا رہے تھے تو آپ واپس آتے ہوئے پریشان تھے۔

(۱) ایک پریشانی یہ تھی کہ آپ کے گھر والی امید سے تھیں زچگی کا وقت قریب تھا اور سفر ابھی طویل تھا، آپ کو یہ فکر لاحق تھی کہ یہ سفر کیسے پورا ہوگا۔

(۲) آپ کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی پریشانی تھی کہ آپ کے مصر سے جانے کے بعد فرعون نے آپ کے بھائی کو کوئی نقصان نہ پہنچایا ہو۔

(۳) تیسری فکر یہ لاحق تھی کہ فرعون آپ کا دشمن تھا، جب آپ مصر واپس جائیں گے تو وہ آپ سے کیا سلوک کرے گا۔

(۴) چوتھی آپ کو اپنی ہونے والی اولاد کی فکر تھی۔

ان چار پریشانیوں کے ساتھ آپ سفر کر رہے تھے۔ اندھیری رات تھی اور سردی بھی کافی تھی، اچانک آپ نے کچھ فاصلے پر آگ جلتی ہوئی دیکھی تو آپ نے اپنی بیوی سے کہا کہ سامنے آگ جل رہی ہے میں وہاں سے ابھی آگ لے کر آتا ہوں، جب آپ آگ کے نزدیک کوہِ طور پر پہنچے تو وہاں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔

﴿فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَى ۝ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَى﴾ (سورة طٰهٰ: ۱۱، ۱۲)

''جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کے نزدیک گئے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اے موسیٰ! میں تمہارا رب ہوں، اپنے جوتے اتار دیں، کیونکہ یہ مقدس وادی طوبیٰ ہے اور میں نے تمہیں اپنی رسالت کے لئے چن لیا ہے، جو وحی آپ کی طرف کی جا رہی ہے اس کو غور سے سنیں۔''

جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انعام ملا، تو اس سے آپ کی تمام پریشانیاں دور ہو گئیں۔ لہٰذا جب آپ کو ان چار پریشانیوں سے نجات ملی تو آپ نے شکرانے کے طور پر چار رکعت نماز ادا کی، کیونکہ یہ وقت عشاء کا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس ادا کو پسند کیا اور ان رکعات کو حضور کی امت پر فرض کر دیا۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ عشاء کی نماز سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے ادا کی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر چیز ہے، وہی بہتر جانتا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نماز اور اس کی تفسیر

ثناء:

نماز کی نیت کے بعد

یاد رہے۔۔۔۔نیت دل کے اردے کا نام ہے۔یعنی نیت کے الفاظ نہیں ہوتے بلکہ صرف دل میں ارادہ قائم کیا جاتا ہے۔نہ نیت کے الفاظ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔

نیت کے بعد

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

کہہ کر ہاتھ باندھ لیں گے اور سب سے پہلے

((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ ، وَتَعَالَى جَدُّكَ ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ))(سنن ابن ماجة)

''اے اللہ تو پاک ہے، اپنی تعریف کے ساتھ، تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

نمازی آدمی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد سورہ فاتحہ کی تلاوت کرے گا اور اس سے پہلے تعوذ یعنی

(اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)

''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔''

پڑھیں گے۔ جسے تعوذ کہا جاتا ہے۔

اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾(سورة النحل:٩٨)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''جب قرن مجید کی تلاوت کرو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔''

اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور بندہ اللہ کی پناہ میں آ جاتا ہے، کیونکہ کوئی بندہ شیطان کا مقابلہ نہیں کر سکتا وہ نہ تو حسن سلوک کو مانتا ہے اور نہ ہی برے سلوک کو مانتا، اس کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کو تباہ برباد کر دے، یہی وہ ازلی دشمن ہے جس نے ہمارے باپ جناب آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوایا تھا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ہی شیطان کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے نکالا تھا، اس وقت ہی شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا، لہٰذا ازل سے ہی انسان اور شیطان کے درمیان دشمنی چلی آ رہی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾ (سورة الفاطر: ٦)

''یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم اسے دشمن ہی سمجھو۔''

شیطان نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو (سوائے اُن کے جو خالص تیرے بندے ہیں) گمراہ کرتا رہوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ شیطان سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ قرآن پڑھنے سے پہلے ''اعوذ باللہ'' پڑھ لیا کرو۔ شیطان بندہ کو دیکھ رہا ہوتا ہے جبکہ بندہ شیطان کو نہیں دیکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ طاقت نہیں دی کہ وہ زبردستی بندہ کو گمراہ کرے۔ بلکہ وہ بندہ کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور سنہرے خواب دکھاتا ہے۔

''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ''

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمان اور رحیم ہے۔''

''اعوذ باللہ'' پڑھنے کے بعد بسم اللہ پڑھی جائے گی۔ بندہ جب بھی کوئی کام شروع کرے تو بسم اللہ ضرور پڑھتا ہے تو گویا کہ وہ یہ عہد کرتا ہے کہ میں یہ کام اللہ کا نام لے کر شروع کر رہا ہوں، اور اللہ ہی کی مدد اور اس کی رحمت سے یہ کام مکمل کر سکتا ہوں۔

جو کام اللہ کا نام لیے بغیر شروع کیا جاتا ہے تو وہ کام برکت سے خالی، ناقص، ادھورا اور دم کٹا ثابت ہوتا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ أَقْطَعُ أَوْ أَجْزَمُ) (المعجم الكبير للطبرانی)

''حضرت عبد اللہ بن کعب اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جس کام کے شروع میں اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ کام بے برکتا ہوتا ہے۔''

بسم اللہ کی فضیلت:

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ایک صحابی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھے، وہ صحابی کہتے ہیں کہ چلتے ہوئے گدھا تھوڑا بدکا تو میں نے کہا: شیطان کا بُرا ہو، میری یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نہ کہا کرو کہ شیطان کا بُرا ہو۔ کیونکہ ایسے الفاظ سن کر شیطان خوش ہوتا ہے اور ذرا پھول جاتا ہے اور اپنے دل میں کہتا ہے کہ میں نے اپنی طاقت سے اِن کو گرایا ہے لیکن اگر تم ''بسم اللہ'' کہہ لو تو شیطان اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنے لگتا ہے، یہاں تک کہ مکھی سے بھی چھوٹا اور اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے۔ (سنن نسائی: کتاب عمل الیوم واللیلۃ)

حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا ہمارا اونٹ ذرا بدکا تو میں نے کہا: شیطان کا بُرا ہو، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: نہ کہو کیونکہ شیطان ایسی باتیں سن کر مکان کی طرح ہو جاتا ہے اور اپنی قوت پر ناز کرتا ہے، اگر تم ''بسم اللہ'' پڑھو تو وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے کہ یہ آیت یا مجھ پر نازل ہوئی اور مجھ سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی، جب انہوں نے ملکہ بلقیس کو خط لکھا اور خط کے شروع میں ''بسم اللہ'' لکھی ''بسم اللہ'' پڑھنے سے اس کام میں برکت ہوتی ہے اور دعا جلد قبول ہوتی ہے کیونکہ اس میں اللہ کا نام ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لفظِ اللہ:

یہ لفظ اسم اعظم ہے، اور اللہ تعالیٰ کا اصل نام ہے۔ باقی تمام صفاتی نام ہیں۔ جیسے سورہ حشر کی آخری تین آیات میں سولہ دفعہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام آئے ہیں۔

(١) عالم غیب۔ (٢) شهادت۔ (٣) رحمٰن۔ (٤) رحیم۔

(٥) مالك۔ (٦) القدوس۔ (٧) السلام۔ (٨) المؤمن۔

(٩) المهيمن۔ (١٠) عزيز۔ (١١) جبّار۔ (١٢) متكبر۔

(١٣) خالق۔ (١٤) الباری ۔ (١٥) المصور۔ (١٦) حكيم۔

سورہ حشر کی آخری تین آیات کا ترجمہ:

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔ وہ مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔ وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ پاک ہے۔ سلامتی والا ہے، امن دینے والا نگہبان ہے، غالب ہے، زبردست بڑائی والا ہے، وہ خالق ہے، صورتیں بنانے والا، وہ غالب ہے اور خوب حکمت والا ہے۔ اس کے سب ہی نام اچھے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ کے بارے میں فرمان نبوی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی ان کو یاد کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (جامع ترمذی)

رحمٰن اور رحیم:

یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں۔ لیکن رحیم کی نسبت رحمٰن میں مبالغہ زیادہ ہے، اس میں زیادہ جوش ہے۔ یعنی ایسا رحم کرنے والا کہ جس کی رحمت تمام تر مخلوقات کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے۔

رحیم میں مبالغہ کے معنی ہیں لیکن یہ رحمت خاص ہے صرف صاحب ایمان لوگوں کے لیے، رحیم میں سکون ہے یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ رحمان میں طغیانی ہے جبکہ رحیم میں روانی ہے مگر یہ دونوں صفات ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سورہ فاتحہ اور اس کی تفسیر

تعارف:

یہ مکی سورت ہے، یہ سورت ایک رکوع اور سات آیات پر مشتمل ہے۔

نزول کے حساب سے یہ سب سے پہلی سورت ہے جو ایک ہی دفعہ مکمل سورت نازل ہوئی، ایک روایت کے مطابق یہ سورت دو بار نازل ہوئی، ایک دفعہ مکہ اور دوسری بار مدینہ میں۔ یہ سورت ایک مکمل دعا ہے جو بندہ اپنے رب سے مانگ رہا ہے، یہ سورت ہمیں اللہ سے مانگنے کا طریقہ بھی بتلاتی ہے۔ مفسرین کے مطابق اس سورہ مبارکہ کے تیرہ (۱۳) نام ہیں۔ لیکن مشہور نام فاتحہ ہے جس کے معنی "کھولنے والی" ہے۔ یعنی (Opening) افتتاح کرنا۔ کیونکہ قرآن مجید کی ابتداء اسی سورہ مبارکہ سے ہوتی ہے، یہ قرآن کی عظیم ترین سورت ہے۔

قرآن کی یہ واحد سورت ہے جس میں الفاظ اللہ کے ہیں لیکن ان الفاظ کے ساتھ مناجات بندہ اللہ سے کرتا ہے۔

اس کو اُم القرآن بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ سورہ مبارکہ پورے قرآن مجید کا خلاصہ ہے۔

اسے اساس القرآن بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ سورت پورے قرآن کی اساس اور بنیاد ہے۔

الکافیہ:۔ یعنی کفایت کرنے والی۔

الشافیہ:۔ یعنی شفا دینے والی۔

سبع المثانی:۔ (بار بار پڑھی جانے والی سات آیات) کیونکہ یہ سورت ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے اور یہ واحد سورت ہے جسے ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا لازم اور فرض ہے اس لیے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

﴿عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيلَ لِأَبِي

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

هُرَيْرَةَ : إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ:اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ؛ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى:قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ ، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ ،

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سورہ فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی تو اس کی وہ نماز ادھوری، ناقص اور ایسی ناتمام کہ جسے شمار نہیں کیا جاسکتا۔

(اس لیے کہ آپ ﷺ نے ایسی نماز کے لیے خداج کہا ہے اور خداج کا لفظ عربی میں اونٹنی کے اس بچے کے لیے بولا جاتا ہے جسے حمل کی مدت پوری کیے بغیر گرادیا جائے۔ جس طرح اونٹنی کا وہ بچہ شمار نہیں کیا جاتا اسی فاتحہ کے بغیر پڑھی جانے والی نماز بھی شمار نہیں کی جاتی)

کسی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: جب ہم امام کی اقتدی میں نماز ادا کر رہے ہوں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تب سورہ فاتحہ کو اپنے دل میں پڑھ لیا کرو،

حدیثِ قدسی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کردیا ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جو اس نے مانگا۔''

اس سورت کے تین حصہ ہیں۔

پہلی تین آیات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

آخری تین آیات بندہ کے لئے ہیں۔

جبکہ درمیان والی آیت اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ایک معاہدہ ہے۔

جب نماز میں بندہ کہتا ہے

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔"

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

حَمِدَنِی عَبْدِی

میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔

﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾

بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِی

میرے بندے نے میری ثناء بیان کی۔

﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾

جزا اور سزا کے دن کا مالک۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

مَجَّدَنِی عَبْدِی وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِی

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، اور میرے بندے نے اپنا آپ میرے سپرد کر دیا۔

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

هٰذَا بَيْنِی وَبَيْنَ عَبْدِی ، وَلِعَبْدِی مَا سَأَلَ

یہ آیات میرے اور بندے بندے کے درمیان معاہدہ ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ جو اس نے مجھ سے مانگا۔

﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾

ہمیں سیدھا رستہ دکھا دے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾
ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ کہ ان لوگوں کا جن پر غضب ہوا اور نہ ہی گمراہوں کا۔

ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

هَذَا لِعَبْدِي ، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ

یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جو اس نے مانگا۔

(صحيح مسلم:كتاب الصلاة ، باب قرأة الفاتحة في كل ركعة)

یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے دوران سورہ فاتحہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنی چاہیے۔

آخری آیت میں بندہ اللہ سے سوال کرتا ہے کہ اے اللہ! مجھے ان لوگوں کا راستہ دکھانا جن پر تو نے اپنا انعام کیا۔

اللہ تعالیٰ نے چار قسم کے لوگوں پر اپنا انعام فرمایا:

(۱) انبیاء کرام علیہم السلام،

(۲) صدیقین،

(۳) شہداء کرام

(۴) صالحین

(سورہ نساء: 69)

سورہ فاتحہ کی آخری آیت کے درمیانی حصہ میں بندہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے کہ اے اللہ! مجھے اپنے مغضوب لوگوں والا راستہ نہ دکھانا۔

مغضوب سے مراد یہودی لوگ ہیں۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر ہوا ہے۔ دیکھیے (سورہ البقرۃ:۶۱، سورہ آل عمران:۱۱۲)

سورہ فاتحہ کی آخری آیت کے آخری حصہ میں بندہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا کہ اے اللہ ! مجھے گمراہ لوگوں کے راستے پر نہ چلانا۔

گمراہوں سے مراد عیسائی لوگ ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(سورہ المآئدۃ:۷۷)

یعنی بندہ ہر نماز کی ہر رکعت میں اللہ سے دعا کر رہا ہوتا ہے کہ اے اللہ! مجھے انبیاء ،صدیقین، شہداء اور صالحین کے راستے پر چلانا اور یہود و نصاریٰ کے رستے سے بچانا۔

اگر انسان ان آیات کو پوری توجہ اور مکمل یکسوئی کے ساتھ ترجمہ و تفسیر کو سامنے رکھتے ہوئے دعائیہ انداز میں تلاوت کرے تو لازماً اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو صراط مستقیم کا راہی بنادے گا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام قرآن کا خلاصہ سورۃ العصر میں کھول کر بیان کر دیا ہے۔ کہ اے میرے بندے اگر تو ان چار شرائط پر عمل کرے گا تو میں تجھے بغیر حساب کے جنت میں داخل کروں گا، مسلمان وہ ہے جس نے کلمہ پڑھ لیا اور دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آیا۔ مگر مومن کے لئے چار شرائط ہیں اگر کوئی ان چار شرائط پر عمل کرے گا تو وہ مومن ہے اور مومن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ بغیر حساب کے جنت میں جائے گا۔

سورہ الفاتحہ کی فضیلت:

صحیح بخاری میں یہ واقعہ موجود ہے جس کو بیان کرنے والے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی مہم پر روانہ کیا، صحابہ کرام واپسی پر راستہ میں کسی بستی کے قریب کچھ وقت کے لیے ٹھہرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھوک کی وجہ سے اس بستی کے لوگوں سے میزبانی کا تقاضا کیا، انہوں نے انکار کر دیا، اسی دوران ان کے سردار کو کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا، اس قبیلے کی ایک عورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آئی اور کہنے لگی کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ اگر کوئی دم کرنا جانتا ہے تو ہمارے سردار کا علاج کر دے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہمارے پاس اس کا علاج ضرور ہے مگر چونکہ تمہارے قبیلہ والوں نے ہماری مہمانداری سے انکار کر دیا تھا، لہٰذا اب اگر تم اس کے علاج کا معاوضہ طے کرو گے تو ہم اس کا علاج کر دیتے ہیں۔ ورنہ ہم علاج نہیں کریں گے۔ قبیلہ والوں نے معاوضہ کے طور پر تیس بکریاں دینے کا وعدہ کیا۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے امیر تھے، ان کے سردار کے پاس گئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور سورہ فاتحہ پڑھنی شروع کی اور زخم پر اپنا لعاب دھن ملتے گئے۔ جس سے سانپ کے زہر کا اثر ختم ہو گیا۔ قبیلہ والوں نے جتنی بکریوں کا وعدہ کیا تھا وہ دے دیں۔ بکریاں لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا کہ ابھی ان بکریوں سے فائدہ نہ اٹھایا جائے، پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں کہ اس کام میں اجرت لینا جائز ہے یا ناجائز، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ میں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورت جھاڑنے کے کام آ سکتی ہے۔ بکریوں سے فائدہ اٹھاؤ اور میرا بھی حصہ نکالو۔

جماعت کے ساتھ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا:

ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)(صحيح البخاري: بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ)

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس شخص کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔''

اسی طرح ایک اور روایت میں باجماعت اور خاص طور پر جہری نماز کا تذکرہ موجود ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی، فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کیا تم بھی امام کے ساتھ ساتھ قرأت کرتے ہو؟ صحابہ کرام کہتے ہیں اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہاں! ہم بھی امام کے ساتھ قرأت کرتے ہیں۔ فرمایا: یہی وجہ ہے کہ تلاوت کے دوران مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ قرآن مجھ سے چھینا جا رہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس طرح نہ کیا کرو۔ سوائے سورہ فاتحہ کے، کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہے جس نے سورہ فاتحہ کی تلاوت نہ کی۔'' (سنن ابوداؤد)

((أَنَّ أَبَا السَّائِبِ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ:مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ ، فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ فَقُلْتُ:يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ، فَإِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ ، فَغَمَزَ ذِرَاعِي وَقَالَ:يَا فَارِسِيُّ ، اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ))(سنن ابن ماجة :باب القرأة خلف الامام)

جناب ابوالسائب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ فرمار ہے تھے جس شخص نے سورہ فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی تو اس کی وہ نماز ناقص، ادھوری اور نامکمل ہے۔ میں نے عرض کی اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! بعض دفعہ ہم امام کی اقتدی میں نماز ادا کرر ہے ہوتے ہیں (کیا تب بھی ہم سورہ فاتحہ کی تلاوت کریں گے؟) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرا کندھا دباتے ہوئے کہا:اے فارسی! تب تم سورہ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لیا کرو یعنی امام کی اقتدی میں نماز ادا کرتے ہوئے بھی سورہ فاتحہ پڑھنی ہے لیکن آہستہ آواز میں۔

حنفی مسلک کے مطابق:

جب امام کے پیچھے مقتدی نماز ادا کر رہا ہو تو اس کو خاموش رہنا چاہیے، اور سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ انہوں نے یہ استدلال قرآن کی سورہ الاعراف اور حدیث جو سنن ابن ماجہ میں ہے کہ نماز باجماعت میں امام کی حیثیت سب کے نمائندہ کی ہوتی ہے۔ لہٰذا جب امام قرأت کر رہا ہو تو خاموش رہو، وہ نماز چاہے جہری ہو یا سری (یعنی اونچی آواز میں ہو یا خاموش)

شافعی مسلک کے مطابق:

حضرت امام شافعی کا فرمان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے اس کی نماز نہیں ہے، لہٰذا بندہ کو چاہیے کہ وہ اکیلا نماز پڑھے یا امام کے پیچھے مقتدی کو ہر صورت میں اپنے دل میں سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ اگر چہ وہ نماز جہری ہو یا سری کیونکہ فجر، مغرب اور عشاء کی نمازیں جہری ہیں جس میں امام اونچی آواز میں تلاوت کرتا ہے جبکہ ظہر اور عصر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی نماز میں امام اپنے دل میں تلاوت کرتا ہے اس کو سری کہتے ہیں۔

مالکی مسلک کے مطابق:

حضرت امام مالک کا مسلک ان دونوں مسلکوں کے بین بین ہے، اور یہی فرمان امام تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے آپ کا موقف ہے کہ جب امام اونچی آواز میں یعنی فجر، مغرب اور عشاء کے تلاوت کر رہا ہو تو مقتدی خاموش رہے اور غور سے سنتا رہے، کیونکہ قرآن کو خاموشی سے سننا فرض ہے۔

سورہ الاعراف میں ہے کہ

''جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو پوری توجہ سے سنا کرو اور خود خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

حدیث:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو خاموش رہو، ان احکامات کی روشنی میں حضرت امام مالک کا فرمان ہے کہ جب امام فجر، مغرب اور عشاء میں اونچی آواز میں تلاوت کر رہا ہو تو خاموش رہے۔ البتہ جب ظہر عصر کی نماز میں امام اپنے دل میں تلاوت کر رہا ہو تو آپ بھی خاموشی سے اپنے دل میں سورہ فاتحہ پڑھیں۔ آپ کا موقف درمیانی ہے۔ لیکن آپ جس امام کی بھی پیروی کرو گے۔ آپ کی نماز ہو جائے گی۔

جب یہ سورت ختم ہو جائے تو آمین کہنا لازم ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ یا اللہ ایسا ہی ہو، گویا بندہ آمین کہہ کر یہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار! میں نے یہ عرضداشت تیرے حضور پیش کی ہے تو اسے قبول فرما۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سورہ فاتحہ کے الفاظ کی مختصر تشریح اور اسلامی واقعات

الحمدللہ:

تمام تعریفیں اور شکر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، انسان کی پیدائش سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے انسان کی تمام ضروریات زندگی کا سامان اور اپنی تمام نعمتوں کو دنیا میں رکھ دیا تاکہ انسان دنیا میں آ کر کسی قسم کی کمی محسوس نہ کرے، انسان جب کوئی بھی اچھی اور خوبصورت چیز دیکھتا ہے تو وہ اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اگر انسان کو اس چیز سے کوئی فائدہ بھی ہو جائے تو پھر تعریف کے ساتھ اس کا شکر گزار بھی ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی ڈاکٹر بہت لائق ہے اور محنتی ہے، اس کے علاج کرنے کے دور تک چرچے ہیں سب لوگ اس کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ اگر کسی بندہ نے اس سے اپنا علاج کرایا، ڈاکٹر نے اس سے فیس بھی معمولی وصول کی، اس کو ڈاکٹر کے اخلاق نے متاثر کیا اور مریض اس کے علاج سے صحت یاب بھی ہو گیا تو وہ شخص پہلے صرف اس کی تعریف کرتا تھا، اب وہ اس کا شکر گزار بھی ہوگا، اس کے بعد اس کا تعریف کرنے کا انداز علیحدہ ہوگا، کیونکہ اب اس بندہ کو اس ڈاکٹر سے ذاتی فائدہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ہے ہی تعریف کے قابل اور وہ ذات مالک ہے، خالق ہے، وہ ذات اپنی تمام طاقت کے باوجود بھی ہماری غلطیوں کی وجہ سے ہماری گرفت نہیں کرتا بلکہ توبہ کے لئے مہلت دیتا ہے اور اس ذات کی رحمتیں ہم پر اتنی زیادہ ہیں کہ ہم اُن کا شمار نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ہم اس ذات کی تعریف کے ساتھ ساتھ شکر بھی ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام نعمتیں انسان کے لئے پیدا کیں مگر انسان کو اپنی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی احکامات کی پیروی کرنے میں انسان سے کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اللہ غفور رحیم ہونے کی وجہ سے ہمارے بہت سارے گناہ ہماری طرف نیک اعمال کرنے پر معاف کر دیتا ہے اور بعض گناہ کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کے ساتھ مشروط کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی پر ہم جس قدر بھی اللہ کی تعریف اور شکر ادا کریں، کم ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"رَبّ الْعَالَمِیْنَ:

اللہ تعالیٰ کی ذات رب العالمین ہے۔ اُسی ذات نے تمام جہانوں کو پیدا کیا ہے، وہی ایک ذات ہے جو دنیا جہاں کی ہر مخلوق کو پال رہی ہے، تمام مخلوقات کو ان کے نصیبے کا رزق پہنچانے والی ذات ہے، وہ اکیلا ہر چیز کا خالق ہے باقی سب اس کی مخلوق ہیں۔ وہ مخلوق زمین پر ہو، زمین کے نیچے ہو، آسمانوں پر ہو، آسمانوں اور زمین کے درمیان ہو، پانی کے اوپر ہو یا پانی کے نیچے ہو وہ سب کو رزق دے رہا ہے، چاہے ہمیں نظر آ رہی ہو یا ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہو مگر اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔ دنیا کی ابتدا سے لے کر قیامت تک جتنی بھی مخلوق آئے گی تمام مخلوق کا رزق وہ ہستی پہلے ہی دنیا میں اتار چکی ہے اور تمام مخلوق کی موت تک حفاظت بھی کرتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اللہ تعالیٰ کا جواب:

اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب جناب ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

﴿رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾ (البقرہ: ۱۲۶)

"اے میرے رب! اس جگہ کو امن گہوارہ بنادے اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لے آئے اسے پھلوں سے رزق عطا فرمانا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے کفر کیا میں اُسے بھی فائدہ (یعنی رزق) دوں گا، اور پھر میں اُسے آگ کے عذاب کی طرف مجبور کردوں گا وہ لوٹنے کی بہت بُری جگہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ صرف مسلمانوں کا رب ہی نہیں ہے بلکہ وہ ذات تمام جہانوں کا رب ہے اور سب کو رزق بھی وہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ نہ تو کوئی رزق دے سکتا ہے اور نہ ہی پال سکتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ:

حضرت سلیمان اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی تھے، آپ کے والد حضرت داؤد علیہ السلام بھی نبی تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے دعا کی:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مُلْكاً لَا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ (سورہ ص: ۳۵)

''اے میرے رب! تو مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لیے ممکن نہ ہو''

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور جنات، چرند، پرند، حیوانات اور ہواؤں کو ان کے تابع کر دیا اور آپ ہوا کے دوش پر سوار ہو کر مہینوں کا سفر دنوں میں طے کر لیا کرتے، اس نعمت خداوندی میں شکرانے پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود رہے۔

ایک دن آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی: میرے رب! مجھے اجازت دیں کہ میں دنیا کی تمام مخلوقات کو ایک وقت کا کھانا کھلا سکوں۔

(اللہ تعالیٰ نے کیونکہ آپ کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے بے شمار معجزات عطا کیے تھے، لہٰذا آپ کا خیال ہوگا کہ میں جنوں کی مدد سے کھانا تیار کرا لوں گا۔)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے نبی میں رب العالمین ہوں، میں ہی تمام دنیا کا پالنے والا ہوں، تمہارا یہ کام نہیں ہے، جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دوبارہ درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دے دی آپ نے جنوں کو حکم دیا کہ پہاڑوں کو کاٹ کر بڑی بڑی دیگیں تیار کی جائیں، اس طرح آپ نے کھانا تیار کرنا شروع کر دیا، کھانے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہوتی آپ جنوں کو حکم دیتے، جنات فوری طور پر مہیا کر دیتے، اس طرح کھانا تیار ہو گیا، تو سمندر سے ایک مچھلی آئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ مجھے کھانے کی اجازت دیں، اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ باقی مخلوق کو آنے دو۔ اُن کے ساتھ کھا لینا، اس پر مچھلی نے کہا کہ مجھے بہت بھوک لگی ہے اور کھانے کے لئے بار بار تقاضا کیا تو آپ نے اجازت دے دی، اجازت ملتے ہی مچھلی نے تیار شدہ تمام کھانا بمعہ دیگوں کے اپنے پیٹ میں اُتار لیا، اس طرح باقی مخلوق کے لئے کچھ نہ بچا اور مچھلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ روزانہ مجھے اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

طرح کے دو لقمے دیتا ہے اور ابھی میں نے ایک ہی لقمہ کھایا ہے۔ مچھلی کے یہ الفاظ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا اللہ تو ہی رب العالمین ہے اور ساری مخلوق کو رزق دینا تیرا ہی کام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مجوسی کا واقعہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر اور خلیل اللہ تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر اپنے ہاتھوں سے کی، آپ کو جد الانبیاء کہا جاتا ہے۔ آپ کا دسترخوان بھی وسیع تھا، آپ کے ہاں آیا ہوا مہمان بھوکا نہ جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب آپ کے ہاں دو فرشتے انسانی شکل میں آپ کو خوش خبری دینے کے لئے اور قوم لوط کو تباہ کرنے کے لئے آئے تو آپ نے اُن کو انسانی مہمان سمجھا اور اُن سے پوچھے بغیر چند لمحوں میں ایک سالم بچھڑا بھون کر لے آئے، اسی طرح ایک دن آپ کے ہاں ایک مجوسی (آگ کی پوجا کرنے والا) آیا اور کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلائیں، آپ نے کھانا تیار کرایا اور اس کے آگے رکھ دیا، جب مجوسی نے کھانا شروع کیا تو اس نے اللہ کا نام نہ لیا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: تم نے اللہ کا نام کیوں نہیں لیا، اس نے جواب دیا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ میرا تعلق مجوسیوں سے اور میں آگ کی پرستش کرتا ہوں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی یہ بات سن کر اسے کھانا دینے سے انکار کر دیا، جس پر وہ مجوسی مایوس ہوا اور بھوکا ہی وہاں سے چل دیا، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ شخص مجھے نہیں مانتا، مگر اس کے باوجود میں اس کو ستر سال سے کھانا دے رہا ہوں اور آپ نے اس کو ایک وقت کا کھانا دینے سے انکار کر دیا، یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مجوسی کے پیچھے بھاگے اور اس کو واپس بلا کر لائے اور اس کے سامنے کھانا پیش کیا، یہ تمام منظر دیکھ کر مجوسی نے کہا: پہلے آپ نے کھانا دینے سے انکار کیا تھا، اب کیوں کھانا کھلا رہے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور مجھے حکم دیا یہ میرا ہی بندہ ہے اس کو کھانا کھلاؤ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات سن کر مجوسی نے جواب دیا: اگر آپ کا رب اسقدر مہربان ہے تو میں بھی آپ کے رب پر ایمان لاتا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ شخص مسلم ہو گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

اللہ تعالیٰ بہت رحمان ہے اور رحیم ہے، یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ دونوں لفظ رحمت سے نکلے ہیں یعنی ان دونوں کا ماخذ ایک ہی ہے۔

رحمٰن:

یہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بن مانگے دیتا ہے۔ رحمٰن ایک ایسی صفت ہے کہ تمام مخلوق اور تمام جہانوں میں چاہے وہ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں، اللہ تعالیٰ کی سب پر رحمت ہوتی ہے۔

رحمان میں رحمت کی شدت ہے، اور رحمت کی طغیانی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: میری رحمت میرے غضب پر چھائی ہوئی ہے۔

رحمان کی صفت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسے جوش مار رہی ہے جیسے سمندر میں طغیانی ہوتی ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر رحمت کی انتہا کر دیتا ہے۔

رحیم:

رحیم اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے کہ جو بندہ اللہ سے نہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت صرف مومنوں کے لیے ہے، رحیم میں سکون ہے۔ روانی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفات بظاہر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ذات میں یہ دونوں صفات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں یہ دونوں صفات ایک ہی وقت میں اور ہر وقت موجود رہتی ہیں۔ ان صفات کا خالق بھی تو اللہ ہی ہے ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے۔

قرآن حکیم میں یہ دونوں لفظ ایک ساتھ آئے ہیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی زیادہ ہے کہ ایک لفظ بول کر حق ادا نہیں ہوتا۔ جیسے اگر کسی کا رنگ بہت سفید ہو اور ہم نے اُسے گورا کہنا ہو تو اس کو گورا چٹا بولتے ہیں، رحمٰن اور رحیم اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اکٹھے قرآن میں نازل فرمائے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی رحمت:

اللہ تعالیٰ نے جب روحوں سے خطاب فرمایا تو روحوں سے یہ عہد لیا کہ تم دنیا میں شرک نہ کرنا اور خود فرمایا کہ میں فوری انتقام نہیں لیتا۔ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کو مہلت دیتا ہوں کہ اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے یا گناہوں میں مزید بڑھ جائے، تباہ ہونے والی اقوام پر اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنا عذاب مسلط کیا جب قوم اجتماعی گناہوں میں ملوث ہوگئی اور اُن کو روکنے والا کوئی نہ تھا، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس وقت مہلت دی جب تک اس وقت کے نبی نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا نہ کرلی کہ یا اللہ! اب یہ قوم تیری اور میری نافرمان ہو چکی ہے اور اب یہ سدھرنے والی نہ ہے، اب ان پر عذاب نازل کردے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ:

آپ کے متعلق مشہور روایت ہے کہ آپ انتہائی توحید پرست تھے، ان کو اللہ کی ذات کے ساتھ شرک قطعاً برداشت نہ تھا، آپ کے سامنے جو بھی بُرائی کرتا آپ دعا کرتے کہ اے اللہ! اس کو موت دے، اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو قبول فرماتے، آپ نے جب تین چار دفعہ ایسی ہی دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے خلیل! اگر میں انتقام لینے میں اتنی جلدی کروں تو میں اپنے تمام بندوں کو ہی مار ڈالوں۔ میں ان کو اس دنیا میں مہلت دیتا ہوں کہ یہ کب میرے آگے توبہ کرتے ہیں، اس دنیا میں میری رحمت ہے۔

حضرت شبلی نعمانی کا واقعہ:

مولانا شبلی نعمانی جنہوں نے آٹھ جلدوں پر مشتمل سیرت النبی لکھی ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات خواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے شبلی تم میرے حبیب کی سیرت لکھ کر بڑے معزز بنے پھرتے ہو اگر میں تیرے گناہ لوگوں کے سامنے کردوں تو لوگ تجھ پر تھوکنے لگیں گے، جواب میں حضرت شبلی نعمانی نے عرض کی: اے میرے رب! اگر میں بھی لوگوں کو یہ بتادوں کہ میرا رب کتنا رحمٰن اور رحیم ہے جس کی رحمت کی نہ تو کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی کوئی انتہا ہے تو لوگ نماز پڑھنا بھی چھوڑ دیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو میرا راز رکھ میں تیرا راز رکھتا ہوں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب وحشی کا ایمان لانا

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رحمان اس رحمت میں اگر بڑے سے بڑا مشرک اور گنہگار بھی آ جائے تو وہ ایمان لے آتا ہے۔ جیسا کہ وحشی مشرک سے حضرت وحشی بن گیا۔ یہ وہی وحشی ہے جس نے غزوہ احد میں حضور ﷺ کے حقیقی چچا، دوست اور دودھ جائے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ اس شہادت کا حضور کو انتہائی رنج اور غم تھا، یہی وجہ تھی کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے جن دس آدمیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا اس میں یہ وحشی بھی شامل تھا۔ وحشی قتل کے خوف سے بھاگ کر طائف میں چلا گیا تھا۔

وحشی کی حقیقت:

وحشی مکہ میں ایک عورت کا غلام تھا، غزوہ بدر میں اس عورت کا باپ، بیٹا اور بھائی قتل ہو گئے تھے اور ان کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا، اس عورت نے اپنے غلام وحشی سے کہا کہ اگر تم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دو گے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گی۔

اسلام کی دعوت:

اب اسی وحشی کو اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے نبی وحشی کو بھی اسلام کی دعوت دو، چنانچہ حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو طائف روانہ کیا کہ وحشی کو اسلام کی دعوت دو، جب صحابی نے طائف جا کر وحشی کو حضور کا پیغام دیا تو اس نے کہا کہ میں ایمان تو لے آؤں مگر مجھے اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ زانی، شرابی اور قاتل جہنم میں جائیں گے اور میں نے یہ تمام کام کیے ہیں۔ جب میں نے جانا ہی دوزخ میں ہے تو مجھے اسلام قبول کرنے کا کیا فائدہ، یہی بات صحابی نے واپس آ کر حضور ﷺ سے عرض کر دی۔

دوسری دعوت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (سورہ فرقان: ۷۰)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''جس نے توبہ کی، ایمان قبول کیا اور صالح عمل کیے تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرمادیں گے۔''

وحشی کا جواب:

صحابی نے جا کر وحشی کو یہ آیت سنائی تو اس نے جواب دیا کہ میں توبہ بھی کروں گا ایمان بھی لے آؤں گا، مگر عملِ صالح کرنے کی شرط بڑی سخت ہے اگر میں اس پر کاربند نہ رہ سکا تو پھر دوزخ میں چلا جاؤں گا۔ صحابی نے آکر یہ جواب حضور ﷺ کی خدمت میں سنا دیا۔

تیسری دعوت:

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾(سورہ النساء: ۱۱۶)

''بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا اور اس کے علاوہ باقی تمام گناہ جسے معاف کردے گا۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا یقیناً وہ بہت دور کی گمراہی میں بھٹک گیا۔''

یہ سن کر وحشی نے کہا کہ یہ الفاظ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا بڑے سخت ہیں میں تو قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ہوں جو حضور کے چچا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کب چاہیں گے کہ حضور کے چچا کے قاتل کو معاف کروں، اور مجھے جنت میں داخل کردے۔ اگر یہ الفاظ ختم ہو جائیں تو میں ایمان لانے کو تیار ہوں۔

چوتھی دعوت:

سورہ زمر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾(سورہ زمر: ۵۳)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''اے نبی! آپ میرے ان بندوں سے کہہ دیں جنہوں نے اپنے اوپر بہت ظلم کر لئے (یعنی بہت گناہ کر لئے وہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں، میں تمام گناہوں کو معاف کر دوں گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام شرائط کو ختم کر دیا۔

وحشی کا جواب:

یہ آیت سن کر وحشی نے کہا کہ اب میرا کام بن گیا اور مکہ آ کر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسی وحشی نے ایک بہت بڑے جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کو اس تیر سے قتل کیا، اور قیامت تک اس کا حضرت وحشی کے نام سے زندہ ہے۔

جب سورہ زمر میں یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے تمام جہانوں کے خزانے بھی دے دیئے جاتے تو مجھے ہرگز خوشی نہ ہوتی جتنی اس آیت کے نازل ہونے پر ہوئی ہے۔ یہ آیت سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یہ آیت صرف وحشی کے لئے خاص ہے یا تمام لوگوں کے لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت قیامت تک تمام لوگوں کے لئے عام ہے جو ایمان لائیں گے۔

سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾(سورہ البقرہ:۳۷)

''یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

سورہ اعراف میں فرمایا:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾(سورۃ اعراف:۱۵۶)

''میری رحمت ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت جنید بغدادی اور سیدزادہ کی کشتی:

حضرت جنید بغدادی اپنے زمانہ میں ایک شاہی پہلوان تھے۔ بادشاہ نے اعلان کر رکھا تھا کہ جو میرے پہلوان کو شکست دے گا اس کو بہت انعام دیا جائے گا۔ اس زمانہ میں ایک سیدزادہ تھا جو جسمانی طور پر اور معاشی طور پر بھی بہت کمزور تھا۔ چنانچہ اس سیدزادہ نے اعلان کر دیا میں شاہی پہلوان کا مقابلہ کروں گا۔ سب لوگوں نے اس سیدزادہ کو سمجھایا کہ تو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ شاہی پہلوان ہے اور بہت طاقت کا مالک ہے، چنانچہ بادشاہ نے دونوں کی کشتی کا اعلان کر دیا۔ اور سیدزادہ مقررہ وقت پر میدان اترا اور حضرت جنید بغدادی سے مقابلہ شروع کرنے سے پہلے کہا کہ آپ نامور پہلوان ہیں آپ کو بادشاہ کی سرپرستی حاصل ہے، آپ کا وظیفہ بھی مقرر ہے۔ معاشی طور پر بھی آپ بہت مضبوط ہیں۔ جب کہ میں آلِ رسول ہوں، جسمانی طور پر اور معاشی طور پر بہت کمزور ہوں، اگر آپ ہار جائیں گے تو آپ کو وقتی طور پر خفت ہوگی، جبکہ مجھے بہت انعام مل جائے گا۔ تمہارا یہ ایک سیدزادہ پر احسان ہوگا اور اس کا معاوضہ اللہ تعالیٰ کی ذات دے گی۔ یہ سن کر حضرت جنید بغدادی کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو گیا، اور اللہ کی رحمت اس پر برسی تو اس کا دل بھی نرم ہو گیا، چنانچہ جب کشتی شروع ہوئی تو حضرت جنید بغدادی تھوڑی بہت کوشش کرتے رہے اور خود ہی نیچے گر گئے، وہ سیدزادہ آپ کی چھاتی پر بیٹھ گیا۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ دوبارہ کشتی کرائی جائے گی، مگر دوبارہ کشتی کرائی گئی تو نتیجہ وہی نکلا کہ حضرت جنید بغدادی کشتی ہار گئے، بادشاہ سے سیدزادہ کو وعدہ کے مطابق بہت سارا انعام ملا، اللہ تعالیٰ کو حضرت جنید بغدادی کی یہ ادا پسند آئی اور آپ کو اپنے بندوں میں شمار کر لیا، جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوئی تو آپ کا شمار اولیاء اللہ میں ہونے لگا اور قیامت تک آپ کا نام زندہ رہے گا۔

سمرقند کے والی کا قصہ اور مجوسی پر اللہ کی رحمت:

افغانستان میں قحط پڑھ گیا تو وہاں سے ایک سیدزادی بھوک اور افلاس سے تنگ آ کر سمرقند چلی گئی اور سمرقند کے والی سے ملی، اپنے بال بچوں کو ایک مسجد میں بٹھایا، سیدزادی نے سمرقند کے والی سے درخواست کی کہ میں ایک سیدزادی ہوں، ہمارے ملک میں قحط ہے۔ نہایت غریب ہوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرے ساتھ میرے بچے بھی ہیں، آپ کا سن کر میں یہاں آئی ہوں، مجھے کھانا، رہائش بھی چاہئے اور پناہ بھی چاہئے مگر سمرقند کے والی نے جواب دیا کہ تم گواہ لاؤ کہ تم سیدزادی ہو، سیدزادی نے کہا کہ میں تو افغانستان سے آئی ہوں گواہ کہاں سے لاؤں گی، اس جواب پر سمرقند کے والی نے مدد کرنے سے انکار کر دیا، جب وہ مایوس ہو کر وہاں سے نکلی تو لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی سخی آدمی رہتا ہے، لوگوں نے کہا کہ ہاں یہاں ایک آدمی ہے مذہبی طور پر وہ (مجوسی آگ کی عبادت کرنے والا) مجوسی ہے نہایت سخی ہے، وہ تمہاری مدد بھی کرے گا اور پناہ بھی دے گا۔ سیدزادی یہ سن کر مجوسی کے پاس چلی گئی۔ مجوسی نے سیدزادی کے حالات سن کر اس کو رہائش، خوراک اور پناہ بھی دی، رات کو سمرقند کے والی نے ایک بہت بڑا محل دیکھا جو کہ ہیرے جواہرات اور سونے کی اینٹوں کا بنا ہوا تھا اور اس والی نے حضور کو بھی دیکھا، سمرقند کے والی نے جرأت کر کے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ محل کس کا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ محل ایمان والے کا ہے، اس پر والی نے عرض کی کہ میں بھی ایمان والا ہوں تو حضور نے فرمایا کہ گواہ لاؤ کہ تم ایمان والے ہو، یہ سن کر والی کا رنگ بدل گیا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس میری ایک بیٹی آئی تھی اور تم نے اس سے گواہ طلب کیے تھے، اور خوب ڈانٹ پلائی، جب والی کی آنکھ کھلی تو وہ پسینہ سے شرابور تھا، اور سیدزادی کو تلاش کرنے لگا تو پتہ چلا کہ ایک مجوسی نے سیدزادی کو پناہ دی ہے، تو والی سیدھا مجوسی کے پاس گیا اور کہا کہ یہ مہمان مجھے دے دو اور منہ مانگی دولت لے لو، مجوسی نے جواب دیا کہ رات میں نے بھی خواب دیکھا ہے جب تجھے ڈانٹ پڑ رہی تھی اور مجھے ایمان کی دولت سے نوازا جا رہا تھا۔ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں ایمان لا چکا ہوں، اس محل پر تیرا نام کٹ کر اب میرا لکھا جا چکا ہے۔ اب یہ محل میں تمہیں کیسے دے دوں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی جنت ملے گی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ ابھی ابھی حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور پچھلی امتوں کے ایک فرد کا واقعہ سنایا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

واقعہ:

اس شخص نے اپنے عزیز واقارب گھر اور دولت چھوڑ کر ایک جزیرہ میں رہائش اختیار کرلی، اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا، وہاں نہ کوئی کھانے کا انتظام تھا اور نہ ہی پانی تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے وہاں ایک بیل انگوروں کی اگا دی اور میٹھے پانی کا چشمہ بھی جاری کردیا، جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو اس نے دعا کی یا اللہ میری موت اس حالت میں ہو کہ میں سجدہ کی حالت میں ہوں، اور مٹی کو حکم دیں کہ وہ میرے جسم پر حرام ہو جائے، قیامت کے دن جب اٹھوں تو سجدہ کی حالت ہی میں اٹھوں، اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام دعائیں قبول فرمالیں۔

قیامت کے روز جب حساب شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو۔ اس پر اس شخص اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ میں نے پانچ سو سال عبادت کی ہے۔ میری عبادت کی وجہ سے جنت میں داخل کردو۔ اللہ تعالیٰ نے جب حساب شروع کردیا تو صرف ایک آنکھ کے بدلہ میں اس کی تمام نیکیاں ختم ہوگئیں، اور باقی تمام نعمتوں کا بدلہ دینے کے لئے کوئی نیکی نہ بچی، تب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب اس کو دوزخ میں داخل کردو، اس پر اس شخص نے عرض کی کہ یا اللہ مجھے اپنی رحمت سے جنت میں داخل کردو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس کو جنت میں داخل کردیا۔

نتیجہ:

عبادت کرو مگر کبھی اس پر ناز نہ کرو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مانگو۔

ملک یوم الدین: (یعنی آخرت میں جزا اور سزا کے دن کا ملک)

سورہ فاتحہ میں یہ سورت بڑی اہم ہے کیونکہ کفار اور مشرکوں کے لئے اس پر ایمان لانا انتہائی مشکل تھا۔ اُن کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے ایک آدمی ختم ہو جائے، اس کی ہڈیاں مٹی میں مل جائیں، اور بندہ پھر زندہ ہو جائے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت ضرور واقع ہوگی اور اس دن اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس طرح میدانِ حشر میں آئے گا جس طرح بارش کے بعد زمین سے گھاس اُگتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں نے پہلی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دفعہ بندہ کو پیدا کیا تو اس وقت اس کا کوئی وجود نہیں تھا، اب تو اس کا وجود موجود ہے، پہلے جب کوئی نام نشان نہ تھا اس حالت میں پیدا کر سکتا ہوں تو اب میرے لئے کونسی مشکل ہے گو اس کا ظاہری وجود انسان کی نظر سے اوجھل ہے مگر سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے، بس اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی دیر ہے، اللہ تعالیٰ اگر بغیر ماں باپ بابا آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو پیدا کر سکتا ہے۔ بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کر سکتا ہے۔ سو سال کی عمر میں حضرت اسحاق کو پیدا کر سکتا ہے اور آخری عمر میں حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کو منظور کرتے ہوئے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پیدا کر سکتا ہے تو اب بھی دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل نہ ہے، قیامت کے روز سب کو زندہ کر دیا جائے گا اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔ جن کا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنت میں جائے گا، اور جس کا نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ دوزخ میں ہوگا۔ مگر جس پر اللہ کی رحمت ہوگی وہی جنت میں جائے گا ورنہ اس کی تمام زندگی کی نیکیاں اللہ تعالیٰ کی صرف ایک نعمت کے مقابلہ میں بھی کم ہوں گی۔

قیامت کا منظر:

آخرت کے دن کو ہی "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کہا گیا ہے کیونکہ وہ جزا اور سزا کا دن ہے، اس کی ابتدا یہ ہوگی اللہ تعالیٰ اپنے فرشتہ حضرت اسرافیل کو حکم دیں گے تو وہ پہلا صور پھونکیں گے۔ اور قیامت کا عمل شروع ہو جائے گا۔ پہلی بار صور پھونکے جانے پر تمام انسان دہشت زدہ ہو جائیں گے۔ ہر ایک کو ایسے معلوم ہوگا کہ یہ آواز میرے نزدیک سے ہی آ رہی ہے اس کا منظر یوں فرمایا گیا ہے کہ حاملہ جانوروں کے حمل گر جائیں گے۔ بچوں کو دودھ پلاتی مائیں اپنے بچوں کو پھینک کر بھاگ جائیں گی۔ کسی کو کوئی سمجھ نہیں آ رہی ہوگی کہ وہ کیا کرے اس کے بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا اور تمام دنیا مر جائے گی، تمام جہانوں میں کوئی مخلوق زندہ نہ ہوگی۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہاں ہیں وہ جبار اور متکبر جو فرعون کا ذہن رکھتے تھے۔ جنہوں نے دنیا میں اپنے آپ کو خدا سمجھ رکھا تھا۔ مگر ہر طرف خاموشی ہوگی۔ اس کے بعد تیسرا صور پھونکا جائے گا۔ تو تمام دنیا زندہ ہو جائے گی۔ انسان کا وجود چاہے کسی بھی جگہ ہوگا۔ چاہے درندہ نے کھایا ہوگا، پانی میں ڈوب گیا یا آگ میں جل گیا۔ وہ سب دوبارہ زندہ ہو جائیں گے، اور تمام مخلوقات میدانِ حشر میں جمع ہو جائے گی، حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔ بچہ کو اگر امتحان کا خوف نہ ہو تو کبھی کتاب کھول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنہ دیکھے، اور انسان کو اگر قیامت کا یقین نہ ہو حساب دینے کی فکر نہ ہو، تو وہ اللہ کی زمین پر فساد پھیلاتا ہے۔

قرآن میں دوبارہ زندہ کرنے کے واقعات:

ویسے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بے شمار سورتوں میں قیامت کا منظر دکھایا ہے کس طرح انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے تین واقعات بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان ہر انسان پر یہ فرض بنتا ہے کہ وہ بغیر سوچ سمجھے یقین کرے اور عمل کرے، کیونکہ اگر انسان آخرت اور انسان کے دوبارہ زندہ ہونے پر غور شروع کر دے تو بے دین ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔

واقعہ:

سورہ البقرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام (جو اللہ تعالیٰ کے خلیل تھے) نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ کس طرح مردوں کو زندہ کیا جائے گا۔ جب کہ اس کی ہڈیاں بھی مٹی بن چکی ہوں گی اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے خلیل تجھے یقین نہیں ہے۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے پورا یقین اور ایمان ہے میں صرف دل کی تسلی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو چار پرندے لے اور اُن کو اپنے ساتھ مانوس کر لے وہ ہر وقت تمہارے پاس رہیں، پھر اُن چار پرندوں کو ذبح کر کے اُن کا گوشت آپس میں ملا دے اور سامنے پہاڑ پر گوشت کے ٹکڑوں کو بکھیر دے اس کے بعد ان پرندوں کو آواز دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ عمل کیا تو اُن پرندوں کا گوشت جلدی جلدی اپنے اپنے پرندے کے جسم میں آ گیا اور دوبارہ پرندہ بن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کندھوں پر آن بیٹھے اللہ تعالیٰ کی ذات صاحبِ اقتدار اور حکمت والی ہے۔ وہ ذات اپنے نبیوں کو ایسے مشاہدات کراتی رہتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے وقت تمام کائنات، جنت اور دوزخ بھی دکھائی اور قیامت کے دن کیسے حساب کتاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو نہر کوثر عطا کی تھی وہ بھی دکھائی۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دوسرا واقعہ:

یہ واقعہ بھی قرآن میں ہے کہ ایک میرے بندہ کا ایک ویران بستی سے گزر ہوا جہاں لوگوں کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو چکی تھیں اس شخص کے متعلق تمام مفسرین متفق ہیں کہ یہ حضرت عزیر تھے) یہ اللہ کے نبی تھے، یہ گدھے پر سوار تھے، ساتھ تازہ کھانا بھی تھا، کیونکہ یہ بستی برباد ہو چکی تھی۔ زندگی کے کوئی آثار نہ تھے، ہڈیاں تک بوسیدہ ہو چکی تھیں، اس منظر کو دیکھ کر اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ تو ان لوگوں کو کس طرح دوبارہ زندہ کرے گا۔ جبکہ ان کا وجود بھی ختم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی اسی وقت جان قبض کر لی، وہ شخص سو سال تک مرا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے سو سال کے بعد اس کو زندہ کیا اور اس سے پوچھا کہ بتاؤ تم کتنی دیر سوئے رہے۔ اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا چند لمحے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سو سال تک سوئے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ ذرا اپنے گدھے کو دیکھو کہ گدھے کی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر مٹی میں مل چکی ہیں۔ گوشت اور چمڑے کا کوئی نام ونشان نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تم اپنے کھانے کو دیکھو کہ کس طرح تازہ ہے۔ یہ بالکل ویسے کا ویسا ہی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو میں تمہارے گدھے پر کیسے چمڑا اور گوشت چڑھاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سامنے گدھے کو زندہ کیا اور اس نے دیکھا کہ کس طرح گوشت اور ہڈیاں ایک دوسرے سے جڑ گئیں۔ یہ تمام منظر دیکھ کر اس نے کہا کہ یا اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

تیسرا واقعہ سورہ کہف:

یہ واقعہ سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چند نوجوان جن کی اصل تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں پانچ تھے، اور چھٹا ان کا کتا تھا بعض کے نزدیک سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ یہ نوجوان اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے۔ تو بادشاہ نے ان کو اپنے دربار میں بلایا اور کہا کہ تم میری اجازت کے بغیر اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ہو، دوبارہ بتوں کو پوجا کرنا شروع کر دو، ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا، چنانچہ یہ نوجوان بھاگ کر پہاڑ کی ایک غار میں چھپ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئے، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں وہیں سلا دیا، اور یہ نوجوان تین سو نو سال تک سوئے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا کہ سورج بھی دائیں اور بائیں ہو کر نکل جاتا، ان کا کتا غار کے دہانے پر پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا، دیکھنے والا سمجھتا کہ یہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے، اور اندر کا منظر خوفناک تھا، اللہ تعالیٰ نے جب تین سو نو سال کے بعد زندہ کیا تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم چند لمحے سوئے ہوں گے چنانچہ بھوک لگی ہے کھانا لینے کے لئے ایک آدمی جائے مگر کسی کو پتہ نہ چلے، مگر جب یہ دوکاندار کے پاس گئے اور تین سو سال کا قبل سکہ دیا تو ان کو دوکاندار نے بتایا کہ یہ سکہ تو بہت قبل زمانہ کا ہے پھر ان نوجوانوں کو پتہ چلا کہ ہم تو تین سو نو سال سوئے رہے۔

بالکل یہی منظر قیامت کے روز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک ہی حکم سے سب زندہ ہو جائیں گے۔ اور ہر آدمی کہے گا کہ ہم تو صرف چند لمحے ہی سوئے ہوں گے اور یہی آخرت کا دن ہوگا۔ اس دن پر ایمان لانا لازمی ہے، اور اس دن پر یقین کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ جزا اور سزا کا فیصلہ کریں گے، اور جنت میں وہی جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی۔

چوتھی آیت:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحة: ۴)

بندہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں صرف تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا اور تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں اور مانگتا رہوں گا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے دعا مانگنے کا طریقہ بھی بتا دیا۔ جب بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو، اس کے بعد درود حضور پر پڑھو، پھر دعا مانگو یہ آیت اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ایک معاہدہ ہے۔ جب بندہ نے کہا کہ یا اللہ میں تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مانگ جو تو مانگتا ہے جو تو نے مانگا وہ میں نے دیا۔

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحة: ۴)

”ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

إِيَّاكَ نَعْبُدُ

کا مطلب ہے کہ اے اللہ! میں صرف تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تیری علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بے شمار جگہ پر فرمایا ہے کہ اے میرے بندو! اور ہم بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یارب! ہم تیرے ہی بندے ہیں۔ قرآن میں قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں گے: اے عیسیٰ! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا میں اللہ کا بیٹا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے اے اللہ! میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں جو بات میرے لیے جائز اور درست نہیں۔ اے اللہ! اگر میں نے ایسی کوئی بات کہی ہے تو تُو اُسے جانتا ہے کیونکہ تو میرے دل کے بھید خوب جانتا ہے جبکہ میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے سامنے جو بات عرض کی وہ انتہائی قابل غور ہے۔

اے اللہ! اگر تو ان کو سزا دے گا تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کردے گا تو تُو بڑا ہی رحیم اور غفور ہے۔

عبد کے معنی ہیں غلام اور عبدیت کے معانی ہیں غلامی کے۔ یعنی کسی کی برتری کو تسلیم کرلینا، اپنی خود مختاری سے دستبردار ہوجانا، مزاحمت چھوڑ دینا حقیقت میں یہی بندگی اور غلامی ہے۔ بندہ تبھی بندہ کہلائے گا جب اس کا ہر سانس اللہ کی مرضی کے تابع ہوجائے گا۔ غلام وہ اس وقت کہلائے گا جب غلام کا محض اپنے آقا کے سامنے سر ہی نہ جھکا ہو بلکہ اس کا دل بھی اس کے سامنے جھک کر فرمانبردار ہوجائے۔ بندہ جب اپنے آپ کو اپنے آقا کی غلامی میں دے دے گا تو اس کا تعلق دنیاوی آقاؤں سے ختم ہوجائے گا۔ اب اگر اُسے کوئی خوف ہوگا تو صرف اپنے حقیقی آقا کا ہوگا۔

غلام وہ ہوتا ہے جو اپنی زندگی کا نصب العین اور مقصد خود متعین نہ کرے بلکہ وہ اپنے آقا کے احکامات کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔

آقا اس کو جس حالت میں رکھے وہ کبھی حرفِ شکایت اپنی زبان پر نہ لائے۔ ہاں! البتہ وہ نہایت ادب اور احترام سے اپنی ضرورتیں اپنے آقا کی خدمت میں پیش کرسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ اس کے آقا کو یہ بات اچھی لگے کہ اس کا غلام اس سے مانگے یا مانگتا رہے۔لیکن اگر اس کا آقا اس کو دینا پسند نہ کرے یا اس کی مرضی کی مطابق دینا پسند نہ کرے تو غلام کو یہ حق نہیں کہ وہ اس کے خلاف سوچے، زبان کھولے یا دوسروں سے اس کی شکایت کرے۔اس ضمن میں تفسیر روح القرآن میں دو واقعات مذکور ہیں۔جن سے پتہ چلتا ہے کہ بندگی حق کس طرح ادا ہوسکتا ہے۔

واقعہ

مفسر صاحب روح القرآن نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ایک دفعہ اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ سخت سردی میں ایک شخص کا بار بار بازار آنا جانا لگا ہوا ہے۔اُسے دیکھ کر جناب عبداللہ بن مبارک سخت حیران تھے کہ سخت سردی کے باوجود اس شخص نے اکہرا لباس پہن رکھا ہے، سردی سے بچاؤ کے لیے گرم چادر اور ٹوپی بھی نہیں پہن رکھی۔عبداللہ بن مبارک سے رہا نہ گیا انہوں نے اُسے بلایا اور اس سے پوچھا سردی کے باوجود تم نے گرم کپڑے کیوں نہیں پہنے۔اس نے جواب دیا کہ میں ایک غلام ہوں اور میرے پاس گرم کپڑے نہیں ہیں اس پر عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے نے اسے کہا تم اپنے آقا سے کیوں نہیں کہتے کہ باہر شدید سردی ہے اور مجھے گرم کپڑے لے دو۔یہ سن کر اس نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ میرے آقا کو پتہ ہے کہ باہر سخت سردی ہے اور اس کے پاس گرم کپڑے بھی نہیں ہیں پھر بھی وہ مجھے باہر بھیج رہا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر خوش ہے اور میری غلامی کا یہ مطلب ہے کہ میں اپنے مالک کی خوشی میں خوش رہوں اور اپنے مالک کے خلاف کوئی شکایت اپنی زبان پر نہ لاؤں۔اگر میں اپنے مالک کے خلاف شکائیت زبان پر لاؤں گا تو یہ میری غلامی کے آداب کے خلاف ہوگا۔اس کی یہ بات سن جناب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بولے :اے لڑکے ! آج تو نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے علم ہوا کہ غلامی کا اصل مفہوم کیا ہے۔

حدیث قدسی

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اگر میرا بندہ میری اتنی عبادت کرتا ہے اور وہ ہر وقت میرا ہی ذکر کرتا رہتا ہے تو اگر وہ مجھ سے نہ بھی مانگے تو میں جانتا ہوں کہ اس کو کس چیز کی طلب ہے اور میں اسے عطا کرتا ہوں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روایت

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزانہ ایک شخص کو دیکھتے کہ وہ نماز مغرب سے فارغ ہوتے ہی یعنی سلام پھرتے ہی مسجد سے نکل جاتا آپ ﷺ اُسے حیرت سے دیکھتے۔ کچھ دن بعد آپ ﷺ نے اُسے آواز دے کر بلایا اور اس سے وجہ پوچھی تو اس شخص نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ کے علاوہ کوئی مجھ سے پوچھتا تو میں کبھی نہ بتاتا لیکن آپ کے سامنے کچھ چھپا نہیں سکتا۔ دراصل ہمارے گھر میں ایک ہی چادر ہے جس میں پہلے میں نماز ادا کرتا ہوں اور فوری گھر جا کر یہ چادر میں اپنی بیوی کو دیتا ہوں چادر اوڑھ کر وہ نماز ادا کرتی ہے۔ اس لیے کہ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چادر نہیں ہے۔ یہی چادر ہمارے گھر کا کل اثاثہ ہے۔ اسی وجہ سے میں نماز سے فارغ ہوتے ہی جلدی چلا جاتا ہوں۔ اس کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ آبدیدہ ہوگئے اور اس کے لیے فراخی رزق کی دعا فرمائی، رسول اللہ ﷺ سے فارغ ہو کر جب وہ صحابی گھر گئے تو اہلیہ نے پوچھا کہ آج دیر سے کیوں آئے ہو؟ اس صحابی نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے روک لیا تھا اور سارا واقعہ بیان کر دیا۔ بیوی نے پریشان ہو کر پوچھا: تم نے بتایا تو نہیں۔ کہا میں بتا آیا ہوں، بیوی کہتی ہے تم نے اچھا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ جس حالت میں بھی رکھے ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ کہ ہم اپنے مالک کے خلاف زبان پر حرف شکائیت لائیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے روز قیامت پوچھا کہ تم نے میری شکائیت میرے حبیب کے پاس لگائی ہے تو ہم کیا جواب دیں گے۔ یا رسول اللہ ﷺ تمہاری بات کا یہ مطلب نہ سمجھ لیں کہ ہم اس حالت میں صابر اور شاکر ہی نہیں ہیں۔

یہ ہے غلامی کا اصلی مفہوم کہ بندہ اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ اسی کا غلام ہے، نہ اس کا اپنا جسم ہے اور نہ ہی اس کی اپنی جان ہے اس کی تمام توانیاں، جسمانی قوت، اولاد، مال اور گھر سب اللہ کی عطاء کردہ ہیں۔ وہی اللہ سب کا مالک ہے اور اس کی دی ہوئی یہ امانت ہے۔ اگر ہم حد سے تجاوز کریں گے اور امانت کو اپنی ملکیت سمجھ لیں گے تو یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ پھر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اے اللہ! میں صرف تیری ہی عبادت کرتا ہوں۔

دراصل ایسا شخص اپنے نفس اور خواہشات کا پجاری ہے اور دولت کی عبادت کرتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آخری تین آیات:

یہ تین آیات خالصتاً بندے کے لئے ہیں:

مجھے سیدھا راستہ دکھا اور ہدایت دے، ہدایت پر ہدایت دے اور اس ہدایت پر قائم بھی رکھ، انسان کو تمام زندگی ہر وقت ہدایت کی ضرورت ہے، تاکہ اس ہدایت کی بدولت بندہ کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

انسان کی عقل صحیح راستہ نہیں دکھا سکتی، وہ اکثر دوراہے پر کھڑا ہوتا ہے کہ اب میں کس راستہ پر جاؤں، شیطان انسان کو ورغلاتا ہے اور غلط راستہ کو سنہری بنا کر دکھاتا ہے، اس وقت انسان یہ چاہتا ہے کہ سارے اختیارات میرے ہاتھ میں ہوں، مگر اختیارات میں توازن رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ہدایت ضروری ہے۔ ورنہ انسان غلط راستہ پر چل پڑے گا، ایسے حالات میں بندہ اللہ سے دعا کرے کہ اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور اس ہدایت پر قائم بھی رکھ اور اُن لوگوں کے راستہ پر چلا جو انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء کرام اور صالحین کا راستہ ہے۔ مجھے اُن لوگوں کے راستہ پر نہ چلانا جن پر تیرا غضب ہوا۔ یا جو لوگ گمراہ ہوئے۔ یہاں غضب سے مراد یہودی یعنی بنی اسرائیل ہیں اور گمراہ سے مراد عیسائی ہیں۔ کیونکہ عیسائیوں نے انتہائی محبت کے جذبہ کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا اس لئے محبت کی وجہ سے گمراہ ہیں۔ جبکہ بنی اسرائیل یعنی یہودیوں نے پہلے حضرت عیسیٰ پر نعوذ باللہ (ناجائز بچہ) قرار دے دیا، اور پھر حضور کی انتہائی مخالفت کر دی اور آپ کی رسالت تسلیم نہ کی اس لئے ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔

الحمد شریف کے بعد نماز:

بندہ کوئی سورت تلاوت کرے اس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔ جو یاد ہو وہی تلاوت کرے۔

نوٹ

نماز کے آخر میں بارہ سورتوں کا ترجمہ و تفسیر ملاحظہ کریں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رکوع:

سورہ فاتحہ اور دیگر کوئی سورت مکمل کرنے کے بعد نمازی آدمی

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ"

''اے اللہ! اللہ تو سب سے بڑا ہے۔ نہ تیری کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی کوئی انتہا ہے۔''

کہہ کر رکوع میں جائے گا اور رکوع میں تین، پانچ یا سات دفعہ یہ الفاظ کہے:

"سبحان ربی العظیم"

''اے میرے پروردگار تو پاک ہے اور تیری شان بہت عظمت والی ہے۔''

رکوع میں اس دعا کے علاوہ اور دعائیں بھی مسنون ہیں۔ آسانی کے لیے ایک دعا نقل کی جا رہی ہے:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ"

''پاک ہے تو اے اللہ، اے ہمارے رب! مجھے معاف فرما دے۔''

قومہ:

رکوع کے بعد

"سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ"

''اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی پکار سن لی جس نے اس کی تعریف کی''

کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے اور ساتھ ہی یہ کلمات کہے

"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ"

''اے ہمارے پروردگار! سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، بہت زیادہ تعریفیں، پاکیزہ اور بابرکت۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سجدہ:

اس کے بعد

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ"

کہہ کر سجدہ میں جائے اور تین یا زیادہ مرتبہ کہے:

"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى"

"اے میرے رب! تو پاک ہے، بہت ہی بلند ہے۔"

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ"

"پاک ہے تو اے اللہ، اے ہمارے رب! مجھے معاف فرمادے۔"

پھر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتا ہوا سجدہ سے اُٹھ کر اتنی دیر بیٹھ جائے کہ اس کا ہر ایک عضو اپنی جگہ پر ٹھہر جائے۔

دونوں سجدوں کے درمیان دعا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَاجْبُرْنِيْ، وَارْفَعْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ"

"اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میرا نقصان پورا فرما، میرے درجات بلند فرمادے، مجھے ہدایت پر قائم رکھ، مجھے عافیت عطا فرما، اور مجھے روزی عطا فرما۔"

اس کے بعد "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں چلا جائے۔

تشہد:

نماز میں دو رکعت ادا کرنے کے بعد تشہد میں بیٹھ جائے اور التحیات کی مکمل دعا پڑھے۔

التحیات کی مع ترجمہ:

" اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ، السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ، أَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُولُہُ"

''تمام قولی عبادتیں، تمام بدنی اور تمام مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ اے نبی ﷺ! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔''

التحیات کی وجہ تسمیہ:

التحیات جو ہم نماز کے دوران یا آخر میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں یہ ایک ایسا مکالمہ ہے جو معراج کے وقت اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ اور فرشتوں کے درمیان ہوا۔

حضرت محمد ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کو السلام علیکم نہیں کہہ سکتے تھے، کیونکہ تو خود سلامتی والا ہے اور سلامتی کا منبع ہے، ہم اس ذات کو سلام نہیں کہہ سکتے کیونکہ سلامتی کا وہ خود خالق ہے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔

" اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ "

''تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا جواب:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ"

''اے اللہ کے نبی آپ پر اللہ کا سلام اور برکتیں ہوں۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت محمد ﷺ کا جواب:

" السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ "

''سلام ہو ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر۔''

نوٹ! رسول اللہ ﷺ نے جواب میں اپنی امت کو بھی شامل کیا ہے جو نیک بندے ہیں۔

فرشتوں کا جواب:

جب یہ مکالمہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہو رہا تھا، تو فرشتوں نے اس مکالمہ کو مکمل کیا اور کہا:

" أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ "

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔''

التحیات کے بعد مکمل درود شریف پڑھے۔

درود شریف:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورة الاحزاب: ٥٦)

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضرت محمد ﷺ پر درود اور رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی حضرت محمد ﷺ پر درود اور سلام بھیجا کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے بندوں کو بے شمار احکامات دیئے، مثلاً نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، روزے رکھو، حج کرو اس کے علاوہ بھی سماجی، اخلاقی اور خاندانی قوانین بھی بتلائے، قرآن مجید میں انبیاء کرام ﷺ کی تعریفیں کی گئیں، حضرت آدم کو پیدا کیا تو فرشتوں کو کہا کہ سجدہ کرو مگر کسی حکم میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے میرے بندو! تم بھی یہ کام کرو میں بھی یہ کام کرتا ہوں اور نہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہی اپنے فرشتوں کو ماسوائے آدم کو سجدہ کے کوئی اور حکم نہ دیا۔

حضرت محمد ﷺ ایک واحد ہستی اور عظیم شخصیت ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد ﷺ میرے حبیب ہیں مزید فرمایا کہ میں اور میرے ساتھ میرے فرشتے بھی درود وسلام بھیجتے ہیں۔

لہٰذا اے مومنو! تم بھی میرے نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجو اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ حضور کو مقام محمود، مقامِ شفاعت تک پہچانا ہے اور فرشتے درود کے ذریعہ ہر وقت آپ حضور کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ آپ نے کسی کو خلیل بنایا، کسی کو کلیم بنایا، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے نبی! میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا، اور معجزہ یہ دیا کہ جب تک دنیا رہے گی میرے نام کے ساتھ تیرا نام رہے گا اور ہر وقت دنیا بھر میں میرے نام کے ساتھ تیرا نام بھی بلند ہوتا رہے گا، اللہ تعالیٰ نے نماز میں تشہد میں بیٹھ کر التحیات کے بعد درود شریف پڑھنے کا حکم دیا۔ (درود ابراہیم)

حضور پر درود پڑھنا:

علامہ سخاوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، جب کہ ہم میں بے شمار عیب ہیں، ہم میں یہ مجال ہی نہیں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کا حق ادا کرسکیں۔ لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہی یہ درخواست کرنی پڑتی ہے کہ اے اللہ! ہم رسول اللہ ﷺ پر جتنا بھی زیادہ درود پڑھیں، مگر ہم حق ادا نہیں کر سکتے لہٰذا تو ہماری مدد فرما! اور اپنے ایک فرشتہ کو میرے ساتھ شامل کردے تاکہ اور زیادہ درود بھیج سکیں۔

حدیث پاک:

اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جس بندہ کے سامنے میرا تذکرہ کیا جائے اس کو چاہئے مجھ پر درود بھیجے، جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دس دفعہ درود بھیجیں گے، اللہ تعالیٰ اس کی دس خطائیں معاف کر دیں گے اور اس کے دس درجہ بلند کر دیں گے۔ اور اس کو دس نیکیاں عطا فرمائیں گے۔

درودِ ابراہیمی اور ترجمہ:

یہ درود ابراہیم کہلاتا ہے اور نماز میں یہی درود پڑھا جاتا ہے سب سے زیادہ درود فضیلت والا بھی یہی ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔"

''اے اللہ سیدنا محمد ﷺ اور سیدنا محمد ﷺ کی اولاد پر درود نازل فرما! جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر درود نازل فرمایا، یقیناً آپ تعریف اور بزرگی کے لائق ہیں۔

"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔"

''اے اللہ سیدنا محمد ﷺ اور سیدنا محمد ﷺ کی اولاد پر برکت نازل فرما، جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم اور سیدنا کی اولاد پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف اور بزرگی کے لائق ہے۔''

حدیث پاک:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین میں بہت زیادہ فرشتے پھر رہے ہوتے ہیں جو مجھ پر درود بھیجتا ہے، فرشتے فوری مجھے پہچانتے ہیں۔

حدیث:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت حاصل ہے، بس جو شخص بھی قیامت تک مجھ پر درود بھیجتا رہے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گا۔ وہ فرشتہ مجھ کو اس شخص کا نام اور اس کے باپ کا نام لے کر پہنچاتا رہے گا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مٹی کو یہ حکم دے رکھا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ جب حضور معراج کے لئے بیت اللہ سے بیت المقدس تشریف لے جا رہے تھے تو راستہ میں آپ نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

مسلم شریف میں ایک اور روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھا تو میں نے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

حدیث:

حضرت ابو الدردا رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اوپر کثرت سے جمعہ کے دن درود پڑھا کرو یہ ایک مبارک دن ہے اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر فوری درود پہنچا دیا جاتا ہے۔ ایک صحابی کے عرض کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے بدنوں کو کھائے اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ پل صراط سے اس طرح گزرے گا کہ اس کے آگے آگے نور ہوگا، جو مجھ پر جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود بھیجتا ہے اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا میں درود پڑھنا:

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ جب اللہ سے دعا کرو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو پھر وہ مجھ پر درود بھیجو اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے جو مانگنا چاہتے ہو مانگو، اللہ تعالیٰ دیتے جائیں گے اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی ہر دعا قبول فرمائیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق جو دعا درود کے بغیر پڑھی وہ دعا ہوا میں معلق رہتی ہے اور جب درود پڑھا جائے تو اس دعا کو پر لگ جاتے ہیں۔ دعا کے آخر میں پھر درود پڑھا جائے اور ہاتھ منہ پر لگا لے۔

کثرت سے درود پڑھنا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ وہ شخص میرے قریب ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجنے والا ہوگا۔

(۲) مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اس لئے کہ قبر میں ابتداتم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

(۳) آپ ﷺ کا فرمان کہ مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں نور ہے۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ اس کے اعمال بہت بڑے ترازو میں تولے جائیں تو وہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرے۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ سب سے زیادہ نجات والا قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے اور اس کے مقامات وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص سب سے زیادہ درود پڑھے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔

(۶) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح دس بار مجھ پر درود بھیجے، قیامت کے دن روزانہ شام میں اس کی دس بار شفاعت کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک سن کر درود نہ پڑھنے والے کے لیے وعید

یہ حدیث مبارکہ کثیر صحابہ سے مروی ہے جن میں حضرت کعب، حضرت مالک، حضرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انس، حضرت جابر، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک موقعہ پر منبر پر تشریف فرما ہوتے ہوئے فرمایا:

آمین!

دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا:

آمین!

تیسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا:

آمین!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال پر فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا:

جو شخص اپنی زندگی میں رمضان کا مہینہ پائے اور اپنی مغفرت نہ کرا سکے، اللہ اس کو ہلاک کرے اس پر میں نے کہا: آمین!

دوسری دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ جس نے ماں باپ کا زمانہ پایا اور وہ ان کی ناراضگی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو گیا، اللہ اس کو ہلاک کرے اس پر میں نے کہا: آمین!

تیسرے درجہ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ جس شخص کے سامنے آپ ﷺ کا نام آئے اور وہ درود نہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے، میں نے کہا: آمین!

(۲) حضرت علی نے فرمایا کہ وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے حضور کا نام آئے تو وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر اور حضور پر درود نہ ہو تو قیامت کے دن وہی مجلس اُن کے لئے وبال ہو گی پھر اللہ کا اختیار ہے کہ ان کو معاف کرے یا عذاب دے۔

(۴) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ کسی دعا میں جب حضور پر درود نہ پڑھی جائے تو وہ دعا ہوا میں معلق رہتی ہے جب رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے تب وہ دعا آسمان پر پہنچتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درود شریف پڑھنے کے فضائل

جو شخص ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے گا۔

(۱) اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔

(۲) ملائکہ اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

(۳) اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۴) اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

(۵) احد پہاڑ کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(۶) اس کے لئے شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

(۷) اس پر اللہ کی رضا اور رحمت ہوتی ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کے غصہ سے امان ملتی ہے۔

(۹) قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے نجات ملتی ہے۔

(۱۰) درود شریف پڑھنے سے رزق کی تنگی دور ہو جاتی ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ اور حضور کے دربار میں قرب نصیب ہوتا ہے۔

(۱۲) دشمنوں پر مدد نصیب ہوتی ہے۔

تشہد کی مشہور دعا:

تشہد میں بیٹھ کر التحیات اور درود شریف پڑھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

" اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا ، وَ الْمَمَاتِ ، اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ "(صحيح البخاری)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، تیری پناہ چاہتا ہوں دجال کے فتنے سے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ اور قرض کے فتنے سے۔

اسی طرح حالت تشہد کی ایک دعا آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سکھلائی تھی۔

" اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ إِلَّا أَنْتَ ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ "(صحيح البخاری)

"اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے۔ مجھے اپنی طرف سے معاف فرما! اور میرے اوپر اپنی رحمت نازل فرما! بے شک تو خوب معاف کرنے والا اور خوب رحم کرنے والا ہے۔"

ان مسنون دعاؤں کے علاوہ اور دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مشہور دعا جو انہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد مانگی تھی۔ قرآن مجید سورہ ابراہیم میں وہ دعا اللہ تعالیٰ نے نقل فرمائی ہے وہ پڑھنی چاہیئے۔ اگر آپ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ نے بیٹھ کر التحیات، درود شریف اور دعا بھی پڑھ لی اور امام صاحب نے ابھی تک سلام نہیں پھیرا تو آپ خاموش نہ بیٹھیں بلکہ لگاتار جو آپ کو دعائیں یاد ہیں وہ تشہد میں پڑھتے رہیں۔

"رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ۔"

"اے ہمارے رب! مجھ اور میری اولاد کو نماز کا اہتمام کرنے والا بنادے۔"

"رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ"

"اے ہمارے رب! میری اس دعا کو قبول فرما۔"

"رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ"

"اے ہمارے رب! مجھے میرے والدین اور مومنوں کو قیامت کے دن بخش دے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ دعا بڑی جامع دعا ہے، اس میں اپنی ذات اولاد، والدین اور مومنوں کے لئے نہایت ہی خوب صورت دعائیہ کلمات ہیں، اس دعا میں بندہ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے جو زندہ ہیں اُن کے لئے دعا کرتا ہے کہ ہمیں نمازی بنادے۔ یعنی اللہ کے آگے جھک جانا، اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کی پابندی اور اس کے رسول ﷺ کی شریعت پر عمل کرنا ہے۔

پھر بندہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ میری اس دعا کو قبول فرمالے، کہ جب قیامت کا دن ہوگا، ہر آدمی پریشان ہوگا افراتفری کا عالم ہوگا اس دن میرے ماں باپ اور حضور کی تمام امت کی بخشش کردینا۔

تشہد کی دعاؤں سے فارغ ہونے کے بعد پہلے دائیں طرف سلام پھیرے اور بائیں طرف اس انداز سے سلام پھیرے داہنی طرف سلام پھیرتے ہوئے پیچھے بیٹھے شخص کو دائیاں رخسار نظر آجائے اسی طرح جب بائیں طرف سلام پھیرے تو بائیں طرف پیچھے بیٹھے شخص کو بایاں رخسار نظر آجائے۔

فرض نماز کے بعد دعائیں:

فرض نماز ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔

سلام پھیرنے کے بعد سب سے پہلے

◎ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (بلند آواز سے کہے)

''اللہ سب سے بڑا ہے۔''

◎ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔۔اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔۔اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔۔(تین بار)

''میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طلبگار ہوں۔''

◎ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

''اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور ہر قسم کی سلامتی تیری طرف سے ہے، بابرکت ہے تو اے عزت وجلالت والے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

◎ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

''اے اللہ! مجھے اپنا ذکر، اپنا شکر اور احسن انداز سے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما!۔''

◎ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللّٰهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

''اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، تمام بادشاہت اس کے لائق ہے، ہر قسم کی تعریف اسی کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔اے اللہ! جسے تو عطا فرمادے اس سے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روک دے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی بھی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے ہاں کوئی فائدہ دینے والی نہیں۔''

◎ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَلاَ نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

''اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، تمام بادشاہت اس کے لائق ہے، ہر قسم کی تعریف اسی کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی ہمت اللہ کی توفیق بغیر ممکن نہیں۔ اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، تمام نعمتیں اور فضل اسی کی طرف سے ہے اور ہر قسم کی اچھی تعریف بھی اسی کے لائق ہے۔ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہم اسی کے لیے عبادت کو خالص کرنے والے ہیں، اگرچہ کافر اس بات کو ناپسند کرتے ہوں۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

◎ سُبْحَانَ اللّٰهِ (33 مرتبہ) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (33 مرتبہ) اَللّٰهُ اَکْبَرُ (34 مرتبہ) پڑھیں۔

◎ آیۃ الکرسی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے، جنت اور اس شخص کے درمیان موت کے علاوہ کوئی چیز رکاوٹ نہیں۔

اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

''اللہ تعالیٰ، اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور وہ نگران ہے۔ اس کو اُونگھ اور نیند نہیں آتی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اُسی کا ہے۔ اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا، وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے اور جو ان کے پیچھے ہے وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا ذرا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جو اللہ چاہے، اس کی کرسی وسیع ہے آسمان و زمین سے، اللہ کو ان کی حفاظت تھکاتی نہیں اور وہ بلند و بالا اور عظمت والا ہے۔''

◎ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ○ اللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ٥ مَلِكِ النَّاسِ ٥ إِلٰهِ النَّاسِ ٥ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ٥ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾

فضیلت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ شریف میں گئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد ﷺ سے عرض کی کہ جب ہم مکہ میں تو عمرہ ادا کرتے تھے اور عمرہ کا ہمیں ثواب ملتا تھا، اب ہم مدینہ میں آ گئے ہیں تو ہم اس عمرہ کے ثواب سے محروم ہو گئے ہیں، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم فرض نماز کے بعد یہ ذکر یعنی ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد شریف، اور ۳۴ بار اللہ اکبر کی تسبیح کر لیا کرو تو تمہیں عمرہ کا ثواب ملے گا۔

دوسرا ذکر:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو تمہارے اور جنت کے درمیان صرف موت ہی حائل ہو گی یعنی جب تم اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤ گے تو تمہیں فوری اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دیں گے۔

دعائیں:

یہ دونوں ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائیں۔ اور دعا مانگیں، دعا مانگنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں، پھر حضور ﷺ پر درود بھیجیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں، اور مانگتے جائیں دعائیں مانگنے کے بعد پھر دوبارہ حضور پر درود پڑھیں اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیں۔ اس طرح دعا مانگنے سے جو برکات آپ کے ہاتھوں میں آ جاتی ہیں وہ آپ کے چہرے پر آ جائیں گی۔

دعا کی قبولیت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾(سورة الزمر:۵۳)

''اے میرے نبی ﷺ! آپ میرے ان بندوں سے کہہ دیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائیں۔''

جب اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو دل کی یکسوئی اور توجہ کے ساتھ دعا کی جائے، اس کے ساتھ ساتھ دعا کی قبولیت کے بارے میں اللہ کی ذات پر پورا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ لازماً میری دعا کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے گا۔ ایسی پختگی اور وثوق کے ساتھ کی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس بددلی، دل کی توجہی اور دعا کی قبولیت کے بارے میں نہ پختہ یقین کے ساتھ کی ہوئی قبول نہیں کی جاتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :اُدْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالإِجَابَةِ ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لاَ يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لاَهٍ(جامع ترمذی)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے اس انداز سے دعا کرو کہ تمہیں دعا کی قبولیت کا پورا یقین ہو۔ یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور غافل دل سے کی ہوئی دعا قبول نہیں کرتا۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ہر دعا قبول فرماتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کے تین انداز ہیں۔

پہلا طریقہ:

بندہ جب اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فوری طور پر بندے کو وہی چیز عطا فرما دیتا ہے۔ اس پر بندہ اپنے دوستوں یا رشتہ داروں کے سامنے اظہار بھی کرتا ہے کہ دیکھو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں نے ابھی یہ چند دن قبل اللہ سے دعا کی تھی، اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور میرا کام ہو گیا ہے۔

دوسرا طریقہ:

اللہ تعالیٰ کے ہاں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعا قبول کرتا ہے لیکن اس کو اس کی مطلوبہ چیز نہیں دی جاتی بلکہ بندے کی اس دعا کے بدلے، اس کے بقدر آنے والی کسی مصیبت کو ٹال دیتا ہے، جس کا بندے کو علم نہیں ہوتا ہے، ایسی حالت میں بندہ یہ سمجھتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

تیسرا طریقہ:

دعا قبول کرنے کا اللہ تعالیٰ کے ہاں تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تمام دعاؤں کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیتا ہے، جس کا بدلہ اُسے روز قیامت عطا کیا جائے گا۔ بندہ جب قیامت کے روز میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا اور اس کا حساب کتاب ہوگا تب اس کی تمام دعاؤں کو نیکیوں کی شکل میں اس کے نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ جس سے اس کا نیکیوں والا پلڑہ بھاری ہو جائے گا۔ اس وقت بندہ اللہ سے عرض کرے گا کہ اے میرے اللہ! یہ میری کون سی نیکیاں ہیں، جواب ملے گا یہ تمہاری وہ دعائیں ہیں جن کا بدلہ میں تمہیں دنیا میں نہیں دیا گیا، تب بندہ خواہش کرے گا، کاش! دنیا میں میری کوئی قبول نہ ہوئی ہوتی بلکہ میری ان تمام دعاؤں کا بدلہ آج یہاں حاصل ہوتا۔

دعا کی قبولیت کا بہترین وقت:

دعا کی قبولیت کا بہترین وقت تہجد کا وقت ہے یوں تو اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے بندے کے قریب ہوتا ہے اس کی ہر بات اور ہر دعا خوب سنتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ بندہ جب صبح تہجد کے وقت اٹھتا ہے، جب تمام دنیا سوئی ہوئی ہوتی ہے اور بندہ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے اور جب بندہ کہتا ہے کہ اے میرے رب! تیرے سوا میرا کوئی نہیں ہے اور اللہ کے سامنے اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اے اللہ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ تو ہی رب العالمین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے، تو واحد ہو لاشریک ہے اور تو ہی آخرت کے دن کا مالک ہے۔ اے اللہ! تو رحمان ہے میں خطا کار ہوں گناہ، گار ہوں تو اپنی رحمت سے میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے، اللہ کے خوف کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں، اے میرے فرشتو! دیکھو میرا بندہ کس طرح میرے خوف کی وجہ سے آنسو بہا رہا ہے۔ تم گواہ ہو جاؤ میں نے اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا ہے۔

تہجد کی فضیلت:

فرض نماز کے بعد اللہ کے ہاں سب سے زیادہ فضیلت والی نماز، نماز تہجد ہے۔

تہجد کا اہتمام کرنے حکم ربی ہے:

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ (بنی اسرائیل: ۷۹)

''اور رات کے کچھ حصے میں تہجد ادا کیا کرو جو آپ کے حق میں ایک نفلی عبادت ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اپنے خاص بندوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی یہ خاص صفت بیان فرمائی کہ وہ راتوں کو بیدار ہو کر قیام کرتے ہیں، اللہ کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں، گڑگڑا کر اللہ سے دعائیں کرتے اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ٥ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ٥ كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ٥ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (الذٰریات: ۱۵ تا ۱۸)

''بے شک پرہیزگار لوگ باغات میں چشموں میں ہوں گے۔ وہ اپنے رب کی عطا کردہ نعمتیں حاصل کر رہے ہوں گے، بے شک وہ اس سے پہلے یعنی دنیا میں نیکوکار تھے۔ وہ رات کو تہجد پڑھنے کے لیے بہت کم وقت سویا کرتے تھے اور سحری کے وقت وہ اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کیا کرتے تھے۔''

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (جامع ترمذی)

''اے لوگو! سلام کو عام کرو، لوگوں کو کھانا کھلایا کرو اور راتوں کو جب لوگ سوئے ہوں اُٹھ کر اللہ کے حضور نماز پڑھا کرو، سلامتی اور عافیت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

بندہ رات کو اُٹھ کر دو، چار، چھ، آٹھ یا دس رکعتیں جس قدر اللہ کی طرف سے توفیق ہو وہ ادا کرے۔ سنت بھی ہے، فرائض کے بعد افضل ترین عبادت بھی ہے، اللہ کی رضا بھی ہے، زبان کی تاثیر کے لیے سب سے مضبوط عمل ہے اور چہرے کی چمک اور روشنی والا عمل ہے۔ اس لیے اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

وتر:

تمام نمازوں میں چاہے ان کا تعلق فرض نماز سے ہو، سنت سے ہو یا نوافل سے ادائیگی کا طریقہ، الفاظ اور دعائیں ایک ہی طرح کی ہیں۔ البتہ عشاء کی نماز میں ہم وتر میں دعائے قنوت زائد پڑھتے ہیں۔ جس میں اللہ کے حضور اپنی کوتاہیوں، گناہوں اور کمزوریوں کا اقرار کر رہے ہوتے ہیں۔

دعائے قنوت:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخْشَى عَذَابَكَ الْجِدَّ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ"

''اے اللہ! ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، اور تجھ ہی سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں، اور ہم تجھ ہی پر ایمان رکھتے ہیں، اور تجھ ہی پر توکل رکھتے ہیں، تیری تعریف کرتے ہیں، اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں، اور تیری ناشکری نہیں کرتے، ہم جدا ہو جاتے ہیں، اور اس سے قطع تعلق کر لیتے ہیں، ہر اس شخص سے جو تیری

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ناشکری کرے، اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تیرے لیے ہی نماز ادا کرتے ہیں۔ اور تیرے ہی آگے سجدہ کرتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف کوشش کرتے ہیں، اور ہم حاضری دیتے ہیں، ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔''

اس دعا میں ہم کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جو تیرا نافرمان ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں، اور قطع تعلق کر لیتے ہیں، لیکن عملاً دنیا میں ہم اس وعدہ کے خلاف کام کرتے ہیں۔ اس دعا میں ہم اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ کچھ آیات میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں، اور باقی آیات میں اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتے ہیں۔ اور عملی طور پر ہم وعدہ خلافی کرتے ہیں۔

دوسری دعا

(اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ)

اے اللہ! مجھے ان لوگوں کی طرح ہدایت عطا فرما دے جن کو تو نے سیدھے راستے پر چلایا، مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جن کو تو نے عافیت عطا فرمائی، مجھے ان لوگوں میں شامل فرما دے جن کی تو نے سرپرستی کی، جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت عطا فرما، مجھے ان فیصلوں کے شر سے محفوظ رکھنا جو تو نے کیے ہیں، اس لیے کہ فیصلے تو ہی کرتا ہے، تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، یقیناً وہ شخص ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو والی بنے، اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی کرے، اے ہمارے رب! تو بابرکت ہے اور بلند و بالا ہے۔''

قبر میں نماز پڑھنا:

جناب ثابت رحمہ اللہ جو حافظِ حدیث اور بہت بڑے عالم باعمل تھے۔ بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے متعلق حضرت سنان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب ثابت رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو میں بھی دفنانے کے لئے قبرستان گیا جب ہم ان کو دفنا چکے تو اچانک قبر کی ایک اینٹ گر گئی، ہم نے دیکھا کہ آپ قبر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں، ہم نے قبرستان سے واپس آ کر ان کی بیٹی سے پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا عمل تھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں تو بیٹی نے کہا کہ جب بھی وہ اللہ سے دعا کرتے تو ہمیشہ اللہ سے دعا کرتے کہ اے اللہ! اگر تو نے پہلے کسی کو نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے تو مجھے بھی یہ دولت عطا کر۔

روایت میں ہے کہ حضور جب معراج پر تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ راستہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی آخری بارہ سورتوں کی تفسیر

سورہ العصر

﴿وَالْعَصْرِ﴾

''قسم ہے زمانے کی۔''

﴿إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾

''یقیناً انسان بڑے خسارے میں ہے۔''

﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾

''سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، اور جنہوں نے صالح عمل کیے، ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔''

یہ انتہائی مختصر اور نہائیت جامع ترین سورت ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول

امام شافعی رحمہ اللہ اس سورہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَوْمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی خَلْقِهٖ إِلَّا هٰذِهِ السُّوْرَةَ لَكَفَتْهُمْ۔

''اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یہی ایک سورت نازل فرمادیتا تو بندوں کی رشد وہدایت کے لیے یہ ایک سورت ہی کافی ہوتی''

اگر لوگ اسی ایک سورت پر غور کریں اور اس پر عمل کریں تو آخرت کی نجات کے لیے یہی ایک سورت کافی ہے۔

حضرت عبداللہ بن حصن رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن حصن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے ملتے تو اس وقت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے جب تک یہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سورت ایک دوسرے کو نہ سنا دیتے۔

یہ سورت ایک رکوع اور تین آیات پر مشتمل ہے۔

قرآن مجید کی ابتداء

قرآن مجید کا آغاز سورہ فاتحہ سے ہوتا ہے، جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے، سورہ فاتحہ کی ابتدائی تین آیات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جن میں بندہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتا ہے کہ تو رحمٰن ورحیم ہے۔ اسی ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ محشر یعنی قیامت کے دن کا مالک ہے۔

چوتھی آیت میں بندہ اللہ سے عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں، جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے! تو نے میری تعریف کی، میری صفت بیان کی اور میری بزرگی بیان کی اور پھر تو میری ہی عبادت کرتا ہے۔ اے میرے بندے! اب تو بتا کہ مجھ سے کیا مانگتا ہے، جو تو نے مانگا میں نے تجھے دے دیا۔

اب آخری تین آیات میں بندہ اللہ سے عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! مجھے سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ انعام یافتہ لوگوں کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرما دی:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ (سورة النسآء : ٦٩)

''اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا، جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا: نبیوں پر، صدیقین پر، شہداء اور صالحین پر اور یہ ساتھ کس قدر عمدہ ہے۔''

یعنی انعام یافتہ لوگ چار ہیں

(۱) انبیاء

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۲) صدیقین

(۳) شہداء

(۴) صالحین

اللہ تعالیٰ نے بندے کی اس دعا کے جواب میں اپنا قرآن ﴿الٓمٓ﴾ سے لے کر ﴿وَالنَّاسِ﴾ تک سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ اے میرے بندے! اگر تو اس پر عمل کرے گا تو میں تجھے اسی جنت میں جگہ دوں گا جہاں تو نکالا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن مجید کا خلاصہ سورہ عصر میں بیان کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سورت میں چار شرائط رکھی ہیں، جو ان چار شرائط پر عمل کرے گا وہ مؤمن ہے اور مؤمن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں اس کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کروں گا۔

مسلمان

جس شخص نے کلمہ پڑھ لیا وہ مسلمان ہو گیا اگر وہ توبہ کے بغیر مر گیا اور آخرت میں ناکام ہو گیا تو وہ شخص جہنم میں اپنی پوری کرنے کے بعد جنت میں چلا جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اُس کے تمام گناہوں کو معاف کر کے اسے ابتداء میں جنت میں داخل کر دے۔

مؤمن

مؤمن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اُسے بغیر حساب کے جنت میں داخل کروں گا اور مؤمن وہ ہے جس نے سورہ عصر میں بیان کردہ چار شرائط کو پورا کیا اور ان پر عمل کیا۔

زمانہ

پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھائی ہے کیونکہ زمانہ ہی ہر واقعہ کا گواہ ہے جو ابتداء سے لیکر آخر تک جتنے بھی واقعات رونما ہوئے اور ہوں گے۔ جب دنیا میں کچھ نہ تھا صرف اللہ کی ذات اور زمانہ تھا، ان تمام واقعات کا گواہ زمانہ ہے اور آئندہ بھی گواہ رہے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بابا آدم علیہ السلام کی تخلیق

اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کی تخلیق کی اور روح پھونکی تو فرشتوں سے کہا کہ میں دنیا میں اپنا نائب بنا رہا ہوں تم اس کو سجدہ کرو، فرشتوں نے کہا یہ دنیا میں فساد برپا کرے گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے، فرشتوں نے اللہ کے حکم پر فوری تعمیل کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: اے اللہ! تو نے آدم علیہ السلام کو سڑی ہوئی، بدبودار مٹی سے بنایا جبکہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں، لہذا میں اس سے بہتر ہوں۔ ابلیس کے ان الفاظ کے بعد اللہ تعالیٰ اُس کے تکبر اور غرور کی وجہ سے جنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اس پر شیطان نے کہا اے اللہ! تو مجھے قیامت تک کی مہلت دے دے تو میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا، اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو قیامت تک کی مہلت دے دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ جو میرے مقرب بندے ہیں تو ان کو بہکا نہیں سکے گا۔

اب ان تمام واقعات کا کوئی گواہ نہیں ہے، سوائے زمانے کے، دراصل اللہ کی ذات ہی زمانہ ہے۔

حدیث قدسی

اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

'' لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں، عرض کی گئی کہ اللہ کو کیسے گالیاں دیتے ہیں، فرمایا: لوگ زمانے کو گالی دیتے ہیں اور میں ہی زمانہ ہوں۔''

جناب آدم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو جنت میں رہ۔ آدم علیہ السلام اکیلے ہونے کی وجہ سے اُداس رہتے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پسلی سے اماں حوا علیہا السلام کو پیدا کیا تاکہ دونوں کا دل لگا رہے۔ ساتھ ہی اللہ نے فرمایا: شیطان نے میرے حکم کا انکار کرتے ہوئے تمہیں سجدہ نہیں کیا ہے یہ تمہارا کھلا دشمن ہے اس سے بچ کر رہنا اور کبھی اس کی بات کا یقین نہ کرنا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس درخت کے قریب نہ جانا مگر شیطان نے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر جناب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آدم علیہ السلام کو بہکایا اور جناب آدم نے اس درخت کا مزہ چکھ لیا جس درخت کا پھل کھانے سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا تھا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے تمہیں منع کیا تھا۔ اب میں تمہیں ایک وقت مقررہ تک کے لیے دنیا میں بھیج رہا ہوں اس لیے کہ اب تم دونوں جنت میں رہنے کے قابل نہیں ہو۔ اگر تم نے دنیا میں میرے احکامات کی تابعداری کی اور شیطان سے بچتے رہے تو میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں دوبارہ اسی جنت میں داخل کروں گا اور اگر تم نے ان چند دنوں میں شیطان کے وعدوں پر عمل کیا تو تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ اب ان تمام واقعات کا زمانہ ہی گواہ ہے۔

قوم نوح

آدم علیہ السلام کے دنیا میں آجانے کے بعد ان کی نسل میں متواتر اضافہ ہوتا رہا اور شیطان ان کو گمراہ کرنے کے لیے اپنے حربے استعمال کرتا رہا۔ جب تمام قوم شیطان کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گئی، راہ راست سے بھٹک گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رشد و ہدایت کے لیے جناب نوح علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تا کہ وہ ان کو اللہ کی بندگی کی طرف لاسکیں۔ قوم کی بدبختی کہ ساڑھے نو سال کی تبلیغ بھی ان کی تقدیر نہ بدل سکی اور قوم برابر انکار پر ڈٹی رہی تو اللہ تعالیٰ نے جناب نوح علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں ان پر پانی کا سیلاب بھیجا اور تمام قوم کو اس میں غرق کر دیا۔ پانی کے اس طوفان سے چند لوگ ہی بچ سکتے تھے جو نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔

اب اس واقعہ کا زمانہ گواہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمانے کی قسم! تمام لوگ خسارے میں ہیں صرف وہی خسارے سے بچا جو نوح علیہ السلام پر ایمان لایا۔

قوم عاد

حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ جو چند ایمان لانے کی وجہ سے طوفان سے بچ گئے تھے ان سے آبادی میں اضافہ ہوتا رہا۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی شیطان کے بہکاوے میں آگئے۔ ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جناب ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ انہوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھایا، اللہ سے ڈرایا مگر چند لوگوں کے سوا تمام لوگوں نے انکار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن انتہائی تند و تیز ہواؤں کا طوفان ان پر مسلط کر دیا جس سے پوری قوم تباہ برباد ہوگئی۔ اس واقعہ کا گواہ زمانہ ہے۔

قوم ثمود

آبادی میں اضافہ کے ساتھ ہی لوگ اللہ کے احکامات کی پیروی کی بجائے شیطان کے بہکاوے میں آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حق دیکر ان کی اصلاح کے لیے جناب صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ مگر لوگوں نے حق کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم اُس وقت تک تمہاری بات نہیں مانیں گے جب تک جب تک اس پتھر سے حاملہ اونٹنی نکل کر ہمارے سامنے نہ آ جائے اور ہمارے سامنے آ کر بچہ جنم دے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ معجزہ بھی ان کو دکھا دیا اس کے باوجود ان لوگوں نے حق بات کو ماننے انکار کر دیا اور کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد اس اونٹنی کو انہوں نے قتل کر دیا اس کے بعد انہوں نے جناب صالح علیہ السلام کو قید کرنے کا پروگرام بنایا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے قبل ہی اس پوری قوم کو ایک زبردست زلزلہ اور چیخ کے ذریعے تباہ و برباد کر دیا۔ صرف وہی لوگ اس عذاب سے محفوظ رہے جو صالح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔

ان تمام واقعات کا زمانہ گواہ ہے کہ تباہی کے خسارے سے صرف وہی لوگ بچے تھے جنہوں نے ایمان قبول کیا تھا۔

قوم لوط

قوم نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔ عورتوں کی بجائے مردوں سے لطف اندوز ہونے لگے، جب لوط علیہ السلام نے ان کو سمجھایا تو ساری قوم ان کے مخالف ہوگئی۔ ان کی نافرمانی اور بے حیائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کو تباہ و برباد کر دیا اور ایمان لانے والوں کو محفوظ و مامون رکھا۔

قوم ابراہیم علیہ السلام

اس قوم نے بھی اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر جناب ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کو مچھروں کی فوج کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا۔ جو تباہ ہوئے وہ خسارے میں اور جو ایمان لائے وہ خسارے سے بچ گئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قوم موسیٰ علیہ السلام

فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو بھی جناب موسیٰ علیہ السلام کی پیروی نہ کرنے کی وجہ سمندر میں غرق کر دیا گیا۔ جس قوم نے اپنے نبی کی پیروی نہ کی وہ خسارے میں رہے۔

ابلیس اور بندے کا فرق

ابلیس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی تو اللہ سے توبہ کرنے کی بجائے قیامت تک کے لیے مہلت مانگی کہ میں تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا۔ دوسری طرف جب آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی تو انہوں نے فوراً اللہ کی بارگاہ میں جھک کر توبہ کی اور اللہ نے ان کی توبہ کو قبول فرمالیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی دعا کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (اعراف: ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والے ہو جائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان بھی ہے کہ ''بے شک میں توبہ قبول کرنے والا ہوں''

توبہ کے متعلق حدیثِ قدسی

جب ابلیس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت سے نکل جانے کا حکم ہوا تو ابلیس نے کہا میں ترے بندوں پر چاروں طرف سے یعنی آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں طرف سے حملہ کروں گا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دو اطراف یعنی اوپر اور نیچے کا نام نہیں لیا، اگر میرا کوئی بندہ تیرے بہکاوے میں آگیا اور اس کے بعد اپنے ہاتھ پھیلا کر مجھ سے اپنے کیے ہوئے گناہوں کی معافی مانگ لی تو میں اُس کا ہاتھ نیچے جانے سے پہلے اس کی توبہ قبول کرلوں گا اور اگر اس نے حالت سجدہ میں توبہ کی تو میں اس کا سر سجدہ سے اُٹھنے سے پہلے ہی اس کی توبہ قبول کرلوں گا۔

دعا

دعا کی قبولیت کے مختلف انداز حدیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔

(۱) دعا کی قبولیت کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگتا ہے اللہ اپنے اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بندے کومن وعن وہی کچھ عطا فرما دیتا ہے۔

(۲) دعا کی قبولیت کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کے بدلے اس کی مانگی ہوئی دعا کے برابر آنے والی کسی آفت، مصیبت یا دکھ کو ٹال دیتا ہے۔ جس کا اس بندے کو علم نہیں ہوتا۔

(۳) دعا کی قبولیت کا تیسرا طریقہ یہ ہے بندہ اللہ تعالیٰ سے جو دعائیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ بندے کی ان دعاؤں کو اپنے پاس قیامت کے دن کے لیے جمع کر لیتا ہے۔ روز قیامت جب حساب وکتاب شروع ہوگا تب اللہ تعالیٰ ان تمام دعاؤں کو نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیں گے جس سے بندے کا نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس پر بندے خواہش کرے گا کہ کاش! دنیا میں میری کی ہوئی کوئی دعا بھی قبول نہ ہوتی بلکہ میری ان تمام دعاؤں کا صلہ آج یہاں پر حاصل ہوتا۔

اللہ کا قانون

بندہ جب اللہ تعالیٰ کا قانون چھوڑ کر اپنی عقل کے مطابق سوچتا ہے اور اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے تو وہ خسارہ میں چلا جاتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے نفس کی پیروی کی مگر اللہ تعالیٰ نے جناب یوسف علیہ السلام کو مصر کا بادشاہ بنا دیا

اسی طرح جب مکہ میں بت پرستی عام ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ قوم نے مخالفت کی جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ قوم اس طرح خسارہ میں چلی گئی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کا حاکم بنا دیا خسارے سے صرف وہی محفوظ رہے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور جنت کے حقدار بنے۔

خانہ کعبہ کو گرانا

زمانہ گواہ ہے کہ جب یمن کے بادشاہ ابرہہ اپنے ہاتھیوں سمیت خانہ کعبہ کو گرانے کے لیے آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے لشکر ابابیلوں سے ابرہہ کے ہاتھیوں اور فوج کو تباہ کر دیا۔ اس طرح ابرہہ نے اپنے نفس کی پیروی کی اور خسارے میں چلا گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زمانہ کی دوسری قسم

ایک روایت کے مطابق زمانے سے مراد عصر کا وقت ہے جو عصر سے لیکر مغرب تک ہے ۔جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے سارا دن ختم ہوگیا اور باقی تھوڑا سا وقت بچا ہے ۔اسی طرح بندے کی بھی ساری عمر بیت گئی اور بہت کم عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ بندہ کو یہ بھی علم نہیں ہے اس کی زندگی کا وقت باقی بچا بھی ہے یا ختم ہوگیا۔اسی طرح جس نے اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق گزاری وہ کامیاب ہوگیا مگر جس نے کھیل کود میں عمر ضائع کردی وہ خسارے میں رہ گیا۔اب بھی وقت ہے کہ جو زندگی باقی بچی ہے، اللہ تعالیٰ سے اپنے کیے ہوئے گناہوں کی توبہ کرے اور اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرے تاکہ خسارہ سے بچ کر آخرت میں کامیاب ہوسکے۔

زمانے کی تیسری قسم

ایک روایت کے مطابق زمانہ سے مراد رسول اللہ ﷺ کا عہد مبارک ہے۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی قسم اُٹھا کر فرمایا: تمام انسانیت خسارے میں ہے لیکن اس خسارے سے وہی بچے گا جس نے اپنی زندگی رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے احکامات کے مطابق بسر کی۔ایک مفسر نے خسارے سے بچنے کے لیے ایک بہترین مثال دی ہے کہ آٹا بنانے والی چکی جس کے دو پاٹ پتھر کے ہوتے ہیں، ایک نیچے اور ایک اوپر، نیچے والے کے عین وسط میں لوہے کا ایک کیل لگا ہوتا ہے جس کے اردگرد اوپر والا پتھر گھومتا ہے کیونکہ اوپر والے پتھر کے بالکل درمیان میں ایک سوراخ ہوتا ہے جس میں دانے ڈالے جاتے ہیں جو دانہ اس لوہے کے کیل کے ساتھ چمٹ گیا وہ بچ گیا اور جو دانہ اس کیل سے علیحدہ ہوکر پتھروں کے درمیان چلا گیا وہ پس گیا۔بعینہ جو بندہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت اور آپ کے طریقہ کے ساتھ چمٹ گیا اور اپنی ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق گزاردی وہ خسارے سے بچ گیا ۔آج کا انسان دنیاوی طور پر بہت ترقی کرچکا۔پہلے سائیکل بھی نہ تھی۔اب ہر طرح کی سواری میسر ہے، پہلے ہر سو بھوک تھی اب کھانے کو ہر نعمت موجود ہے۔افسوس! کہ یہ ترقی یافتہ انسان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مذہبی اور اخلاقی طور اُسی قدر گر چکا ہے۔ اصل کامیاب تو وہی ہے جو آخرت میں کامیاب ہوگا۔

خسارہ

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں کامیابی کے لیے چار (4) شرائط بیان فرمائی ہیں۔ جو شخص ان شرائط کو اپنائے گا وہ کامیاب اور جو ان سے منہ موڑے گا وہ خسارے میں۔

انسان کی زندگی بالکل ایسے ہی ہے جیسے ایک طالب علم کمرہ امتحان میں اپنی تمام توانائی پرچہ حل کرنے میں لگا دیتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں دوسرا طالب علم پرچہ کے سارا وقت اِدھر اُدھر دیکھ گزار دیتا ہے اور مختلف خیالات میں گم رہتا ہے۔ وقت کے اختتام پر اس کا پرچہ خالی ہوتا ہے، نتیجتاً وہ امتحان میں فیل ہو جاتا ہے اور جس طالب علم نے مکمل پرچا اپنی محنت توجہ سے حل کیا وہ امتحان میں کامیاب ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان کا ہر وہ سانس جو اللہ کے ذکر سے خالی گیا وہ خسارہ ہے اور جو سانس اللہ کے ذکر سے لبریز ہوا وہ کامیاب ہے۔

انسان یہ سمجھتا ہے کہ میری عمر زیادہ ہو رہی ہے مگر حقیقت میں وہ ہر آنے والے سانس کے ساتھ موت کے قریب ہو رہا ہے۔ یہاں گنتی اُلٹی چل رہی ہے۔ انسان کا ہر سانس یہ بتلا رہا ہے کہ تمہاری زندگی کا ایک لمحہ اور کم ہو گیا اور تم اسی قدر موت کے قریب ہو گئے۔

کسی عربی شاعر کا شعر ہے۔

مَایَسُرُّ الْمَرْءُ مِنْ ذِهَابِ اللَّيَالِيْ وَكَانَتْ ذِهَابُهُنَّ لَهُ ذِهَابَا

”ماہ و سال کا گزرنا انسان کو کس قدر خوش کرتا ہے جبکہ وقت کا گزرنا انسان کو موت کے قریب تر کر رہا ہوتا ہے۔“

کسی بزرگ کا فرمان!

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ انسان کس طرح خسارے میں ہے۔ ایک دن بازار جا رہا تھا دیکھا کہ ایک شخص برف فروخت کر رہا ہے، اس کے پاس کوئی گاہک نہ تھا ،اس کی برف پگھلی جا رہی تھی وہ اونچی آواز میں لوگوں کو پکار رہا تھا کہ مجھ سے برف خرید لو میری

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دولت ضائع ہو رہی ہے اگر کسی نے مجھ سے برف نہ خریدی تو میرا سارا سرمایہ ختم ہو جائے گا ۔ بزرگ کہتے ہیں اس دکاندار کو دیکھ کر مجھے سمجھ آ گئی کہ جس طرح برف پگھل رہی ہے بالکل اسی طرح انسان کی زندگی بھی ختم ہو رہی ہے ۔ انسان کی جو زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری میں گزری وہ کامیاب اور جس نے دنیا کی زندگی کو کھیل کا میدان سمجھ کر زندگی بسر کی وہ خسارہ میں چلا گیا اور آخرت میں خسارہ پائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ انسان خسارہ میں ہے اور اس خسارہ سے وہی بچے گا جو ان شرائط کے مطابق زندگی بسر کرے گا۔

(۱) ایمان لانا:

اللہ تعالیٰ پر، اللہ کے رسول ﷺ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانا۔

(۲) نیک اعمال کرنا

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا۔

(۳) احکامات کی تبلیغ کرنا

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات ایک دوسرے کو پہنچانا۔

(۴) تکلیف پر صبر کرنا

احکام شریعت پر عمل کرتے ہوئے آنے والی تکلیفوں پر خود بھی صبر کرنا اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرنا۔

ایمان لانا

اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین انتہائی پختہ اور دل کی گہرائی سے ہو کہ اللہ ایک ہے، وہ رب العالمین ہے، وحدہ لاشریک ہے، آخرت کے دن کا بھی وہی مالک ہے، بندہ کا اس بات پر پختہ یقین ہو کہ تمام جہانوں پر اللہ کی حکمرانی ہے، وہی تمام جہانوں کا مالک ہے، بندہ کو ہر وقت اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔ دنیا میں کسی کو بھی اللہ کا شریک نہ بنائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یقین

جناب ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ پر اس حد تک یقین پختہ تھا کہ جب ان کو آگ میں پھینکا جانے لگا تو وہاں جناب جبرئیل علیہ السلام آئے آپ علیہ السلام کو مدد کے لیے کہا مگر آپ نے فرمایا: میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا: اے آگ! تو میرے ابراہیم خلیل کے لیے سلامتی والی ہو جا۔

﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ﴾(سورۃ الانبیاء : ٦٩)

''ہم نے کہا: اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔''

جناب موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ پر یقین

جب رات وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو آگے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا۔ بنی اسرائیل کے لوگوں نے گھبرا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: اب یقیناً ہم ختم ہو جائیں گے، فرعون کی فوج تباہ کردے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار لگا دیا اور اسی جگہ پر اللہ نے فرعونیوں کو سمندر میں اُتار کر غرق کر دیا۔

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ پر یقین

ہجرت کے موقعہ پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مکہ سے نکل کر غارِ ثور پہنچے تو مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں غار کے دہانے تک پہنچ گئے، جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اگر دشمن اپنے قدموں کی طرف بھی دیکھ لے تو ہم ان کو نظر آ جائیں گے۔ جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾(سورۃ التوبۃ : ٤٠)

''غم نہ کرو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

اسی طرح ایک موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ وہاں ایک دشمن آ گیا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور کہنے لگا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا اللہ مجھے محفوظ رکھے گا۔ یہ سن کر دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ پر ایمان

رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کو مکمل طور پر یقین ہو کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا ہے، آپ امام الانبیاء ہیں۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے دوری اختیار کی وہ خسارے میں چلا گیا۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا﴾(سورة الحجرات:١٥)

"حقیقی مؤمن وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور پھر اس میں ذرا بھی شک نہ کیا"

اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾(سورة البقرة:١٦٥)

"جو لوگ اللہ پر ایمان لائے وہی درحقیقت اللہ سے محبت کرنے والے ہیں"

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾(سورة النسآء:٦٥)

"اے نبی ﷺ! تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک ہرگز ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک باہمی اختلاف میں آپ کو منصف نہ مان لیں اور آپ کے کیے فیصلے پر دل میں ذرا بھی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر تسلیم خم کر لیں۔"

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾(سورة النسآء:١٣٦)

"اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث

رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے ماں باپ، اولاد اور اپنے دنیاوی مال حتیٰ کہ اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ سمجھے۔ (صحیح البخاری: کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، حدیث نمبر 15)

آخرت پر ایمان

ایمان میں اللہ تعالیٰ یعنی توحید اور رسالت کے بعد جو سب سے مشکل مرحلہ تھا وہ آخرت پر ایمان لانے کا تھا اور اس بات پر مکمل یقین کا مرحلہ تھا کہ ایک دن ہم نے اس دنیا سے جانا ہے اور دوبارہ زندہ ہونا ہے اور آخرت کا دن آئے گا جب ہم نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر حساب دینا ہے۔ جس کو مالک الیوم الدین کہا گیا ہے وہی قیامت کا دن ہے اور وہ دن پچاس ہزار سال کا دن ہے، مشرک لوگوں نے کبھی اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا کہ مر کر دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ بلکہ وہ یہی کہتے تھے کہ جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ کس طرح زندہ کرے گا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ○قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ﴾(سورة يٰسين : ٧٩،٧٨)

"وہ کہتا ہے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ آپ کہہ دیں کہ ان کو وہ اللہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور وہ اللہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے۔"

جب پہلی مرتبہ تمہارا وجود بھی نہ تھا تب میں نے تمہیں پیدا کر دیا۔ میں دوبارہ تمہیں کیوں نہیں پیدا کر سکتا اب جبکہ تمہارا وجود بھی ہے۔ پہلی مرتبہ کے مقابلے میں دوسری مرتبہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے۔

توحید

اس معاملے میں مشرکوں کا عقیدہ ہے اس تمام نظام کو چلانا اکیلے اللہ کا کام نہیں ہے۔ ہمارے یہ بُت زمین پر اللہ کے نائب ہیں اور کائنات کا نظام چلانے میں اللہ تعالیٰ کے معاون

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔اسی طرح یہ بت اللہ تعالیٰ کے سامنے ہماری سفارش کرتے ہیں اور سفارش کی وجہ سے ہمارا بگڑا ہوا کام آسان ہو جاتا ہے۔

یہودیوں کا عقیدہ

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ جناب عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور دنیا کا نظام چلانے میں اللہ کی مدد کرتے ہیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ

اسی طرح کا عقیدہ عیسائیوں کا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور اس کائنات کا نظام تینوں یعنی اللہ تعالیٰ، حضرت مریم علیہا السلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام مل کر چلاتے ہیں

-

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

قرآن مجید میں سورہ بقرہ میں یہ واقعہ موجود ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾(سورۃ البقرۃ: ۲۶۰)

''اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! تو ان کو کیسے دوبارہ زندہ کرے گا۔جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے خلیل کیا تجھے یقین نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! مجھے یقین تو ہے لیکن دل کی تسلی کرنا چاہتا ہوں۔''

کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تینوں طرح کا یقین کرنا چاہتے تھے

(۱)علم الیقین (۲)عین الیقین (۳)حق الیقین

تاکہ یہی مشاہدات رسالت کی ادائیگی میں لوگوں کو بتلاسکوں ورنہ نہ تو ان کو شک تھا اور نہ ہی آپ کا ایمان کمزور تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے نبیوں کو اپنے اسرار ورموز دکھاتا رہتا ہوں تاکہ وہ دنیا کو اپنے مشاہدات بتلا سکیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ مردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں۔ جیسے معراج کے موقعے پر دکھایا گیا کہ میدان حشر میں کس طرح حساب وکتاب ہوگا وہاں پر آپ ﷺ کو جنت، جہنم نہر کوثر اور حوض کوثر بھی دکھائی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے خلیل! چار پرندے لے لو ان کو ابتداء سے جوان ہونے تک اپنے ساتھ مانوس کرلو۔ جب وہ پرندے مانوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب ان کو ذبح کرکے ان کے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے گوشت کو آپس میں اچھی طرح ملا کر سامنے پہاڑ پر بکھیر دو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق انہوں نے ایسا ہی کیا۔ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پہاڑ کی چوٹی پر بکھیر دیئے اور واپس اپنی جگہ آکر بیٹھ گئے اور پرندوں کو ان کے نام لے کر بلایا تب انہوں نے اللہ کی قدرت کا مشاہدہ کیا کہ ہر پرندہ کا گوشت اور ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آکر جڑ گئیں اور پرندے اُڑتے ہوئے آئے اور آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کندھوں پر بیٹھ گئے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ

حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۹ میں بیان کیا ہے۔ دراصل انبیاء کرام علیہم السلام کا یہی کام ہے کہ وہ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نبیوں کو مشاہدات کرائے تاکہ وہ لوگوں کو بتاسکیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہایت آسان ہے۔

واقعہ

جناب عزیر علیہ السلام ایک ایک گدھے پر سوار ہو کر کسی جگہ جارہے تھے، کھانا بھی ان کے ساتھ تھا۔ راستہ میں ایک تباہ شدہ بستی کے پاس سے گزر ہوا۔ اس بستی کے کھنڈرات کو دیکھ کر جناب عزیر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی: اے اللہ! تو ان لوگوں کو کیسے دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی جان قبض کرلی اور ان کو اسی جگہ ایک سو سال تک سُلائے رکھا۔ سو سال کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گزر جانے کے بعد جب اللہ نے ان کو دوبارہ زندہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا: اے عزیر! یہ بتاؤ کہ تم یہاں کتنا عرصہ یہاں حالت نیند میں رہے ہو؟ اس پر جناب عزیر علیہ السلام نے جواب دیا: اے اللہ! میں یہاں ایک دن یا ایک کا کچھ حصہ ٹھہرا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم یہاں ایک سو سال تک مردہ حالت میں رہے ہو، اب تم اپنا کھانا دیکھو جو بالکل تازہ حالت میں ہے دوسری طرف اپنے گدھا دیکھو کہ اس کی ہڈیاں تک گل سڑ چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتے ہیں اس گدھے کی ہڈیاں اور گوشت واپس اپنی اپنی جگہ پر آ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے گدھا زندہ حالت میں وہاں کھڑا تھا۔ جناب عزیر علیہ السلام پر جب یہ حقیقت واضح ہوئی تو عرض کی: اے میرے رب! مجھے یقین ہے کہ تو ہر چیز پر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قیامت کے دن اسی طرح مردے اپنی قبروں سے زندہ ہو کر اٹھیں گے، جیسے بارش کے بعد زمین سے فصل اُگتی ہے۔

اصحاب کہف

اصحاب کہف کا یہ واقعہ سورہ کہف میں آیت نمبر ۹ تا ۲۶ موجود ہے۔

واقعہ

یہ واقعہ شہر افسوس میں پیش آیا، وہاں بتوں اور چاند دیوی کی پوجا کی جاتی تھی، اسی طرح روم میں بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ اللہ ایک ہے وہی عبادت کے لائق ہے اسی لیے تم سب اسی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ توحید کا یہ پیغام روم کے شہر افسوس میں بھی پہنچا۔ وہاں کے ہر چند نوجوانوں نے توحید کو اپنایا اور عیسائی مذہب کو قبول کر لیا

جب وہاں کے بادشاہ کو پتہ چلا کہ کچھ لوگوں نے عیسائی مذہب کو اختیار کر لیا ہے تو ان کو اپنے دربار میں بلا کر ان سے ان کے مذہب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ہم نے عیسائیت کو قبول کر لیا ہے۔ اب ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اور اس کی جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ سن کر بادشاہ کو غصہ آیا اور کہا: تم ابھی بچے ہو، میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں، اس کے بعد اگر تم نے بتوں کی پوجا نہ کی تو میں تمہیں قتل کروا دوں گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شہر سے بھاگنا

بادشاہ کا یہ فیصلہ سن کر وہ نوجوان اپنا ایمان بچانے کے لیے شہر سے بھاگ گئے اور جا کر ایک غار میں پناہ لی اس دوران ان کے ساتھ ایک کتا بھی شامل ہو گیا۔ انہوں نے کتے کو بھگانے کی بھرپور کوشش کی لیکن کتا ان کے ساتھ ہی رہا۔ وہ لوگ جا کر غار میں لیٹ گئے اور وہ کتا غار کے دہانے پر بیٹھ گیا جس سے وہاں خوف و ہراس کا ماحول بن گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ان کو وہاں سلا دیا اور وہ لوگ وہاں پر تین سو نو سال تک سوئے رہے اس دوران وہ لوگ اللہ کے حکم سے اپنی کروٹیں بدلتے رہے۔ ماحول کے خوفناک ہونے کی وجہ سے کسی فرد کو اس طرف آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر کار جب اللہ تعالیٰ نے ان کو جگایا تو وہ آپس میں مشورہ کرتے ہوئے پوچھنے لگے کہ ہم یہاں کتنی دیر سوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کہنے لگے کہ ہم یہاں ایک دن یا اس کا تھوڑا حصہ سوئے ہیں۔ انہوں نے اپنی جیبوں میں موجود رقم ایک جگہ اکٹھی کی اور ایک آدمی شہر کی طرف روانہ کیا کہ وہاں سے ان کے لیے کھانا لے کر آئے مگر جاتے ہوئے انتہائی ہوشیاری اور چوکنا ہو کر جائے کہ کسی کو کانوں کان اس کی اصلیت کی خبر نہ ہو اس لیے کہ اگر بادشاہ کو پتہ چل گیا تو وہ ہمیں قتل کروا دے گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک آدمی شہر گیا، اس نے کھانا خریدا اور جب ان کو رقم ادا کرنے کے لیے سکے دیئے تو دکاندار نے وہ سکہ دیکھ کر کہا کہ یہ تو برسوں پرانا ہے ساتھ ہی اس دکاندار نے اس پوچھا کہ اتنا پرانا خزانہ تمہارے ہاتھ کہاں سے لگا اس پر اصحاب کہف کے اس شخص نے ساری حقیقت بتا دی۔ اس زمانے میں لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ تھیوڈیس کے زمانے میں کچھ لوگوں نے اپنا ایمان بچانے کے لیے پہاڑوں میں چھپ گئے تھے۔ اس وقت روم میں عیسائی مذہب پھیل چکا تھا، وہاں پر حکومت بھی عیسائیوں کی تھی اور وہاں بت پرستی ختم ہو چکی تھی۔

اس وقت لوگوں میں قیامت کے متعلق لوگوں میں عام بحث تھی کہ واقعی قیامت برپا ہو گی، لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس بحث میں لوگوں کے دو گروہ بن گئے تھے اور لوگوں کے گروہوں میں تقسیم میں ہونے کی وجہ سے بادشاہ پریشان تھا اسی دوران یہ واقعہ پیش آ گیا کہ تین سو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نو سال بعد یہ لوگ زندہ ہوگئے۔ اس طرح لوگوں کو اس بات پر یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے جسے چاہے زندہ کر سکتا ہے۔ اس طرح لوگ ایک ہی بات پر متفق ہوگئے اور ان کی بحث ختم ہوگئی۔

دوکاندار نے اس جوان کو پکڑ کر شہر کے کوتوال کے حوالے کر دیا۔ جب اس کوتوال کو پتہ چلا کہ یہ وہی نوجوان ہے ۳۰۹ سال قبل بت برستی سے توبہ کر کے عیسائی مذہب اختیار کر کے بادشاہ کے خوف پہاڑوں میں چھپ گئے تھے۔ کوتوال نے روم کے بادشاہ کو اس کی اطلاع کی۔ رومی بادشاہ خود وہاں آیا اور اس نوجوان کے ساتھ غار تک گیا۔ یہ نوجوان جب دوبارہ غار کے اندر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے دوبارہ سلا دیا۔ یہ منظر دیکھ کر بادشاہ نے اس غار کے منہ پر ایک دیوار کر کے اس کے منہ کو بند کر دیا اور اس پہاڑ کے اوپر کلیسا تعمیر کروا دیا۔ اس واقعہ کے مشاہدے کے بعد ملک کے تمام لوگوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردوں کو زندہ کرے گا اور وہاں پر لوگوں کا حساب و کتاب ہوگا۔ اس طرح وہاں پر مکمل امن قائم ہوگیا۔

نیک عمل کرنا

ایمان لانے کے بعد مؤمن کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نیک اعمال کرتا ہے کیونکہ مؤمن آدمی کے لیے ضروری ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے راستہ کو اختیار کرے اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو اسوہ سمجھ کر اس کی مکمل طور پر پیروی کرے۔ کلمہ پڑھنے کے ساتھ بندہ مسلمان تو ہوجاتا ہے مگر مؤمن اُسی صورت ہوگا جب وہ اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی ان چار شرائط کو پورا کرے گا۔

کوئی مسلمان اگر توبہ کے بغیر فوت ہوجاتا ہے تو وہ اپنی سزا مکمل کرنے کے بعد جنت میں چلا جائے گا لیکن ایک مؤمن کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کرے گا۔

نماز

کلمہ پڑھنے کے بعد ایک مسلمان پر پہلا فریضہ یا پہلی شرط ہی نماز ہے۔ مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والی حد فاصل بھی یہی ہے کہ ایک مسلمان نماز کا وقت ہونے پر نماز ادا کرتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوتا جبکہ کافر کا معاملہ اس کے برعکس ہے لیکن اگر کلمہ پڑھنے والا شخص بھی نماز نہیں پڑھتا تو کافر اور اس میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ فرائض میں نماز کی کسی بھی صورت معافی نہیں ہے جب تک ہوش حواس قائم ہوں۔ سوچنے کی بات ہے کہ ابلیس صرف ایک سجدہ کا انکار کرنے کی وجہ سے شیطان، لعین اور راندھا درگاہ ٹھہرا اور جنت سے نکال دیا گیا ۔ دوسری طرف مسلمان ہیں کہ ان کو تعداد بھی معلوم نہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کتنی بار سجدہ سے انکار کیا۔

قبر:

مسلمان شخص کو نماز کی ادائیگی کی وجہ سے قبر میں یہ فائدہ ہوگا کہ جب انسان کو موت کے بعد قبر میں اتارا جائے گا تو اس کو ایسے معلوم ہوگا جیسے نماز کا وقت ہے چاہے وہ کسی بھی وقت دفنایا گیا ہو۔ جب فرشتے سوال کرنے لگیں گے تو نمازی آدمی فرشتوں سے کہے گا نماز عصر کا وقت نکلا جا رہا ہے اس لیے مجھے پہلے نماز ادا کر لینے دو۔

جس طرح کہ حدیث میں آتا ہے وہ کہے گا:

دَعُونِي أُصَلِّي

''مجھے چھوڑ دو، میں نماز ادا کرلوں۔''

اور وہ شخص جس نے دنیا میں نماز پڑھی ہی نہ ہوگی تو وہ فرشتوں کو کیا جواب دے گا۔

میدان محشر میں

میدان محشر وہ جگہ ہے جہاں پر تمام انسانیت اللہ کے سامنے اپنے حساب و کتاب کے لیے پیش ہوگی، جہاں پر ہر ایک بے لباس اور برہنہ ہوگا، جہاں پر انسان اپنے کیے ہوئے گناہوں کے حساب سے اپنے پسینے میں شرابور ہوگا، جہاں پر ہر ایک کو صرف اور صرف اپنی فکر ہوگی، وہاں پر انسان اپنے تمام رشتے ناطے بھلا دے گا محشر کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا وہاں پر بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ جس کی نماز درست اور مکمل ہوئی تو دیگر تمام اعمال کو نماز کی بنیاد پر درست قرار دے دیا جائے اور کامیابی اس کا مقدر بن جائے گی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر نماز میں خرابی ہوئی تو دیگر تمام اعمال کو نماز میں خرابی کے سبب فاسد اور خراب قرار دے دیا جائے گا۔ کیونکہ کلمہ شریف کے بعد سب سے اہم چیز نماز ہے اسی طرح باقی تمام تر عبادات کے مقابلے میں نماز کو سب سے زیادہ نمایاں مقام حاصل ہے۔

حوض کوثر

روز قیامت جب اللہ کے رسول ﷺ حوض کوثر پر تشریف فرما ہونگے تو رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو وضوء والے اعضاء کی چمک اور سجدے کے نشانات جو زمین پر لگنے کی وجہ سے پیشانی پر نمایاں ہوں گے ان سے پہچانیں گے اور ان نشانات سے نور نکل رہا ہوگا۔

حدیث نبوی

ایک صحابی نے رسول ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! جب ہم میدان محشر ہوں گے تو آپ کس طرح اپنی امت کو پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان کو ان کے نشانات سے پہچان لوں گا جو نماز کی ادائیگی کی وجہ سے ان کے چہرے، ہاتھ، پاؤں اور گھٹنوں پر پڑ چکے ہوں گے اور ان سے نور نکل رہا ہوگا۔ یہاں سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے جس نے نماز ہی ادا نہ کی تو قیامت کے دن اللہ کے نبی ﷺ اس شخص کو کیسے پہچان سکیں گے۔ حوض کوثر پر اللہ کے نبی ﷺ اپنی امت کی پہچان کرنے کے بعد ان کو پانی پلائیں گے جو خوش قسمت وہاں سے ایک بار پی لے گا تو پھر اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔

سجدہ کرنا

میدان محشر میں جب تمام لوگ جمع ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہاں وہ لوگ جو کہتے تھے کہ ہم اس زمین کے بادشاہ ہیں جب کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آئے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں بادشاہ ہوں۔ (صحیح البخاری:۴۸۱۲)

وہاں پر تمام انسانیت کو اللہ کے سامنے جھکنے کا حکم دیا جائے گا اس وقت دنیا میں اللہ کے سامنے جھکنے والے تمام لوگ سجدہ ریز ہوجائیں گے مگر جس آدمی نے دنیا میں کبھی اللہ کے سامنے سجدہ نہیں کیا ہوگا وہ بدنصیب شخص وہاں پر بھی اللہ کے سامنے جھکنے سے عاجز اور بے بس رہے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیک اعمال

نیک اعمال میں نماز، روزہ، حج اور زکوۃ ہیں۔ نماز ہر بالغ اور عاقل شخص پر ہر حال میں فرض اور لازم ہے اس کی کسی صورت معافی نہیں ہے۔ روزہ ہر عاقل، بالغ اور صحتمند شخص پر فرض ہے۔ حج کے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ مالی طور مستحکم اور اس قابل ہو کہ وہ حج کے اخراجات ادا کر سکتا ہو تو اس شخص پر حج اور لازم ہے بصورت دیگر یہ فرضیت اس سے ساقط ہو جائے گی۔ اسی طرح زکوۃ کا معاملہ ہے کہ اگر کوئی شخص مالدار ہے اور وہ مال نصاب زکوۃ کو پہنچتا ہے تو زکوۃ کی فرضیت لازم آئے گی وگرنہ نہیں۔

دیگر اعتقادات

صاحب ایمان شخص کا عقیدہ اپنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر مکمل طور یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے وہی رب العالمین ہے وہی عبادت کے لائق ہے اور آخرت کے دن کا مالک بھی وہی ہے۔ اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب پر یقین کامل ہو۔

اخلاقیات

بندہ راست بازی، ایفائے عہد کے تقاضے پورے کرنے والا ہو، بلندی کردار کا مالک ہو، رشتہ داروں، ہمسائیوں، دیگر تعلق داروں اور اللہ تعالیٰ کی جمیع مخلوقات کے ساتھ اچھا برتاؤ اور نیک سلوک کرنے والا ہو۔

ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرنا

مؤمن آدمی کی تیسری صفت ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جو دوسروں کو نیک کام کی طرف بلائے اور خود بھی نیکی والا کام کرے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

''اے نبی! آپ لوگوں نصیحت کرتے رہیں، بلاشبہ نصیحت کرنا صاحب ایمان لوگوں کے لیے نفع مند ہوتا ہے۔'' (سورۃ الذاریات:۵۵)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

''آپ اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیتے رہیں۔'' (سورۃ طٰہٰ: ۱۳۲)

مزید فرمایا:

''مومنو! تم میں ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو خیر یک طرف بلائے، نیک کام کرنے کی تاکید کرے اور بُرے کاموں سے روکے۔ یہی کامیاب لوگ ہیں۔'' (سورۃ آل عمران: ۱۰۵)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مرد صالح جناب لقمان علیہ السلام کی ایک نصیحت کو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

''اے میرے بیٹے! لوگوں کو اچھے کاموں کی نصیحت کیا کرو، برے کاموں سے روکا کرو۔'' (سورۃ لقمان: ۱۷)

حدیث

اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے جب کوئی کسی برائی کو دیکھے اگر اس میں ہمت اور طاقت ہے تو اُسے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر تم یہ بھی نہیں کر سکتے تو اُسے دل میں برا سمجھو۔ ایسا کرنا ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے۔'' (صحیح مسلم)

حدیث

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر معاشرے میں کوئی برائی ہو رہی ہے اور معاشرے کے دیگر افراد اسے نہیں روکتے، نہ ہی اسے برا سمجھتے ہیں اور اس سے میل ملاپ بھی رکھتے ہیں تو موت سے پہلے لازماً اس قوم پر اللہ کا عذاب آئے گا۔ (سنن ابوداؤد)

انبیاء کرام علیہم السلام کی ذمہ داری!

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اس وقت مبعوث فرمایا جب ان کی قوم گمراہ ہو چکی تھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ہر نبی کا یہ پہلا کام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی قوم تک پہنچائے۔

حضرت نوح علیہ السلام:

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو سال تبلیغ کی اور قوم کو اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے مگر ان کی پوری قوم چند کے ایک سوا انکار پر ڈٹی رہی۔ تمام تر مشکلات اور روکاوٹوں کے باوجود نوح علیہ السلام نے اپنے تبلیغی مشن کو اُسی شدومد کے ساتھ جاری وساری رکھا دوسری طرف جب قوم نے انکار کے سوا کچھ نہ کیا تب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے بددعا کرتے ہوئے التجاء کی: اے اللہ! ایمان لانے والوں کے علاوہ تمام لوگوں کو تباہ وبرباد کردے، ان کا کوئی ایک گھر بھی باقی نہ چھوڑنا۔ نوح علیہ السلام کی اسی بددعا کے نتیجے میں ان کی ساری قوم پانی میں غرق کردی گئی کہ جن میں ان کی بیوی اور ان کا بیٹا بھی شامل تھے۔

حضرت ہود علیہ السلام

جناب ہود علیہ السلام بھی اللہ کے برگزیدہ نبی تھے اور تمام عمر اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ جن لوگوں نے ان کی بات کو تسلیم کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب سے محفوظ رکھا ان کے مقابلے میں جن لوگوں نے ان کی بات کو ماننے سے انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آٹھ دن اور سات راتوں تک مسلسل طوفانی ہواؤں کو جاری کردیا جس سے ان کی ساری قوم تباہ وبرباد ہوگئی۔

حضرت صالح علیہ السلام

قوم ثمود کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ یہ قوم توحید کی منکر اور بت پرست میں بہت آگے بڑھی ہوئی۔ ان کی اصلاح کے لیے حضرت صالح علیہ السلام ان کو توحید کی برابر دعوت دیتے رہے۔ اس پر قوم نے ان سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ واقعتاً اللہ کے نبی ہیں تو ہمیں یہ معجزہ دکھائیں کہ سامنے والی پہاڑی سے ایک دس ماہ کی حاملہ اونٹنی نکل کر دوڑتی ہوئی ہماری طرف آئے۔ اس کے بعد ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو معجزہ دکھادیا ان کی آنکھوں کے سامنے وہ پہاڑی پھٹی اس میں حاملہ اونٹنی برآمد ہوئی اور دوڑتی ہوئی ان کے پاس پہنچی۔ قوم کے لوگوں نے ان اس بات کو محض جادو قرار دے کر ایمان لانے سے انکار کردیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کی اس بات کے جواب میں حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا: یہ اللہ کی اونٹنی ہے اس کو کوئی نقصان نہ پہنچانا وگرنہ تم پر اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا۔ اس کے باوجود قوم کے بد بخت ترین لوگوں نے اونٹنی کی ٹانگوں کو کاٹ کر اسے قتل کر دیا اور اپنے نبی جناب صالح علیہ السلام سے کہا: لے عذاب!!! اس پر اللہ تعالیٰ نے زلزلہ اور انتہائی زبردست چیخ کے ساتھ قوم کو نیست و نابود کر دیا۔

حضرت لوط علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے جناب لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا اور انھوں نے اپنی قوم کو برے کاموں سے روکا اس کے جواب میں قوم نے ان کو دھمکی دی کہ اگر آپ نے ہمارے کاموں میں مداخلت ختم نہ کی تو ہم آپ کو اس بستی سے باہر نکال دیں گے۔ اللہ نے ان پر اپنے فرشتوں کو مسلط کیا جنھوں نے اس کو پتھروں کی بارش برسا کر تباہ و برباد کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

جناب ابراہیم خلیل علیہ السلام نے اپنی بتوں کی پجاری قوم کو ان کی پوجا کرنے سے روکا۔ ایک دن موقع پا کر ان کے بت خانے میں جا کر ایک بڑے بت کے علاوہ تمام بتوں کو کلہاڑے کے ذریعے ریزہ ریزہ کر دیا۔ جس پر نمرود کے حکم سے آپ علیہ السلام کو آگ کے بڑے الاؤ میں ڈال دیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی خاص حفاظت میں لے لیا۔ اس کے بعد نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنے رب سے کہیں کہ وہ اپنی فوج لے آئے، میں اپنی فوج لے آتا ہوں، پھر دیکھیں کون جیتتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے مچھروں کو ان پر مسلط کر کے ان کی فوج کو تباہ کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

مدین سے واپسی پر جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے موسیٰ بلاشبہ میں نے تمہیں اپنی نبوت اور رسالت کے لیے منتخب کر لیا ہے۔ تم فرعون کے دربار میں جاؤ اور اسے میرا پیغام پہنچاؤ۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر ان کے بھائی ہارون کو بھی منصب نبوت سے سرفراز کر دیا۔ اس طرح دونوں بھائیوں نے مل کر فرعون کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا، توحید کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دعوت دی مگر فرعون نے اور اس کی قوم نے ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور ان کے تمام معجزات کو جادو قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ فرعون اور اس کی قوم کو سمندر میں غرق کر دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نبوت سے قبل تمام بنی اسرائیلی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیک اور پاکباز کہتے اور سمجھتے تھے، نبوت کے بعد تبلیغ شروع کرنے پر بنی اسرائیلیوں نے آپ اور آپ کی والدہ محترمہ پر الزام تراشیاں شروع کر دیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے بعد تقریباً چھ سو سال تک دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا اور اس دوران تبلیغ کا سلسلہ منقطع رہا۔ جس کے نتیجے میں بت پرستی عام ہو گئی، اس طرح یہودی اور عیسائی رفتہ رفتہ مذہب سے لاتعلق ہو گئے اور ان میں بہت سی برائیوں نے جنم لے لیا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔

حضرت محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا تو آپ کو اللہ کی طرف سے پہلا حکم یہی ملا کہ اے میرے نبی! آپ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیں اور انہیں بتائیں کہ اللہ ایک ہے وہ اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا نبی ہوں، میری پیروی کرو۔ آپ ﷺ کی اس دعوت کے نتیجے میں وہی لوگ جو اس سے قبل آپ کو صادق اور امین مانتے تھے، آپ کے سخت ترین دشمن بن گئے اور انہوں نے آپ کے ماننے والوں پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑ دیے۔

تبلیغ

آپ ﷺ نزول وحی کے بعد اپنی زندگی کے آخری دم تک لوگوں کو تبلیغ کرتے رہے۔ اس دوران لوگوں نے آپ کے راستے میں مختلف انداز سے روڑے اٹکائے، کبھی مال و زر کا لالچ دے کر، کبھی کبھی پسند کی شادی کا لالچ، کبھی سرداری اور بادشاہت کا لالچ وغیرہ مگر آپ ﷺ نے ان کے جواب میں یہی فرمایا: اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنے دعوت و تبلیغ کے مشن سے ذرا بھر بھی پیچھے نہ ہٹوں گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سفرِ طائف

آپ ﷺ طائف میں صرف تبلیغ کے خاطر گئے تھے اور وہاں اللہ کا پیغام اور دعوت توحید کی وجہ سے آپ پر پتھر برسائے گئے لیکن آپ ﷺ نے کمال صبر اور استقلال سے کام لیا۔

ہجرت

دعوت توحید ہی کی وجہ سے مکہ کے باسیوں نے آپ ﷺ کا مکہ مکرمہ میں رہنا دوبھر کر دیا ،آپ کی زندگی تنگ کر دی اور مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا آپ ﷺ اہل مدینہ کی دعوت پر مکہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ منورہ جا کر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو بھرپور انداز میں جاری وساری رکھا۔

حجۃ الوداع

آپ ﷺ نے ایک ہی حج کیا تھا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔اس موقعہ پر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جم غفیر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں نے اپنا فرض پورا کر دیا اور اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے اس سب لوگوں نے بیک زبان ہوکر کہا آپ نے پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔اس کے جواب میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا اور اپنے صحابہ سے فرمایا: اب تم پر یہ فرض ہے کہ اللہ کا یہ پیغام ہر عام وخاص تک پہنچایا جائے۔

تبلیغ اسلام کا ایک اہم ترین عضو ہے۔تبلیغ میں جب دوسرے فریق کو مخاطب کرتے اور اس کی منشاء کے خلاف بات کرتے ہیں تو وہ آپ کے دشمن بن جاتے ہیں اور وہ ہر طرح کا نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سبت کا قانون

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر پابندی لگائی کہ ہفتہ کے دن کوئی کام نہ کریں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہفتہ کے دن شکار کرنے سے بھی منع کر دیا۔اس دن صرف اللہ کی عبادت کریں

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

گے۔(البقرۃ:۶۵،۶۶)

اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ پابندی خود ان کے اپنے مطالبے پر لگائی تھی کہ ہفتہ کے دن کھیتی باڑی اور شکار نہ کرسکیں۔ان پر یہ پابندی اس حد تک تھی کہ بنی اسرائیل میں سے جو شخص بھی یہ کام کرے گا وہ واجب القتل ٹھہرے گا۔

بنی اسرائیل کی رہائش چونکہ ساحل سمندر تھی اس لیے ان کا زیادہ تر دارومدار شکار پر تھا۔ ہفتہ کے دن ان کو شکار کرنے سے منع کردیا گیا۔اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش اس انداز سے کی کہ ہفتہ کے دن باقی چھ دنوں کے مقابلے میں پانی کی اوپر والی سطح پر مچھلیاں زیادہ ہوتی تھی جبکہ باقی دنوں میں بہت کم۔

بنی اسرئیل نے حیلے کے انداز میں یہ طریقہ اختیار کیا کہ مچھلی شکار کرنے کے لیے ہفتہ کے دن کنڈی لگادیتے اور اتوار کو علی الصبح مچھلی نکال لیتے۔

دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا کہ انہوں سمندر سے چھوٹی چھوٹی نالیاں نکال لیں اور آگے بڑے بڑے تالاب بنالیے۔ہفتہ کے دن چونکہ مچھلی زیادہ ہوتی تھی اس لیے سمندر سے ان نالیوں کے ذریعے سے مچھلی کو تالاب میں لے جاتے اور اگلے دن اسے پکڑ لیتے۔اس طرح وہ کھلم کھلا اللہ کے حکم کی خلاف روزی کرنے لگے۔

تین گروہ

(۱) پہلا گروہ وہ تھا

جو اللہ کے حکم کی کھلم مخالفت کرنے والا تھا اور ہفتہ کے دن مختلف طریقوں سے مچھلی شکار کررہا تھا۔

(۲) دوسرا گروہ وہ تھا

جو نہ خود شکار کرتا تھا اور نہ شکار کرنے والوں کو اچھا سمجھتا تھا بلکہ ان کو ان کی اس حرکت سے روکنے کی پوری کوشش کرتا تھا۔

(۳) تیسرا گروہ وہ تھا

جو خود تو شکار نہ کرتا تھا لیکن شکار کرنے والوں کو منع بھی نہیں کرتا تھا۔شکار کرنے کے حوالے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے شکار کرنے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراتا بھی نہیں تھا۔ بلکہ ان شکار سے روکنے والوں سے کہتے تھے کہ تم ان کو کیوں روکتے ہو، اس لیے کہ یہ لوگ تمہارے روکنے سے رکنے والے نہیں۔ اس اعتبار سے یہ تیسرا گروہ تبلیغ نہ کرتا تھا اور تبلیغ کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی بجائے ان کی حوصلہ شکنی کیا کرتے تھے اور ان کو تبلیغ سے روکتے تھے۔ ان کے جواب میں تبلیغ کرنے والے یہی کہتے تھے کہ ہم اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور ان کو بھی اللہ کے عذاب ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ ہمارا فریضہ ہے اور اپنا فریضہ نبھاتے رہیں گے اور اللہ کا پیغام ان تک پہنچاتے رہیں گے۔

اللہ کا حکم

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان تمام کو سوائے ایک گروہ کے اپنے عذاب سے دوچار کرتے ہوئے ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔

مفسرین کی رائے

مفسرین نے اس تیسرے گروہ کے بارے میں لکھا ہے جو خود تو شکار نہ کرتے اور نہ ہی شکار کرنے والوں کو روکتے تھے۔ اس گروہ کے لوگوں پر بھی اللہ کا عذاب آیا لیکن ان کی شکلیں بندر اور خنزیر کی نہیں بنائی گئیں، شکلیں صرف اسی گروہ کی تبدیل ہوئیں جو شکار کرنے والا تھا۔ اس طرح ان کی نسل بھی ان کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے احکام کی نافرمانی کرنے والوں کو دیکھ کر دوسرے لوگوں پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے باغی گروہ کو اللہ کی بغاوت سے روکے۔ اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو زبان سے روکے تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی نہ روک سکے اسے دل میں برا خیال کرے۔

اللہ کے رسول جناب محمد ﷺ کی تبلیغ

حج کے دنوں میں جب بھی کوئی قافلہ باہر سے آتا تو آپ ﷺ ان کو تبلیغ کرنے کے لیے ان کی طرف تشریف لے جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے۔ خاص طور پر عکاظ کے بازار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں لوگ خریداری کرنے کے لیے آتے آپ ﷺ وہاں جا کر آئے تاجروں اور دیگر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے۔

ایک موقعہ پر ﷺ رات کے وقت ایک قافلہ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کا علم نہ ہو سکا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو گم پا کر فکر مند ہوئے اور تمام رات آپ کو تلاش کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک پہاڑی کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں، آپ ﷺ کو آتے دیکھ کر صحابہ کرام بہت خوش ہوئے اور لپک کر آپ کی طرف گئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم ساری رات آپ کو تلاش کرتے رہے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا کہ اس پہاڑی پر ایک قافلہ آیا ہوا ہے تو میں ان کو اسلام کی تبلیغ دینے کے لیے وہاں چلا گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے اللہ کے نبی ﷺ آپ صبح تشریف لے جاتے، آپ فرماتے ہیں میں نے سوچا ہو سکتا کہ صبح کے وقت وہ قافلہ یہاں سے روانہ ہو کر چلا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت آپ کے صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار کے قریب تھی ان میں سے صرف دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں دفن ہیں، ان کے باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تبلیغ اور اشاعت دین کے لیے دنیا میں پھیل گئے، انہیں علاقوں میں ان کی وفات اور تدفین ہوئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا روضہ چین میں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا روضہ دمشق میں ہے۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تبلیغی مشن کو جاری رکھا۔ صحابہ کرام کے بعد اولیاء کرام نے اس مشن کو اپنے ذمہ لیا اور بھرپور کردار ادا کیا، لوگوں کو اسلام کی دعوت سے روشناس کراتے رہے۔

صبر کرنا

مؤمن کی چوتھی صفت صبر کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے جب تک دعوت و تبلیغ کا کام شروع نہیں کیا تھا، اس وقت تک ان کی قوم کے لوگ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کو صادق، امین اور اس طرح کے دیگر اچھے القابات سے پکارا کرتے تھے۔ جونہی انہوں نے لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا شروع کیا سرداروں اور وڈیروں نے انبیاء کرام کی مخالفت کرنا شروع کر دی۔ قید و بند، قتل، سنگ سار اور جلاوطن کی دھمکیاں دی گئیں۔

جس رسول اللہ ﷺ کو ابتداء میں شعب ابی طالب میں تین سال تک محصور کیے رکھا، پھر لالچ دیا، اس کے بعد آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا اور بالآخر انہوں نے آپ ﷺ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔

قرآن مجید کا دو تہائی حصہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوا اس میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو صبر کی تلقین فرمائی کہ حالات جیسے بھی ہوں ہر حال میں صبر کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر طائف میں ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے اس کے باوجود آپ نے وہاں پر صبر سے کام لیا۔ صحابہ کرام پر جب کفار کی طرف سے ظلم کیا جاتا اور آپ کے پاس آ کر شکائیت کرتے تو آپ ﷺ ان کو صبر کی تلقین کرتے اور فرماتے:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جب تمہیں کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے تو صبر کرو اور صبر کرنے کے لیے نماز اور میرے ذکر سے مدد حاصل کرو۔

حضرت مسطح اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہما کا واقعہ

غزوہ بنو مصطلق سے واپس آتے ہوئے منافق اعظم عبداللہ ابن ابی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی، اس کی ان ناگفتہ بہ باتوں میں حضرت مسطح رضی اللہ عنہ بھی شریک ہو گئے جو کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے اور مالی طور پر انتہائی نادار اور مفلس شخص تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے خاندان کی کفالت کیا کرتے تھے۔ جب حضرت مسطح نے منافقین کی باتوں میں آ کر انہی جیسی باتیں کیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی کفالت سے ہاتھ کھینچ لیا جس پر اللہ تعالیٰ نے صبر، معافی اور خرچہ جاری رکھنے کا حکم دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾(سورة النور: ٢٢)

''تم میں سے مال دار اور صاحب وسعت اس بات کی قسم نہ اُٹھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور مہاجرین کو اللہ کی راہ میں نہیں دیں گے، ایسے مؤمنوں کو چاہیے کو وہ معاف کردیں اور درگزری سے کام لیں، کیا تم اس بات کو پسند کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کردے، اور اللہ تعالیٰ خوب معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، آپ کے رضاعی بھائی اور دوست تھے۔ غزوہ اُحد میں ان کی شہادت ہوئی۔ آپ کو ان سے بہت پیار تھا۔ کفار کی طرف سے آپ کی لاش کا مثلہ کیا گیا، ان کا کلیجہ چبایا گیا۔ اس قدر غیظ وغضب پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم صبر کرو گے تو میں تمہیں بغیر حساب وکتاب کے اجر و ثواب کے ساتھ اس کا بدلہ دوں گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

ایک موقعہ پر ایسا ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک شخص ان کو ملا، اس بدبخت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کردیا اور ان کی شان میں نازیبا الفاظ کہے، جواباً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہ کر مسکراتے رہے۔ جب بات برداشت سے باہر ہوئی، صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور اس شخص کو جواب دینا شروع کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جواب دینے پر اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوئے اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً وہاں سے چل دیے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے روانہ ہوئے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور عرض کی حضور جب وہ مجھے سخت الفاظ کہہ رہا تھا تب آپ مسکرا رہے تھے لیکن جب میں نے جواب دیا تو آپ ناراضگی کے ساتھ چل دیے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا تھا کہ جب تم خاموش تھے تب اللہ نے ایک فرشتے کو ذمہ داری سونپ رکھی تھی وہ تمہاری طرف سے اسے جواب دے رہا تھا اور میں اس فرشتہ کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔مگر جب تم نے خود جواب دینا شروع کیا تو فرشتہ اُسی وقت وہاں سے چلا گیا اور اس کی جگہ شیطان آ گیا،جس جگہ شیطان ہو وہاں پر میں ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نازیبا سلوک

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے کسی سے قرض لے کر ایک سوالی کو دے دیا اور قرض خواہ سے کہا کہ فلاں دن آ کر مجھ اپنا قرض لے جانا۔وہ شخص مقررہ وقت سے دو دن پہلے ہی آ گیا تب آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام ؓ کے درمیان تشریف فرما تھے۔اس نے آتے ہی نہایت سخت الفاظ میں آپ کو مخاطب کیا اور اپنے قرضے کا مطالبہ کیا۔صحابہ کرام یہ کہتے ہوئے اس کو روکنے کے لیے آگے بڑھے کہ ابھی وعدہ میں دو دن باقی ہیں تب آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو روکتے ہوئے فرمایا:

فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً

''حقدار شخص بات کرنے کا بھی حق رکھتا ہے۔'' صحیح البخاری

آپ ﷺ نے اُسے قرض بھی اور اُسے کچھ مزید بھی عطا کیا۔وہ شخص اللہ کے رسول ﷺ کا اخلاق کریمہ دیکھ کہتا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے نہ اپنے مال کی ضرورت ہے اور نہ ہی زائد مال میں اپنے پاس رکھوں گا۔میں نے اہل کتاب سے آخری نبی کی علامات سنی تھیں، باقی تمام نشانیاں میں پہلے دیکھ چکا ہوں،صرف یہی نشانی باقی تھی کہ وہ نبی انتہائی تحمل مزاج اور بہترین صبر کرنے والا ہوگا۔آج میں اس نشانی کا بھی مشاہدہ کر چکا ہوں۔اب مجھے کلمہ پڑھائیں اور اپنے اوپر ایمان والوں میں شامل فرمالیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طائف کا سفر

رسول اللہ ﷺ جب تبلیغ کی غرض سے طائف گئے تو وہاں سرداروں نے طائف کے اوباش لڑکوں سے کہہ کر آپ پر پتھر برسائے۔ جس سے آپ ﷺ کے پاؤں زخمی ہو گئے اور آپ کا جوتا آپ کے خون سے تر ہو گیا۔ آپ ﷺ کی حالت زار دیکھ کر آسمان سے فرشتہ نمودار ہوا اور اس کے ساتھ جبریل امین علیہ السلام بھی تشریف فرما ہوئے۔ جبریل امین علیہ السلام کہتے ہیں یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے۔ آپ حکم دیں یہ فرشتہ ان کو دو پہاڑوں کے درمیان آٹے کی طرح پیس کر رکھ دے گا۔

آپ ﷺ نے اس وقت نہ صرف صبر سے کام لیا بلکہ ان کے لیے بڑی دردمندانہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِىْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

''اے اللہ! ان کو ہدایت عطا فرما! بے شک یہ لوگ مجھے نہیں پہچانتے۔''

یہ آپ ﷺ کی دعا ہی کا نتیجہ تھا کہ غزوہ حنین کے بعد بنو ثقیف قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سورہ ہُمزہ

﴿وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ﴾ (سورۃ الھمزہ: ۱)

''تباہی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت کرنے والا ہے۔''

﴿الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ﴾ (سورۃ الھمزہ: ۲)

''جو مال جمع کرتا ہے، اسے گنتا ہے۔''

﴿يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ﴾ (سورۃ الھمزہ: ۳)

''وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا۔''

﴿كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ﴾ (سورۃ الھمزہ: ۴)

''ایسا ہر گز نہیں ہوگا! وہ ضرور حطمہ میں پھینک دیا جائے گا۔''

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ﴾ (سورۃ الھمزہ: ۵)

''اور آپ کیا جانیں کہ حطمہ کیا ہے۔''

﴿نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ﴾ (سورۃ الھمزہ: ٦)

''وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔''

وجہ نزول

بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیات امیہ بن خلف اور اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ زبان سے بول کر اور آنکھ سے اشارہ کر کے بندگان کو ستانا، ان بندوں کی غیبت کرنا یعنی (مردہ بھائی کا گوشت کھائے) اور کبھی ان پر طعنہ زنی کرنا وہ اپنے ہاتھ، آنکھ اور زبان سے دوسرے کو تنگ کرنا ان کی عادات میں شامل تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ دن بھر تو وہ دنیا کا مال جمع کرنے میں لگا رہا اور رات کو لاش کی طرح سویا رہا۔ اس کا یہ خیال تھا کہ وہ ہمیشہ اس دنیا میں رہے گا اور یہ مال بھی اس کے پاس رہے گا کیونکہ یہ شخص بخیل بھی ہے اور لالچی بھی۔ لہٰذا اس کو جہنم کے ایک گہرے حصہ میں گرایا جائے گا یہ جہنم کا وہ حصہ ہے جو ہر چیز کو چور چور کر دیتی ہے۔ آگ اس کے دل کو بھسم کر دے گی مگر وہ مرے گا نہیں حضرت امام رازی کے مطابق یہ آیات امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی۔

امیہ بن خلف خانہ کعبہ میں دوسرے سردار کفار کے ساتھ بیٹھا رہتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ سامنے سے گزرتے تو یہ آپ ﷺ پر بہتان باندھنے لگتا، آپ کی غیبت کرتا اور آپ کا مذاق اڑاتا جس سے آپ کو بہت دکھ ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمیشہ صبر کی تلقین کی اور سورہ الحجر میں فرمایا: یہ جو مذاق کرتے ہیں ان کے مقابلہ کے لئے میں ہی کافی ہوں اور ساتھ ہی فرمایا کہ آپ سے پہلے یہ لوگ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ بھی مذاق کرتے تھے اور پھر اُن کا نام ونشان نہ رہا۔ ولید بن امیہ ہمیشہ اُن لوگوں کو جو نئے مسلمان ہوتے تھے تنگ کرتا تھا، یہ ہمیشہ جھوٹی اور من گھڑت خبریں اڑایا کرتا تھا اور حضور ﷺ کی رسالت کے متعلق لوگوں کو شک میں ڈالتا تھا، اس نے سب سے زیادہ ظلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر کیئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سورہ فیل

﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ﴾(سورة الفيل: ١)

”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا“

﴿اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ﴾(سورة الفيل: ٢)

”کیا اس نے ان کی تدبیر کو ناکام نہیں کر دیا۔“

﴿وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ﴾(سورة الفيل: ٣)

”اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے۔“

﴿تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ﴾(سورة الفيل: ٤)

”جو ان پر کھنگر کی کنکریاں پھینکتے تھے۔“

﴿فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ﴾(سورة الفيل: ٥)

پھر اس نے ان کو کھائے ہوئے بھوسہ کی طرح کر دیا۔“

وجہ نزول

یمن کا بادشاہ ابرہہ جس نے ہاتھیوں اور فوج کے ساتھ خانہ کعبہ پر حملہ کرنا چاہا۔

واقعہ

یہ واقعہ حضور ﷺ کی پیدائش سے پچاس برس قبل کا ہے اور بعض مفسرین کے مطابق آپ کی پیدائش کے وقت کا یہ واقعہ ہے۔

یمن میں یہودی حکومت تھی جس کے بادشاہ کا نام ذوانوس تھا، جبکہ اس کے ہمسایہ نجران میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں عیسائیوں کی حکومت تھی، یمن میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، یہودی مذہب کی بجائے بت پرستی عام ہو گئی تھی اور یہاں کے لوگ مشرکانہ رسم ورواج کے مطابق زندگی گزارنے لگے۔ یمن کے بادشاہ ذوانوس نے نجران کے عیسائیوں میں اعلان کرا دیا کہ وہ عیسائی مذہب چھوڑ کر ہمارا مذہب اختیار کرو مگر عوام نے عیسائی مذہب چھوڑنے سے انکار کر

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ چنانچہ یمن میں ذوانوس کی حکومت طاقت ورتھی اس نے زمین میں بڑے بڑے گڑھے کھدوائے اور عیسائیوں کو کہا کہ جو مذہب تبدیل کرنے سے انکار کرے گا اس کو ان آگ کے گڑھوں میں پھینک دیا جائے گا۔ ذونوس نے ان زمین کے گڑھوں میں زبردست آگ جلائی ہوئی تھی۔ چنانچہ جو بھی عیسائی انکار کرتا وہ ان کو اس آگ میں پھینک دیتا، اس طرح اس نے تقریباً بیس ہزار عیسائیوں کو آگ میں زندہ جلا دیا اور خود باہر بیٹھ کر نظارہ کرتا رہا۔ قرآن میں اس واقعہ کو سورہ البروج میں اس واقعہ کو اصحاب الاخدود کے نام سے پکارا ہے۔ اس واقعہ میں ایک عیسائی بچ گیا تو وہ بھاگ کر روم چلا گیا وہاں عیسائی حکومت تھی اس نے روم کے بادشاہ کو ظلم کی داستان سنا دی۔ روم کے بادشاہ نے حبشہ کے عیسائی بادشاہ نجاشی کو لکھا کہ ان کی ہر ممکن مدد کرے چنانچہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے ایک بہت بڑا لشکر ایک سردار ابرہہ بن صباح کی نگرانی میں یمن کی طرف روانہ کیا جس نے جنگ میں یمن کے بادشاہ کو شکست دی اور بادشاہ کو قتل کر دیا اور اس طرح وہاں کا بادشاہ بن گیا۔ ابرہہ نے بادشاہ نجاشی کو خط لکھا جس میں کافی خوشامد کی اور کہا کہ میں یمن میں ایک شاندار گرجا تعمیر کر رہا ہوں اور یہ اتنا خوبصورت ہوگا کہ یہ پہلے اس جیسا کسی نے بنایا ہوگا اور نہ ہی بعد میں کوئی بنائے گا۔

ابرہہ نے جب گرجا تعمیر کر لیا تو تمام قبائل میں اعلان کرا دیا کہ آج کے بعد کوئی قبیلہ جو حج کی غرض سے مکہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جاتے تھے۔ اب وہ مکہ کی بجائے یمن میں اس گرجا میں حج کیا کریں۔ یہ اعلان سن کر وہ تمام قبائل اور خاص طور پر قریش کے جذبات بھڑک اٹھے اور چند نوجوانوں نے یمن جا کر اس میں گندگی پھینک دی اور ایک روایت کے مطابق اس گرجا کو آگ لگا دی جب اس کی اطلاع ابرہہ کو ملی تو اس نے ایک لشکر تیار کیا جس میں ۵۷۱ھ میں ۶۰ ساٹھ ہزار فوج اور تیرہ ہاتھی تھے اور اس لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ پر حملہ کی غرض سے مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ راستہ میں ایک دو قبیلوں نے مزاحمت کی مگر انہوں نے شکست کھائی اس طرح بادشاہ ابرہہ یہ لشکر لے کر طائف اور مکہ کے درمیان قبیلہ بنو ثقیف پہنچ گیا۔ یہ قبیلہ بتوں کی پوجا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتا تھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ کہیں یہ ہمارے بت خانہ پر حملہ نہ کر دے انہوں نے ابرہہ کو پیغام دیا کہ ہم آپ کو ایک رہبر دیتے ہیں جو تمہیں مکہ کا سیدھا راستہ بتائے گا اور اس کے بدلہ میں ہمارے بت خانہ پر حملہ نہ کرنا، اس رہبر کا نام ابورغال تھا۔ چنانچہ رہبر ابورغال اس لشکر کو لے کر جب مزدلفہ اور وادی منیٰ کے درمیان وادی محسر میں پہنچا تو ابرہہ کے سب سے بڑے ہاتھی جس کا نام محمود تھا اور اس پر خود ابرہہ سوار تھا، خانہ کعبہ کی طرف جانے سے انکار کر دیا اور وہیں بیٹھ گیا، اسی دوران رہبر ابورغال جو راستہ دکھانے آیا تھا وہ مر گیا اور اس کو وہیں دفنا دیا گیا۔ جس کی قبر پر عرب کے لوگ کافی سال سنگباری کرتے رہے۔ اور بنو ثقیف کو طعنہ دیتے رہے کہ انہوں نے اپنا بت خانہ بچانے کی خاطر اس کو خانہ کعبہ کا راستہ دکھایا۔ جب ابرہہ کا ہاتھی آگے نہ بڑھا تو ابرہہ نے مکہ والوں کے جانور جو وہاں چر رہے تھے پکڑ لیے جس میں رسول اللہ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے بھی دو سو اونٹ تھے۔

روایت

ایک روایت کے مطابق ابراہہ نے اپنا ایک نمائندہ مکہ بھیجا کہ وہ جا کر مکہ کے سرداروں کو بلا کر لائے، چنانچہ سرداروں نے آپ ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب کو بھیج دیا۔ ابرہہ نے جب آپ ﷺ کے دادا کو دیکھا تو بڑی عزت کی اور کہا کہ میں خانہ کعبہ گرانے کے لئے آیا ہوں۔ اس پر عبدالمطلب نے جواب دیا کہ میں اس گھر کا مالک نہیں ہوں میں تو صرف ایک متولی ہوں۔ جب تم خانہ کعبہ گرانے کے لئے جاؤ گے تو گھر کا مالک خود ہی اس کو بچالے گا۔ میں ان اونٹوں کا مالک ہوں وہ مجھے واپس کر دیں۔ یہ سن کر ابرہہ نے کہا کہ آپ کو دیکھ کر میں نے آپ کو بہت معزز سمجھا تھا مگر آپ میرے لئے معزز نہیں ہیں۔

دوسری روایت

اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ جب عبدالمطلب کو پتہ چلا کہ یمن کا بادشاہ خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے آ رہا ہے تو آپ خود چل کر اس کے پاس گئے اور کافی رقم دینے کی پیشکش کی اور فرمایا کہ یہ امن کی جگہ ہے تمہیں جو بھی ضرورت ہو ہم پوری کر دیتے ہیں، مگر ابرہہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طاقت کے نشہ میں چور تھا، اس نے کہا کہ یہ امن کی جگہ ہے تبھی تو اس کو گرانے کے لئے آیا ہوں۔ عبدالمطلب نے بہت کوشش کی مگر وہ راضی نہ ہوا۔ حقیقت یہ تھی کہ اگر مکہ کے تمام قبائل کو جمع کیا جاتا تو ان کی تعداد چھ ہزار بنتی تھی جبکہ ابرہہ کے فوجیوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ چنانچہ عبدالمطلب نے واپس آ کر تمام قبائل میں اعلان کرا دیا کہ اپنے بچوں کو لے کر پہاڑوں پر چلے جاؤ اور خود خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر دعائیں کرنے لگے۔

ا۔ خدایا ہر بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر۔

۲۔ خدایا کل اُن کی طاقت اور تدبیر غالب نہ آنے پائے اگر تو ان کو اور ہمارے قبیلہ کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہتا ہے تو تیری مرضی ہے۔

۳۔ صلیب کی آل اور ان کے پرستاروں کے مقابلہ پر آج اپنی آل کی مدد کر۔

۴۔ اے میرے رب! میں آج تیرے سوا کسی سے مدد کی امید نہیں رکھتا، تو اپنے گھر کی حفاظت کر۔

۵۔ اس گھر کا دشمن تیرا دشمن ہے اس کو روک دے اور راستہ میں ہی تباہ کر دے۔

اللہ کا عذاب:

یہ دعائیں کر کے جناب عبدالمطلب پہاڑ پر چلے گئے اور ابرہہ اپنے ہاتھیوں کے ہمراہ مکہ کی طرف بڑھنے لگا مگر اس کا خاص ہاتھی محمود دوبارہ پھر بیٹھ گیا اسی دوران اللہ کی فوج آ گئی۔ آسمان پر ہر طرف چھوٹے چھوٹے پرندے ابابیل ہی دکھائی دیتے تھے۔ ہر پرندے کی چونچ میں اور دونوں پنجوں میں ایک ایک کنکر تھا۔ یہ کنکر مکئی کے دانوں کے برابر تھے، یہ کنکر مٹی کے بنے ہوئے تھے اور ان کنکروں کو دوزخ کی آگ میں پکایا گیا تھا۔ یہ کنکر جس پر بھی گرتا اس کے سر سے ہوتا ہوا اور اس کے جسم سے ہوتا ہوا سیدھا زمین میں دھنس جاتا جس سے اُن کے جسموں میں خارش پیدا ہو گئی اور جسم گل کر زمین پر گرنا شروع ہو جاتا لشکر کا کچھ حصہ تو وہیں مر گیا اور باقی رستہ میں مر گیا۔ مرتے ہوئے لشکر نے ایک آدمی کو پکڑا کہ ہمیں واپسی کا راستہ بتاؤ تو وہ کہنے لگا کہ آج تمہیں اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ اللہ کا عذاب ہے۔

ابراہہ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا تخت پر بیٹھ گیا مگر ایک اور قبیلہ کے سردار نے اس کو شکست دے کر خود تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح ابرہہ کی حکومت ختم ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب حاجی وادی محسر سے گزریں تو تیز تیز قدموں سے گزر جائیں اور اس وادی میں ہرگز نہ رکیں۔

اس واقعہ کے بعد یہ معاملہ سارے عرب میں مشہور ہو گیا اور چھ سال تک لوگ ایک ہی اللہ کی عبادت کرتے رہے۔ بتوں کی عبادت بند ہو گئی اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں۔ اس کے بعد لوگوں نے دوبارہ بتوں کی پوجا کرنی شروع کر دی۔

ایک روایت یہ ہے کہ اسی سال رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی ایک اور روایت ہے کہ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے پچاس سال پہلے کا ہے۔ بعد میں بھی مصیبت کے وقت ایک ہی اللہ کو پکارتے تھے مگر خوش حالی کے وقت بتوں کی پوجا کرتے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سورہ قریش

﴿لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ﴾(سورۃ قریش: ۱)

''قریش کے مانوس ہونے کی بنا پر۔''

﴿اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ﴾(سورۃ قریش: ۲)

''سردی اور گرمی کے سفروں سے۔''

﴿فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ﴾(سورۃ قریش: ۳)

''انہیں اس گھر کے رب کی عبادت کرنی چاہیے۔''

﴿الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ﴾(سورۃ قریش: ۴)

''جس نے بھوک میں انہیں کھانے کو دیا اور خوف سے امن عطا فرمایا۔''

وجہ نزول

یہ آیات قبیلہ قریش کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اس قبیلہ پر اپنے احسانات جتوائے ہیں۔

مفہوم سورت

اللہ تعالیٰ نے یہ سورت قبیلہ قریش کے بارے میں نازل فرمائی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا تعلق بھی قبیلہ قریش سے تھا، اس سے قبل جس طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں عطا کیں تھیں۔ اسی طرح قبیلہ قریش پر اپنی نعمتیں نازل فرمائی۔ بنی اسرائیل نے بھی بے پناہ نعمتیں عطا ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی اور پیغمبروں کی مخالفت کی، اسی طرح قبیلہ قریش نے بھی اللہ تعالیٰ کے نبی حضور ﷺ کی بے پناہ مخالفت کی۔

حضور ﷺ کا فرمان قبیلہ قریش کے متعلق: حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کو سات فضیلتیں عطا کیں ہیں۔

۱۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک یہ ہے کہ میں قبیلہ قریش سے ہوں۔

۲۔ دوسری فضیلت یہ ہے کہ نبوت اور آخری نبی بنو قریش سے ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۳۔ قریش کے لوگ خانہ کعبہ کے متولی ہیں۔

۴۔ قریش کے لوگ کنواں آب زم زم کے متولی ہیں اور لوگوں کو پانی پلاتے ہیں۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہاتھی والوں پر غالب کیا جب ابراہہ نے ہاتھی لے کر حملہ کیا۔

۶۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرتا تھا تو قریش نے ہاتھی والوں کے حملہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی دس سال تک عبادت کی۔

۷۔ یہ سورت قریش خاص طور پر قبیلہ قریش کے بارے میں نازل فرمائی۔

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا: اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا، بنی کنانہ سے قریش کو چنا، قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے اللہ تعالیٰ نے محمد الرسول اللہ ﷺ کو چنا۔ اس طرح کنانہ کے بیٹے نضر کی اولاد بنو قریش کہلائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سمندری جانوروں میں ایک جانور جس کا نام قرش ہے وہ سب سے طاقت ور ہے کوئی اس کو ہڑپ نہیں کرسکتا بلکہ یہ جانور سب کو ہڑپ کر جاتا ہے۔ اور مقابلہ میں یہ جانور سب پر غالب آ جاتا ہے۔ اس کا نام قرش ہے، مگر آہستہ آہستہ اس کا نام تبدیل ہو کر قریش ہو گیا کیونکہ قبیلہ قریش والے بھی سب سے طاقت ور تھے۔

قریش کی تاریخ: قریش کا قبیلہ سارے عرب میں منتشر تھا۔ اس قبیلہ کا سردار اور جد امجد قصی بن کلاب نے اپنے قبیلہ قریش کو اکٹھا کیا اور ان کو مکہ لا کر آباد کیا۔ اس وقت مکہ میں کوئی کھیتی باڑی نہ تھی اور نہ ہی زمین ہموار تھی، پانی کا نام و نشان نہ تھا، جو وہ اپنی فصلوں کو لگاتے، چاروں طرف پہاڑ تھے، لہٰذا شروع میں قریش کی گزر اوقات نذرانوں پر تھی، لوگ ہر سال حج کے لئے آتے اور قریش والوں کو نذرانے دیتے، اور یہ لوگ حاجیوں کی خدمت کرتے، جب یہ نذرانے ختم ہو جاتے تو پھر بھوک اور افلاس ان لوگوں پر چھا جاتی۔

حضور ﷺ کے پردادا عبد مناف قریش کے سردار نے جب یہ حالات دیکھے تو آپ کو ایک تدبیر سوجھی۔ آپ کے چار بیٹے تھے، انہوں نے سوچا کہ ان حالات میں قریش کمزور ہو جائیں گے اور اموات بھی زیادہ ہوں گی۔ تو عبد مناف نے اپنے چاروں بیٹوں کو تجارت کرنے کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترغیب دی تا کہ بھوک سے چھٹکارا حاصل ہو۔اس زمانہ میں تجارت کے راستہ پر دوسرے ملکوں کا قبضہ تھا۔ یہ ملک جن کو اجازت دیتے تھے صرف اسی ملک کے قافلے وہاں سے گزر سکتے تھے۔اس کے علاوہ کسی اور قافلہ کو جانے کی اجازت نہ تھی، راستہ میں ڈاکوؤں کا بھی ہر وقت خطرہ رہتا تھا کہ وہ لوٹ نہ لیں قریش کو ایک یہ بھی فائدہ کہ دوسرے ملکوں کے وفود حج کے لئے مکہ میں آتے رہتے تھے اور قریش ان کی خدمت کرتے تھے، اس طرح قریش کے دوسرے ملکوں سے ذاتی تعلقات تھے۔ لہٰذا عبدمناف نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ وہ جا کر دوسرے ملکوں کے سربراہوں سے ملاقات کریں تا کہ ان سربراہوں سے تجارت کے لئے راستہ لیا جا سکے، اس طرح راستہ میں جو ڈاکو لوٹ لیتے تھے ان سے بھی محفوظ رہا جا سکے۔

عبدمناف نے اپنے ایک بیٹے ہاشم کو شام کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔دوسرے بیٹے عبدشمس کو حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور تیسرے بیٹے عبدالمطلب کو یمن کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور چوتھے بیٹے نوفل کو فارس کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ان چاروں بیٹوں نے ان بادشاہوں سے ذاتی تعلقات پیدا کئے اور ان سے تجارت کے لئے راستہ کی سہولت بھی حاصل کی، لہٰذا ان بادشاہوں نے قریش کو تجارت کے لئے راستہ بھی دیا اور ہر قسم کی سہولت بھی مہیا کی۔اس طرح ان بادشاہوں نے نہ صرف عبدمناف کے بیٹوں کو راستہ دیا بلکہ وہ تمام سہولتیں بھی مہیا کیں۔یہ تمام سہولت صرف اس وجہ سے تھیں کیونکہ یہ خانہ کعبہ کے متولی تھے۔حاجیوں کی خدمت کرتے تھے اور ان سے سلوک بھی بہت اچھا کرتے تھے اور کوئی بھی قبیلہ ان سے تنگ نہ تھا۔

قریش کو راستہ کی سہولت ملنے کے بعد تجارت کی غرض سے باہر کے ملکوں کو جانے لگے۔ راستہ میں ان کو کوئی تنگ نہ کرتا تھا۔ بلکہ ہر قبیلہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔ جو قبیلہ راستہ میں ڈاکہ مارا کرتے تھے وہ بھی قریش کا نام سنتے تو ڈاکہ مارنے کی بجائے ان کی حفاظت کرتے۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہی حالات کو جو قریش کو راستہ کی محفوظ سہولت ملیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قریش میں نے تمہیں وہ راستہ جس پر تم گرمیوں اور سردیوں میں سفر کرتے ہو، مانوس تمہیں کر دیا اور امن بھی دے دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان حالات میں قریش تجارت کرنے لگے، تجارت میں جو بھی منافع ہوتا وہ قریش کے لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا جس سے لوگوں کی حالت بہتر ہوگئی اب ان میں کوئی فقیر نہ رہا اور کوئی قبیلہ ان کا کوئی مالی طور پر ہم عصر نہ رہا۔ قریش کی آمدنی کا ایک ذریعہ یہ بھی تھا کہ جو لوگ باہر سے آ کر حج کرتے تو یہ خوشحال ہو گئے۔

اس کاروبار کی وجہ سے قریش کے تمام ملکوں شام، مصر، عراق، یمن اور حبشہ سے تعلقات بہتر ہو گئے، قریش کے لوگ تعلیم سے بھی سب سے آگے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کے لوگ باقی سب لوگوں کے سردار ہیں پہلے سرداری حمیر قبیلہ کے پاس تھی اللہ نے ان سے چھین کر قریش کو دے دی۔

قریش کی شہرت: یہ قریش خانہ کعبہ کے متولی تھے، جب ابراہہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کیا اور اللہ نے ابراہہ کی فوج کو تباہ کر دیا اور یہ فوج جب واپس جانے لگی تو لوگوں نے ان کو مرتے دیکھا تو تمام قبیلوں کو یقین ہو گیا کہ یہ واقعی اللہ کا گھر ہے۔ لہٰذا تمام قبیلوں میں قریش کی عزت اور شہرت کئی گنا زیادہ ہو گئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سورہ ماعون

﴿اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ﴾ (سورة الماعون: ١)

"کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو قیامت کو جھٹلاتا ہے۔"

﴿فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ﴾ (سورة الماعون: ٢)

"جو یتیم کو دھکے دیتا ہے"

﴿وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾ (سورة الماعون: ٣)

"اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا، تباہی ہے۔"

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ﴾ (سورة الماعون: ٤)

"ان نماز پڑھنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔"

﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (سورة الماعون: ٥)

"جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔"

﴿الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ﴾ (سورة الماعون: ٦)

"جو ریاکاری کرتے ہیں۔"

﴿وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ﴾ (سورة الماعون: ٧)

"اور معمولی چیز دینے سے انکار کرتے ہیں۔"

وجہ نزول

اس سورت کی ابتدائی چار (٤) آیات ابوجہل کے متعلق نازل ہوئیں اور باقی تین آیات منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں۔ جن کی دکھلاوے کی نماز ہے۔

واقعہ

ایسا شخص جو نہ تو قیامت یعنی روزِ جزا اور سزا پر ایمان رکھتا ہے یتیم کا مال کھا جاتا ہے اور کنجوس اتنا ہے کہ نہ تو کسی کو کھانے کو دیتا ہے اور اس کا حق بھی مار لیتا ہے۔ تفہیم القرآن میں مولانا مودودی نے ابوجہل کے دو واقعات لکھے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئیں۔

مکہ میں ابوجہل کی زیر کفالت ایک یتیم بچہ تھا۔ جس کا سارا مال ابوجہل کے پاس تھا۔ بچہ جب جوان ہوا تو وہ ابوجہل کے پاس مال لینے کے لئے گیا تو اس نے مال دینے سے انکار کر دیا۔ ایک دفعہ وہ مکہ کے سرداروں کے پاس گیا کہ مجھے ابوجہل سے میرا مال واپس لے دیں۔ مگر سرداروں نے شرارت کے طور پر اس کو حضور ﷺ کے پاس جانے کا کہا اور کہا کہ یہ تمہیں تمہارا مال لے دیں گے اور آپس میں باتیں کرنے لگے کہ اب دیکھیں ابوجہل حضور ﷺ کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ وہ بچہ ان سرداروں کے مذاق کو نہ سمجھ سکا اور وہ حضور ﷺ کے پاس آیا کہ آپ میرا سامان ابوجہل سے واپس لے دیں۔ بچہ سے یہ بات سن کر اس کو ساتھ لے کر ابوجہل کے پاس اس کے مکان پر گئے اور فرمایا کہ اس بچہ کا تمہارے پاس سامان ہے وہ واپس کر دو۔ ابوجہل بغیر کوئی بات کئے اپنے مکان میں گیا اور اس بچہ کا سارا سامان لا کر اس کو دے دیا۔ اس کے بعد جب ابوجہل ان سرداروں کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ کیا تم نے اپنا مذہب تبدیل کر لیا ہے، جس پر ابوجہل نے کہا کہ میں نے اپنا مذہب تبدیل نہیں کیا اگر حضور ﷺ اکیلے ہوتے تو میں انکار کر دیتا مگر آپ کے ساتھ تو بے شمار خطرناک بلائیں تھیں اگر میں انکار کرتا تو وہ مجھے زندہ کھا جاتیں۔

واقعہ

تفہیم القرآن میں ایک اور واقعہ درج ہے کہ باہر کے قبیلہ کا ایک آدمی اپنا اونٹ فروخت کرنے کے لئے مکہ میں آیا جس سے وہ اونٹ ابوجہل نے خرید لیا مگر جب اس شخص نے رقم کا تقاضا کیا تو ابوجہل نے رقم دینے سے انکار کر دیا وہ تاجر ابوجہل سے فریاد کرتا رہا مگر ابوجہل نے صاف انکار کر دیا۔ مجبور ہو کر وہ تاجر مکہ کے سرداروں کے پاس گیا کہ ابوجہل نے مجھ سے اونٹ خرید کیا ہے مگر اب رقم دینے سے انکاری ہے۔ آپ میری رقم دلوا دیں۔ مگر سرداروں کو پھر شرارت سوجھی اور انہوں نے اس تاجر کو حضور ﷺ کے پاس بھیج دیا کہ وہ تمہاری رقم واپس کرا سکتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ اس تاجر کو لے کر ابوجہل کے پاس گئے اور فرمایا کہ اس کے اونٹ کی رقم فوری ادا کر دو۔ابوجہل یہ سن کر اپنے مکان کے اندر گیا اور اس تاجر کی رقم لا کر دے دی۔مکہ کے سرداروں نے کہا کہ تم نے فوری بات مان لی اور تاجر کو رقم ادا کر دی تو ابوجہل نے جواب دیا کہ اگر میں انکار کر دیتا تو حضور ﷺ کے ساتھ اس قسم کی بلائیں تھیں تو وہ مجھے فوری ختم کر دیتیں۔

تیسرا واقعہ

ابوجہل حضور ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ایک دن اس نے سرداروں کے ساتھ قسم کھائی کہ اگر حضور ﷺ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی تو میں آپ کی گردن مبارک پر پاؤں رکھ دوں گا۔یا یہ کہا کہ میں آپ کے سر مبارک کو پتھر مار کر کچل دوں گا۔ایک دن اپ نماز ادا کر رہے تھے کہ ابوجہل آپ کی طرف آیا مگر پھر فوری واپس چلا گیا۔جب لوگوں نے پوچھا تو ابوجہل نے کہا کہ میرے اور حضور ﷺ کے درمیان ایک آگ اور بہت سارے پر حائل ہو گئے۔اگر میں آگے بڑھتا تو وہ آگ مجھے جلا دیتی۔اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ آگے آتا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کے پرزے پرزے کر دیتا۔

دراصل ان تمام سرداروں کی اخلاقی حالت انتہائی گندہ تھی۔ایک دفعہ ابولہب نے خانہ کعبہ سے مورتی چوری کر لی تھی۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سورہ کوثر

﴿اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ﴾ (سورۃ الکوثر: ۱)

''اے نبی! ہم نے آپ کو کوثر عطا کر دی ہے۔''

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ﴾ (سورۃ الکوثر: ۲)

''پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں، قربانی دیں۔''

﴿اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ﴾ (سورۃ الکوثر: ۳)

بے شک تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔''

وجہ نزول

آپ کے بیٹے کی وفات پر کفار نے طعنہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی حوصلہ افزائی کے لئے آپ کو کوثر نہر عطا کر دی۔

سورۂ کوثر کا پس منظر

اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے نبی ﷺ کو اطلاع دی کہ ہم نے آپ کو کوثر نہر عطا کر دی ہے۔ جب معراج کے موقعہ پر آپ کو آسمانوں کی اور جنت کی سیر کرائی گئی تو آپ نے جنت میں ایک نہر دیکھی جس پر آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ نبوت کے ابتدائی سال انتہائی تنگدستی کے تھے۔ تمام قوم آپ کی دشمن ہو گئی تھی، آپ پر ایمان لانے والے انتہائی غریب تھے۔ آپ کے مخالف کافر سردار انتہائی طاقت ور تھے اور دور دور تک کامیابی کے کوئی آثار نہ تھے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے کئی سورتیں نازل فرمائیں تاکہ آپ کو حوصلہ ملے۔

سورہ ضحیٰ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے نبی ﷺ! آنے والا دور سابقہ دور سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو وہ کچھ عطا کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سورہ الم نشرح میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آپ کا نام بلند کر دیا ہے جو دشمن آپ کو بدنام کر رہے ہیں انہوں نے خود ہی آپ کا نام بلند کرنے اور ناموری عطا کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تنگدستی کے بعد آسانیاں ہیں آپ ان مصائب سے پریشان نہ ہوں، عنقریب یہ دور ختم ہونے والا ہے۔

نبی کی ﷺ اولاد

ایک تو حالات کی وجہ سے آپ پریشان تھے، کافر آپ کو بہت تنگ کرتے تھے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بچے اور بچیاں عطا فرمائیں سب سے پہلے جناب قاسم پیدا ہوئے۔ اس کے بعد حضرت زینب اور پھر جناب عبداللہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد پھر تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ مگر کچھ ہی دنوں بعد جناب قاسم وفات پا گئے۔ بیٹیوں میں حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔ بیٹوں میں حضرت قاسم کے بعد عبداللہ بھی وفات پا گئے۔ تو دشمنوں نے بہت خوشیاں منائیں اور تمام کافر کہنے لگے کہ حضور ﷺ مذہب میں تو ہم سے علیحدہ ہوئے ہی تھے اور ان کے دنیا سے جانے کے بعد اس دنیا میں کوئی بھی اس کا نام لیوا نہ ہوگا۔

عاص بن وائل مکہ کے کافروں میں سے ایک سردار تھا جب بھی حضور ﷺ کا نام اس کے سامنے لیا جاتا تو وہ کہتا کہ ان کا نام مت لو، آپ کے جانے کے بعد تو ان کا کوئی نام لیوا نہ ہوگا۔

عقبہ بن ابی معیط یہ بھی ایک کافر سردار تھا۔ اس کے سامنے بھی جب حضور ﷺ کا نام لیا جاتا تو یہ کہتا کہ آپ کا تو کوئی نام لینے والا بھی نہیں رہا اور ان کے دنیا سے جانے کے بعد آپ کا نام ہی ختم ہو جائے گا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو (نعوذ باللہ) جڑ کٹا کہتا تھا یعنی جس کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہو۔

کعب بن اشرف یہ ایک یہودی سردار تھا اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں سب سے آگے تھا۔ یہ شخص اپنے اشعار میں آپ ﷺ کے اور ازواج مطہرات کے خلاف بکواس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا کرتا تھا، جس کو بعد میں قتل کر دیا گیا۔ ایک دفعہ وہ مکہ میں آیا اور کہنے لگا کہ دیکھو وہ لڑکا جو اپنے قبیلے سے کٹ چکا ہے اور اب بھی وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہم سے بہتر ہے حالانکہ تمام اختیار ہمارے پاس ہیں اور اس کا کوئی نام لیوا بھی نہیں ہے۔

قریش کے لوگ تو حضور ﷺ کی اپنی برادری تھی وہ حضور ﷺ کو کمزور اور بے یار و مددگار اور بے اولاد سمجھتے تھے جو اپنی قوم سے کٹ چکا ہے اور وہ اب بے نام ہے اور آپ کا کوئی وارث نہیں ہے۔ آپ کے بیٹے عبداللہ کے فوت ہونے کے بعد تو ابوجہل نے بھی ایسی بے ہودہ باتیں کیں تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ دکھ اس بات کا تھا کہ ابولہب جو آپ کا حقیقی چچا تھا اور آپ کا ہمسایہ بھی تھا، ابولہب کی بیوی ام جمیل جو ابوسفیان کی ہمشیرہ تھی۔ انہوں نے تو بے حد خوشیاں منائیں اور لوگوں کے گھروں میں جا کر اُن کو مبارک بادیں دیں اور کہا کہ اب آپ کا دوسرا بیٹا بھی فوت ہو گیا ہے اور آپ لاولد ہو گئے ہیں۔ اور اب آپ حضور ﷺ کی جڑ کٹ گئی ہے ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تسلی دینے اور ڈھارس بندھانے کی خاطر یہ سورت نازل فرمائی اور خوشخبری سنائی کہ ہم نے آپ کو جنت میں ایک نہر عطا کر دی ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے معراج کے موقعہ پر وہ نہر آپ کو دکھا بھی دی اور میدانِ حشر میں نہر کوثر کی ایک شاخ حوضِ کوثر ہے جس سے حضور ﷺ اپنی امت کو پانی پلائیں گے اور جو بھی اس کا پانی پیئے گا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سورہ کافرون

﴿قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ﴾(سورۃ الکافرون: ۱)

''آپ فرما دیجئے: اے کافرو! نہ میں عبادت کروں گا جن کی تم عبادت کرتے ہو

﴿لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ﴾(سورۃ الکافرون: ۲)

''نہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرتا ہوں۔''

﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾(سورۃ الکافرون: ۳)

''اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔''

﴿وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ﴾(سورۃ الکافرون: ۴)

''اور نہ تم اس کی پوجا کرنے والے ہو جس کی میں پوجا کرتا ہوں۔''

﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾(سورۃ الکافرون: ۵)

''اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرو گے۔''

﴿لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ﴾(سورۃ الکافرون: ۶)

تمہارے لئے تمہارا دین اور میرا دین میرے لئے۔''

وجہ نزول

یہ سورت خاص طور پر امیہ بن خلف اور عمومی طور پر تمام کافروں کے بارے میں نازل ہوئی۔

واقعہ

حضور ﷺ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر جب اسلام پھیلنے لگا اور لوگ مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ ایک موقعہ ایسا آیا کہ کوئی ایسا گھر نہ تھا جہاں سے کوئی نہ کوئی شخص مسلمان نہ ہوا ہو لیکن یہ الگ بات ہے بعض نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا تھا اور کچھ نے ابھی اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امیہ بن خلف

اسلام کو پھیلتا ہوا دیکھ کر برداشت نہ کر سکا یہ غصہ میں آ کر اپنے غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر انتہائی ظلم کرتا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ امیہ ایک دن دوسرے کافروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس مجلس میں اس کا بھائی ابی بن خلف اور عتبہ بن ربیعہ بھی موجود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عتبہ نے کہا کہ میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں اور اپنی بات سمجھاؤں اور کچھ لالچ بھی دوں تو ہوسکتا ہے آپ میری بات مان جائیں اور آپ ہماری مخالفت کرنا ترک کر دیں۔ اس پر تمام کافروں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ جائیں اور اُن سے باتیں کر لیں۔ چنانچہ عتبہ اٹھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر باتیں کرنے لگا اور کہنے لگا: اے میرے بھتیجے! یقیناً آپ ہم سے ہیں جو آپ کا اپنے خاندان میں مقام ہے وہ بھی میں جانتا ہوں۔ آپ ایک ایسی بات کرتے ہیں جس سے سارے قبیلہ میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ عقلمندوں کو بے وقوف بنا دیا ہے ہمارے معبودوں کو رسوا کر دیا ہے۔ ہمارے دین کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور ہمارے اباواجداد کو کافر کہا جا رہا ہے۔ میرے بھتیجے! میں آپ کے سامنے چند باتیں کرتا ہوں، اس میں جو آپ کو پسند آئے اس پر غور کرلو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔ عتبہ نے کہا اگر آپ دولت چاہتے ہیں تو ہم آپ کو بہت دولت جمع کر کے دے دیتے ہیں۔ جس سے آپ سب سے امیر ہو جائیں گے، اگر آپ سرداری چاہتے ہیں تو ہم آپ کو سردار تسلیم کر لیتے ہیں، اگر آپ کو کوئی آسیب کی بیماری ہے تو ہم آپ کا علاج کرادیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کی باتیں غور سے سنی اور فرمایا: اب میری بات غور سے سنو! اس کے ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ حم السجدہ کی تلاوت شروع کر دی جس پر عتبہ غور سے قرآن سنتا رہا۔ جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا جبکہ عتبہ نے مٹی اٹھا کر اپنے ماتھے پر لگالی اور کہا کہ میرے لئے اب یہی کافی ہے۔ اس کے بعد عتبہ اٹھ کر سیدھا اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے وہاں جو کلام سنا ہے اس جیسا کلام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ وہ نہ تو شعر ہیں نہ جادو ہے اور نہ ہی کاہن کی باتیں ہیں۔ میری ایک بات مانو اس کو اس حال پر چھوڑ دو۔ اگر یہ تمام پر غالب آ گیا تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں سے ہیں۔ جس سے ہماری بھی عزت ہے اور اگر عربوں نے آپ کو شہید کر دیا تو تمہارا مطلوب حاصل ہو جائے گا۔ اب تم جو چاہو کرو۔

ان حالات میں قریش میں کچھ کرنے کی طاقت نہ تھی زیادہ سے زیادہ وہ غلام مسلمانوں پر ظلم کر سکتے تھے۔ اسلام پھیلنا شروع ہو گیا اور وفود آنے شروع ہو گئے جو حضور ﷺ کی باتیں سنتے اور ان میں اکثر مسلمان ہونا شروع ہو گئے جس سے کافروں پر کافی اثر ہوا۔ وہ مسلمان جن پر کافر ظلم کر رہے تھے، حضور ﷺ نے اُن کو اجازت دے دی کہ تم نزدیکی ملک حبشہ چلے جاؤ۔ وہاں کا بادشاہ نہایت نیک دل انسان ہے۔ اس کے دل میں بھی اسلام آ گیا تھا اور اس نے یہ یقین کر لیا تھا کہ آپ محمد ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔ لہٰذا کافروں نے حبشہ جا کر بادشاہ سے شکایتیں کیں اور رشوت دے کر کوشش کی کہ ان مسلمانوں کو اپنے ملک سے باہر نکال دو مگر نجاشی بادشاہ نے انکار کر دیا اس کے بعد مکہ کے کافر سرداروں نے یہ خیال کیا کہ اب ہماری عزت اسی میں ہے کہ حضور ﷺ سے صلح کی جائے تو انہوں نے ایک وفد جس میں امیہ بن خلف، اسود بن عبدالمطلب، ولید بن مغیرہ اور عاصم بن وائل تھے یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے عرض کی کہ ہم آپ کو ایک تجویز دیتے ہیں جو ہم دونوں کے لئے ہو گی انہوں نے کہا: آؤ! ہم ایک روز اس کی عبادت کرتے ہیں جس کی آپ عبادت کرتے ہیں، پھر دوسرے روز آپ اس کی عبادت کریں جس کی ہم عبادت کرتے ہیں۔ اس طرح ہم ایک ہو جائیں گے اور اس طرح ہم دونوں طرف سے حصہ وصول کر لیں گے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی تاکہ کافر ہمیشہ کے لئے ناامید ہو جائیں اور آئندہ ان کو حضور ﷺ سے کوئی امید باقی نہ رہے۔

اے میرے نبی! آپ ان کافروں سے فرما دیجئے کہ نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو، نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں نہ میں پرستش کروں گا جس کی تم نے کی اور نہ تم اس کی پرستش کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے ہے۔

------------❀❀❀------------

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورہ نصر

﴿اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ﴾ (سورۃ النصر : ۱)

''جب اللہ کی مدد آ جائے گی اور فتح نصیب ہو جائے گی۔''

﴿وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا﴾ (سورۃ النصر : ۲)

''تو آپ دیکھیں گے کہ لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہو رہے ہیں۔''

﴿فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا﴾ (سورۃ النصر : ۳)

''لہٰذا آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کریں اور مغفرت مانگیں، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

وجہ نزول

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی ﷺ کو اطلاع دی کہ آپ کی تبلیغ کا کام ختم ہو چکا ہے اور آپ اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔

واقعہ

یہ سورت منیٰ کے مقام پر نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے مشہور خطبہ میدانِ عرفات میں پڑھا۔ یہ آخری سورت ہے جو مکمل نازل ہوئی۔ آپ اس سورت کے نزول کے بعد تقریباً تین ماہ بعد فوت ہو گئے۔ جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری وفات کی خبر دے دی ہے اور میرا مشن اور وقت پورا ہو چکا ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے میری وفات کی اطلاع دے دی ہے تو یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رو پڑی تو حضور ﷺ نے ان کے کان میں ایک بات کہی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑی، پوچھنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ خاندان میں سے سب سے پہلے تم ہی مجھ سے ملو گی یہ بات میرے والد حضرت محمد ﷺ نے فرمائی۔ لہٰذا وفات کا سن کر روئی اور جب ملاقات کا بتایا تو میں ہنس پڑی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ہے کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات کی اطلاع دے دی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشہور آخری خطبہ

اس سورت کے بعد آپ میدانِ عرفات میں تشریف لے گئے آپ نے لوگوں سے فرمایا : آج کون سا دن ہے؟ جس پر لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: آج ایامِ تشریق کا بیچ کا دن ہے۔ آپ نے دوبارہ فرمایا: یہ کونسا مقام ہے؟ لوگوں نے پھر وہی جواب دیا، آپ نے فرمایا: یہ مشعر حرام ہے۔

ا۔ اے لوگو! میں دیکھ رہا ہوں کہ آج کے بعد اس جگہ میں اور آپ کبھی اکٹھے نہ ہوں گے۔

۲۔ بے شک تمہارے اموال تمہارے خون اور تمہاری عزتیں اتنی حرمت اور عزتیں رکھتی ہیں جتنی تمہاری اس دن مہینے اور شہر مکہ کو حاصل ہے۔ خبردار! آج کے بعد خون ریزی نہ کرنا، ایک دوسرے کا مال نہ لوٹنا، کسی بھائی کی بے عزتی نہ کرنا قریب ہے کہ تم اللہ سے ملو گے اور تمہارے اعمالوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ خبردار! میرے بعد بھٹک نہ جانا۔ ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنا۔

۳۔ لوگو! سن لو اور خبردار ہو جاؤ میں نے زمانہ جاہلیت کی ہر بات کو پاؤں تلے روند ڈالا ہے۔ جاہلیت میں جو خون ہوا سب بھلا دیا ہے، میں سب سے پہلا خون ربیع بن حارث کا خون ہے جو سعد قبیلہ میں ہذیل کے ہاتھوں قتل ہوا، معاف کرتا ہوں، زمانہ جاہلیت کا سود بھی معاف کرتا ہوں، پہلا سود حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہے جو میں معاف کرتا ہوں۔

۴۔ اے لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم نے اللہ کے عہد سے اسکو بیوی بنایا ہے۔ اپنے عہد کو پورا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ان عوتوں کو تمہارے لئے حلال کیا ہے جس طرح تمہارا حق ہے۔ اسی طرح اُن کا بھی حق ہے۔ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اپنی عورتوں کا ہر طرح خیال کرو۔

۵۔ اے لوگو! غور سے سن لو میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اس کتاب پر عمل کرنا اور میری سنت کو نہ چھوڑنا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٦۔اے لوگو! سن لو میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا ایک رب کی عبادت کرنا، نماز پڑھنا، روزے رکھنا، زکوٰۃ اور عشر دینا۔

٧۔قیامت کے روز میری بابت سوال ہوگا جس پر سب لوگوں نے بلند آواز سے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے اللہ کا پیغام پہنچادیا ہے بلکہ حق ادا کردیا ہے اس پر آپ نے اوپر انگلی اٹھائی اور کہا کہ اللہ گواہ رہنا، یہ الفاظ تین مرتبہ کہے۔

٨۔آخر میں آپ نے فرمایا: آپ کا یہ فرض ہے کہ میرا یہ پیغام اُن لوگوں تک پہنچاؤ جو حاضر نہیں ہیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سورہ لہب

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ (سورۃ الھب: ۱)

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، وہ ہلاک ہوگیا۔''

﴿مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُه وَمَا كَسَبَ﴾ (سورۃ الھب: ۲)

''اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کام نہ آئی۔''

﴿سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ (سورۃ الھب: ۳)

''عنقریب اسے شعلے والی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔''

﴿وَّامْرَاَتُه حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ (سورۃ الھب: ۴)

''اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔''

﴿فِیْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ (سورۃ الھب: ۵)

''اس کے گردن میں مُنج کی رسی ہوگی۔''

وجہ نزول

یہ سورت رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کے بارے میں نازل ہوئی۔

وجوہات

اللہ تعالیٰ نے جب بھی دنیا میں کوئی نبی مبعوث فرمایا اس کے ذمہ سب سے پہلے تبلیغ کا کام لگایا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ میں نے تمہیں نبوت کے لئے چن لیا ہے اب تم دونوں فرعون کے دربار میں جاؤ اور اسے توحید کا پیغام دو کہ اللہ ایک ہے۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کے سامنے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بھی فرمایا کہ اب آپ اپنے خاندان کو توحید کا پیغام دو۔

یہ سورت ابولہب کے بارے میں نازل ہوئی اس کا نام عبدالعزی بن عبدالمطلب تھا اور کنیت ابوعتبہ تھی، اس کے چہرے کی چمک دمک اور چہرے کی سرخی کی وجہ سے ابولہب یعنی شعلے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

والا کہا جانے لگا اور اسی نام سے شہرت پائی، یہ کافر تھا اور حضور ﷺ کا سخت دشمن۔ رسول اللہ ﷺ کو ایذا رسانی میں سب سے آگے رہتا تھا۔

خاندان کو دعوت:

جب رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ کا حکم ہوا تو آپ پہاڑ پر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر اپنے خاندان کے ہر ہر فرد کا نام لے کر بلایا اور ساتھ ہی زوردار آواز میں یہ الفاظ کہے یا صباحاہ! (ہائے صبح کی آفت) یہ آواز سن کر سب لوگ جمع ہو گئے۔ دراصل عربوں میں یہ آواز تب لگائی جاتی تھی جب کسی قبیلہ پر کوئی آفت آنے والی ہو۔

جب تمام قبیلہ کے لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھ پر یقین کر لو گے۔ سب لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم یقین کر لیں گے کیونکہ آپ صادق اور آمین ہیں اور آپ نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا، آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں خبردار کرتا ہوں اگر تم نے شرک نہ چھوڑا، اللہ تعالیٰ کو ایک اور مجھے رسول تسلیم نہ کیا تو تم ایک سخت عذاب میں پھنس جاؤ گے۔ یہ سن کر ابولہب بولا کہ تیرا (نعوذ باللہ) ناس ہو۔ کیا اسی لئے ہمیں یہاں بلایا تھا اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر چل دیا اور کہا کہ تمہارے ہاتھ ٹوٹیں (نعوذ باللہ)

روایت: ایک دن ابولہب نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں آپ کا دین قبول کر لوں تو مجھے کیا فضیلت ملے گی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین میں سب برابر ہیں اس پر ابولہب نے کہا کہ پھر مجھے آپ کا دین قبول نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ہمسایہ

مکہ میں ابولہب رسول اللہ ﷺ کا ہمسایہ تھا، اس وجہ سے اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایک دن بھی آرام کرنے نہ دیا۔ جب آپ نماز پڑھتے تو ابولہب اور اس کی بیوی آپ پر گندگی پھینک دیتے، ابولہب کی بیوی آپ کے دروازے کے باہر کانٹے دار جھاڑیاں پھینک دیتی جس سے آپ خود اور آپ کے بچے زخمی ہو جاتے۔ اُم جمیل رسول اللہ ﷺ کی دشمنی میں اپنے خاوند سے بھی بڑھ کر تھی اور آپ ﷺ کو ہر وقت بُرے الفاظ سے یاد کرتی تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ شعبِ ابی طالب میں قید

جب رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات لوگوں تک پہنچاتے رہے تو مکہ کے کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو اور آپ کے خاندان کو ایک وادی میں قید کر دیا جو بعد میں شعبِ ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس وقت ابولہب ایک خاندان میں واحد شخص تھا جس نے خاندان کا ساتھ دینے کی بجائے دشمنوں کا ساتھ دیا اور اس وقت بھی اس نے دشمنی کی انتہا کر دی۔ جب بھی کوئی قافلہ سامان فروخت کرنے کے آتا تو ابولہب قافلہ والوں کو کہتا کہ ان کے پاس اپنا سامان فروخت نہ کرو اگر قافلے والے اس کی بات سے انکار کر دیتے تو یہ شخص زیادہ رقم دے کر خود سامان خرید لیتا تا کہ خاندان والے اس سامان کو نہ خرید سکیں۔ چنانچہ حضور ﷺ اور آپ کا خاندان تین سال وہاں تک قید رہا اور خاندان کو بعض اوقات سوکھے پتے پانی میں بھگو کر کھانے پڑتے اور نہایت کسمپرسی کی حالت میں یہ دن گزارے۔

رسول اللہ کے ﷺ خاندان کا کردار

جب رسول اللہ ﷺ لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچا رہے تھے تو ابولہب سب سے زیادہ مخالف تھا۔ اس زمانہ میں خاندان کے لوگ ایک دوسرے کا بہت خیال کیا کرتے تھے اور خاندان میں مخالفت کا تصور بھی نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب ابوجہل نے حضور ﷺ کو تنگ کیا اور بُرا بھلا کیا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے اور ابھی اسلام بھی قبول نہ کیا تھا، شکار سے واپس آ رہے تھے کہ ایک باندی نے کہا کہ آپ تو شکار کھیلتے رہتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ ابوجہل نے آپ کے بھتیجے کو بہت بُرا بھلا کیا ہے یہ سن کر حضرت حمزہ غصہ میں آ گئے اور جا کر ابوجہل کے سر پر تیر کمان مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے میرے بھتیجے کو بہت تنگ کیا ہے۔

دوسری طرف مدینہ کے لوگوں نے جب اسلام قبول کرنا شروع کر دیا اور مکہ میں آ کر حضور ﷺ کو مدینہ میں آنے کی دعوت دی تو حضرت عباس جو حضور ﷺ کے چچا تھے اور ابھی اسلام قبول نہ کیا تھا، انہوں نے مدینہ کے لوگوں سے کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے ہم ان کا ہر طرح خیال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ اگر آپ ان کو اپنے پاس لے جانا چاہتے ہیں تو ان کا ہر طرح سے خیال کرنا، جس طرح ہم ان کا خیال کرتے ہیں۔

ابولہب سے رشتہ داریاں اور اس کی مخالفت کرنا:

لوگوں کو یہ تصور بھی نہ تھا کہ ایک حقیقی چچا اپنے بھتیجے کی اتنی زیادہ مخالفت کر سکتا ہے۔ جب حج کا موسم آتا اور باہر کے لوگ حج کے لئے مکہ میں آتے اور مکہ سے باہر عکاظ کا بازار لگتا جس میں لین دین ہوتا تھا۔ حضور ﷺ اس وقت بازار میں چلے جاتے اور ایک ایک فرد سے ملتے اور اللہ تعالیٰ کا ان کو پیغام سناتے کہ اللہ ایک ہے اس کی عبادت کرو، بتوں کی پوجا نہ کرو اور ان کو قرآن سناتے، ابولہب آپ کے پیچھے ہوتا اور لوگوں کو کہتا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اس کی بات نہ سنو، یہ تم لوگوں کو گمراہی کی طرف لے جائے گا اور اس نے ہمارا مذہب چھوڑ دیا ہے اور کبھی غصہ میں آ کر آپ کو پتھر مارتا جس سے آپ زخمی ہو جاتے۔

رشتہ داریاں

نبوت کے اعلان سے قبل حضور ﷺ کے دو بیٹیوں کی شادیاں ابولہب کے دو بیٹوں کے ساتھ ہوئی تھیں۔ آپ نے جب توحید کا اعلان کیا تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم جب تک ان کو طلاق نہ دے دو میں تم سے نہ بولوں گا۔ جس پر ابولہب کے دونوں بیٹوں نے حضور ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے دی۔ ابولہب کے ایک بیٹے نے تو
حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر تھوکنے کی ناپاک کوشش بھی کی۔ مگر وہ تھوک زمین پر ہی گر گیا جس پر حضور ﷺ نے بد دعا کی: یا اللہ! اپنے شیروں میں سے ایک شیر اس پر مسلط کر دے۔ ایک دفعہ ابولہب کا بیٹا ابوعتیبہ تجارت کی غرض سے قافلہ کے ساتھ شام کے سفر پر گیا تو سونے سے قبل قافلہ والوں نے ابولہب کی ہدایت کے مطابق اور حضور ﷺ کی بد دعا سے خوف زدہ ہو کر اپنے درمیان سلا لیا اور چاروں طرف جانوروں کو باندھ دیا۔ مگر اس احتیاط کے باوجود رات کو ایک شیر آیا اور اس بد بخت کو چیر پھاڑ دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کے بچوں کا فوت ہونا:

جب آپ کا بیٹا قاسم فوت ہوا اور اس کے بعد آپ کا دوسرا بیٹا فوت ہوا تو ابولہب اور اس کی بیوی خوش ہو کر دشمنوں کے پاس گئے اور ان کو جا کر مبارک باد دی کہ آج سے محمد ﷺ کا نام و نشان مٹ گیا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں فرمایا ہے اور آپ کو نہر کوثر عطا فرمائی جب یہ سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے غصہ میں آکر حضور ﷺ کے خلاف بکواس کرنے میں انتہا کر دی اس پر لوگوں نے خود ہی کہنا شروع کر دیا کہ ابولہب غصہ میں اندھا ہو گیا ہے اور جھوٹ بول رہا ہے اس طرح لوگوں نے خود ابولہب کی باتوں کو جھوٹ سمجھنا شروع کر دیا اور اس کی بات پر دھیان نہ دیا۔

ابولہب کی بیوی کا غصہ:

جب یہ سورت نازل ہوئی تو اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل بھی دوزخ کا ایندھن بنے گی اور منج کی رسی اس کے گلہ میں ہوگی۔ تو وہ غصہ سے پاگل ہو گئی۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حطیم کی دیوار پر تشریف فرما تھے تو ابولہب کی بیوی گالیاں دیتی ہوئی خانہ کعبہ میں آ گئی جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ کہیں چھپ جائیں یہ عورت آپ کو دیکھ کر اور گالیاں دے گی اور مزید بکواس کرے گی مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ فکر نہ کریں وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ جب وہ عورت نزدیک آئی رسول اللہ ﷺ اُسے نظر نہ آئے تو اس عورت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: تمہارا صاحب کہاں ہے؟ اس نے ہماری ہجو کی جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! انہوں نے تمہاری ہجو نہیں کی، کیونکہ یہ سورت تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ وہ عورت آپ کو نہیں دیکھ سکی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اور اس کے درمیان حضرت جبرائیل علیہ السلام حائل ہو گئے تھے۔ اس سورت کے نازل ہونے کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مشرکین کو یقین ہو گیا کہ دین کے معاملہ میں کسی کا کوئی لحاظ نہیں ہے، جس نے دین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قبول کیا وہ بھائی ہے جس نے انکار کیا وہ مخالف ہے۔

ابولہب کی چوری:

ابولہب خانہ کعبہ کے مال خانہ کا انچارج تھا، لوگ خانہ کعبہ کے اندر قیمتی چیزیں رکھ دیتے، ابولہب نے ایک دفعہ خانہ کعبہ کے اندر سے سونے کا ایک ہرن چوری کر لیا ایک روایت کے مطابق اس کے پاس تین سو تولہ سونا تھا۔

کنجوس

اس کی کنجوسی کا یہ عالم تھا کہ اس نے ایک شخص عاص سے قرض لینا تھا۔ غزوہ بدر میں یہ خود نہیں گیا بلکہ اس نے قرضہ کے بدلہ میں قرض دار عاص کو بھیج دیا کیونکہ ویسے وہ قرضہ نہ دیتا تھا۔

ابولہب کی موت

پیر کرم شاہ صاحب نے یہ واقعہ ضیاء القرآن میں لکھا ہے کہ غزوہ بدر میں کافروں کی شکست کا سن کر ابولہب کو سخت صدمہ ہوا، اس کے ایک ہفتہ بعد ہی اس کے جسم پر ایک زہریلا چھالا نمودار ہوا۔ جو اس کے سارے جسم میں پھیل گیا، ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی اور جسم کا گوشت گل کر گرنے لگا، اس کے بیٹوں نے دیکھا کہ اس کو متعدی بیماری لگ گئی ہے تو انہوں نے اس کو گھر سے نکال دیا۔ اسی حالت میں وہ باہر ہی مر گیا۔ اس کی نعش کو دفنانے کے لیے کوئی نہ گیا اور تین دن تک اس کی نعش ایسے ہی پڑی رہی جس سے سارے علاقہ میں بدبو پھیل گئی، اس پر لوگوں نے اس کے بیٹوں کو لعن طعن کی تو انہوں نے حبشی غلاموں کو اجرت دے کر بھیجا جنہوں نے ایک گڑھا کو کھودا اور لکڑیوں کی مدد سے لاش کو دھکیل کر اس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ یوں دنیا نے دیکھ لیا کہ حضور ﷺ سے عداوت رکھنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سورہ اخلاص

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (سورة الاخلاص : ۱)

''کہو اللہ ایک ہے۔''

﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ (سورة الاخلاص : ۲)

''اللہ بے نیاز ہے۔''

﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ (سورة الاخلاص : ۳)

''اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد۔''

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّه كُفُوًا اَحَدٌ﴾ (سورة الاخلاص : ۴)

''کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔''

وجہ نزول

یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے حضور ﷺ سے یہ سوالات کیئے۔

۱۔ آپ کا رب کس چیز سے بنا ہے۔

۲۔ اس کا نسب کیا ہے۔

۳۔ وہ کس جنس سے ہے۔

۴۔ تمہارے رب نے کس ہستی سے دنیا کی میراث پائی ہے۔

۵۔ اس کے بعد اس کا وارث کون ہوگا۔

۶۔ آپ کا رب کون ہے اور کیا ہے۔

واقعہ

حضرت عبداللہ سے یہ روایت ہے کہ مشرکوں نے یہ سوالات حضور ﷺ سے دریافت کیے یہ سوالات کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مکہ کے کفار نے بے شمار بت بنا رکھے تھے۔ ان بتوں میں کوئی سونے کا کوئی چاندی کا اور کوئی دھات کا بنا ہوا ہوتا تھا، کفار کا یہی تصور تھا کہ جس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طرح ہم نے مختلف چیزوں سے بت بنا رکھے ہیں حضور ﷺ کا رب بھی کسی چیز سے بنا ہوا ہوگا۔

۲۔عیسائی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہیں اور وہ یہ بھی تصور کرتے ہیں یہ تینوں مل کر کائنات کا نظام چلاتے ہیں۔ ایک اللہ یہ تمام فیصلے نہیں کر سکتا اسی تصور کے تحت انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کے نظام چلانے میں شریک کہا ہے۔ اس تصور کی نفی اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم میں کر دی۔

۳۔ یہودی بھی اپنے پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاتے ہیں۔ ان کا یہ تصور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کشتی لڑی، یہ کشتی تین دن تک ہوتی رہی جو برابر رہی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے کاروبار چلانے میں حضرت یعقوب کو شامل کر لیا، ان یہودیوں کا یہ بھی تصور ہے کہ حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہیں (نعوذ باللہ)

۴۔ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان بتوں کو زمین پر اس کائنات کا نظام چلانے کے لئے اپنے نائب مقرر کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو مانتے ہیں۔

۵۔ مجوسی سورج، چاند اور آگ کی پوجا کرتے ہیں۔ اسی کو وہ خدا مانتے ہیں۔

لہٰذا یہ تمام لوگ اپنے اپنے نظریہ کے مطابق حضور ﷺ سے سوالات کرتے تھے۔

کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب

یہ دونوں یہودی سردار تھے ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہمیں بتائیے آپ کا رب کیا ہے جس نے آپ کو بھیجا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر سے کچھ یہودی آپ کے پاس آئے انہوں نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو نور حجاب سے پیدا کیا آدم کو سڑی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ ابلیس کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آگ کے شعلے سے، آسمان کو دھواں سے اور زمین کو پانی کی جھاگ سے اب آپ فرمائیں کہ آپ کا رب کس چیز سے بنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام سوالات کے جواب میں یہ سورت اخلاص نازل فرمائی۔

سورت اخلاص کی فضیلت:

۱۔ جو شخص اس کو پڑھ کر ایمان لے آئے، وہ شرک سے پاک ہے۔

۲۔ جو شخص اس کو ایک دفعہ پڑھ لے اس کو تہائی قرآن کا ثواب ملتا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو ایک مہم پر روانہ فرمایا اور اس میں ایک صحابی کو اس جماعت کا امیر مقرر کیا جب یہ جماعت واپس آئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ہمارا امیر ہر نماز میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورہ الاخلاص لازمی پڑھتا رہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے دریافت کیا کہ ہر رکعت کے ساتھ تم سورہ الاخاص کیوں پڑھتے تھے اُس نے عرض کی کہ مجھے اس سورت سے محبت ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سورت کے ساتھ محبت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتے ہیں۔

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کو مسجد قبا میں امام بنا کر روانہ کیا اس انصاری امام کی یہ عادت تھی کہ وہ ہر رکعت کے ساتھ سورہ الاخلاص لازمی پڑھتا تھا اس کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھتا تھا۔ جب نمازیوں نے امام سے اس کی وجہ پوچھی تو انصاری امام نے جواب دیا کہ یہ سورت لازمی پڑھوں گا۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے تو نمازیوں نے امام کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یہ ہر رکعت میں سورہ اخلاص لازمی پڑھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری امام سے وجہ پوچھی تو انصاری نے عرض کی کہ مجھے اس سورت سے بہت محبت ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری اس محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا۔

۵۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام موجود تھے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ دور سے آتے ہوئے نظر آئے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابوذر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غفاری کو دیکھ کر حضور ﷺ سے کہا کہ حضرت ابو ذر غفاری علیہ السلام آ رہے ہیں اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے بھی ان کو جانتے ہیں اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اہلِ زمین کی نسبت آسمانوں کے فرشتے زیادہ جانتے ہیں کیونکہ یہ سورہ الاخلاص کی بہت زیادہ تلاوت کرتے ہیں۔

۱۔ حدیث: بخاری شریف کی ایک حدیث میں کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم ایک رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ لو، اس پر ایک صحابہ نے عرض کی ہم میں یہ طاقت نہیں ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ سورہ الاخلاص پڑھ لیا کرو یہ تہائی قرآن ہے۔

۲۔ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اور میں ایک جگہ سے آ رہے تھے کہ ایک شخص اپنے گھر میں قران پڑھ رہا تھا، اور بار بار سورہ الاخلاص پڑھنے کی آواز آ رہی تھی جس کو سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس پر جنت واجب ہوگئی۔

۳۔ حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس سورت کو دس مرتبہ پڑھ لیا، اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس کے لیے ایک محل بنا دیا جاتا ہے۔

۴۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کو چاہئے کہ رات کو سوتے وقت سورہ لاخلاص سورہ الفلق، اور سورہ الناس پڑھ کر اپنے جسم پر ہاتھ پھیر لے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سورہ فلق والناس

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (سورة الفلق: ۱)
''کہو میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی۔''

﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ (سورة الفلق: ۲)
''ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔''

﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾ (سورة الفلق: ۳)
''اور رات کی تاریکی کے شر سے جب کہ وہ چھا جائے۔''

﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ (سورة الفلق: ۴)
''اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔''

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ (سورة الفلق: ۵)
''اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

سورة الناس

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (سورة الناس: ۱)
''کہو میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب کی۔''

﴿اِلٰهِ النَّاسِ﴾ (سورة الناس: ۲)
''انسانوں کے حقیقی معبود کی۔''

﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ (سورة الناس: ۳)
''انسانوں کے بادشاہ کی۔''

﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ (سورة الناس: ۴)
''اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار کر پلٹ کر آتا ہے۔''

﴿الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ﴾ (سورة الناس: ۵)
''جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ (سورۃ الناس: ۶)

''خواہ وہ جنوں میں ہو یا انسانوں میں۔''

وجہ نزول

یہ سورتیں اللہ تعالیٰ نے اس وقت نازل فرمائیں جب لبید بن اعصم یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کیا تھا تب اللہ کے حکم سے آپ ﷺ نے یہ سورتیں پڑھیں تو جادو کا اثر ختم ہو گیا۔

واقعہ

رسول اللہ ﷺ نے جب تبلیغ کا کام شروع کیا تو کفار کی طرف سے آپ ﷺ کو ہر ممکن روکنے کی کوشش کی گئی۔ مختلف انداز سے آپ کو لالچ دیا گیا۔ کبھی دولت دینے کی کوشش کی گئی، کبھی بادشاہت کا لالچ دیا اور کبھی کسی خوبصورت عورت سے شادی کی پیشکش کی مگر آپ ﷺ ہمہ تن تبلیغ کی طرف متوجہ رہے۔

جب لوگ مسلمان ہونے شروع ہو گئے اور کافروں کا کوئی ایسا خاندان نہ تھا جس میں کوئی مرد یا عورت مسلمان نہ ہوا ہو، ان حالات میں کافروں میں گھبراہٹ کی لہر شدت سے دوڑی اور انہوں نے آپ کے خلاف منصوبہ بنایا کہ آپ کو شہید کر دیا جائے، مگر آپ پر اللہ تعالیٰ کا سایہ تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ آخر کار کفار نے آپ پر جادو کرنے کی بھی کوشش کی مگر آپ محفوظ رہے۔

صلح حدیبیہ کے بعد جب آپ حضور ﷺ عمرہ کیے بغیر واپس مدینہ تشریف لے گئے تو خیبر کے یہودیوں کا ایک وفد مدینہ آیا اور یہ وفد مدینہ میں بنو زریق قبیلہ سے تعلق رکھنے والے لبید بن اعصم سے ملا اور یہ شخص ایک مشہور جادوگر تھا اس کی بہنیں اس سے بھی زیادہ ماہر جادوگر تھیں اور اس کو کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ ہم نے ہر ممکن کوشش کی آپ کو نقصان پہنچانے کی مگر ہم ہر بار ناکام رہے۔ ہم نے اُن پر جادو بھی کیے مگر ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ ہم آپ کا نام سن کر آئے ہیں۔ کہ تم ایک بہت بڑے جادوگر ہو۔ اگر تم ہمارا کام کر دو تو ہم تمہیں بہت انعام دیں گے۔ انعام کا سن کر جادوگر لالچ میں آ گیا۔ چنانچہ حضور ﷺ کا ایک

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہودی خدمت گار تھا جو ابھی بچہ تھا۔ انہوں نے اس کی خدمات حاصل کیں اور اس بچے کو کہا کہ تم حضور ﷺ کی کنگھی جس سے آپ اپنے سر مبارک کے بال سنوارتے ہیں۔ وہ لے کر آ ؤ اور اس میں چند بال بھی ہوں۔ چنانچہ اس بچہ نے نادانی میں حضور ﷺ کی کنگھی جس میں آپ کے بال تھے اس جادوگر کو دے دی، جادوگر اور اس کی بیٹوں نے مل کر ان بالوں پر جادو کیا اور ان کو کھجور کے گوشہ میں رکھا اور اس کو ایک غلاف کے اندر رکھا اس جادوگر نے اس غلاف کو بنی زریق کے ایک کنواں کی تہہ میں ایک پتھر کے نیچے رکھ دیا۔ حضور ﷺ پر جادو ہوتے ہوتے ایک سال لگ گیا۔ جب آپ پر جادو ہوا تو آپ کی ذاتی زندگی پر تو اس کا اثر ہوا مگر رسالت کے کاموں میں کوئی فرق نہ پڑا چنانچہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ مجھے اس مرض سے صحت عطا فرما۔

اس دعا کے بعد حضور ﷺ کو نیند آ گئی، آپ نے دیکھا کہ ایک شخص آپ کے سرہانے کھڑا ہے اور ایک دوسرا شخص آپ کے پاؤں کی جانب کھڑا ہے مفسرین کے مطابق ان میں ایک فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اور دوسرے حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے ایک کہنے لگا کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے اور اس نے حضور ﷺ کو تمام باتیں بتا دیں کہ کس طرح جادو کیا ہے اور کس نے جادو کیا اور اب اس کا کیا حل ہے اور فرشتہ نے یہ بھی کہا کہ اگر یہ دو سورتیں پڑھ کر اس کی گرہیں کھولی جائیں گی تو جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔

چنانچہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمار اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو اس کنواں کی طرف روانہ کیا جس کی نشاندہی کی گئی تھی اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ وہ جادو ایک پتھر کے نیچے رکھا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کنواں پر گئے اور اس کنواں کا پانی ختم کیا اور اس پتھر کے نیچے سے وہ جادو نکال کر لے آئے۔ حضور ﷺ یہ دونوں سورتیں پڑھتے گئے اور اس جادو کی گرہیں کھلتی گئیں۔ جب تمام گرہیں کھل گئیں تو جادو کا اثر بھی ختم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جادوگر سے پوچھا تو اس نے تسلیم کر لیا مگر حضور ﷺ نے اس جادوگر کو معاف کر دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہودی بچہ

یہ یہودی بچہ کافی دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ بچہ کافی بیمار ہے۔ آپ اس کی خیریت معلوم کرنے کے لئے اس کے گھر گئے تو بچہ بیمار تھا اور اس کا والد اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ اب یہ بچہ صحت یاب نہیں ہو سکتا اور یہ اس کا آخری وقت ہے تو حضور ﷺ نے بچہ سے فرمایا کہ بیٹا کلمہ پڑھ لو، یہ سن کر بچہ نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جس پر باپ نے اپنے بیٹے کو کہا کہ جس طرح حضور ﷺ فرماتے ہیں ویسے ہی عمل کرو۔ یہ سن کر اس یہودی بچہ نے حضور ﷺ کے حکم پر کلمہ پڑھ لیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ دراصل حضور ﷺ کسی بھی بندہ کو دوزخ میں جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے اور کوشش فرماتے تھے کہ یہ شرک چھوڑ کر جنت میں چلا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت للعالمین بنا کر اس دنیا میں بھیجا۔

ان دو سورتوں کی فضیلت

حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر کسی کو کوئی موذی جانور یا سانپ اور بچھو کاٹ لے تو یہ سورتیں پڑھ کر اس پر دم کریں۔ زہر کا اثر ختم ہو جائے گا۔

۲۔ آپ یہ سورتیں اکثر پڑھ کر حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما پر دم کرتے تھے۔ ان سورتوں کو معوذتین بھی کہا جاتا ہے۔

سورۃ الفلق:

انسان کو بیرونی آفتوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

سورۃ الناس:

انسان کو اندرونی آفتوں اور شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماں باپ کا آدب کرنا

اللہ کا حکم

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾(بنی اسرائیل : ۲۳)

''تیرے رب کا یہ حکم ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، اور اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو، نہ انہیں جھڑکو اور ان سے نرمی و ادب سے بات کرو۔''

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ﴾(سورہ نوح : ۲۸)

''اے میرے رب! میری اور میرے ماں باپ کی مغفرت فرما دے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اولاد کو والدین کے لیے دعا کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾(بنی اسرائیل : آیت نمبر ۲۴)

''اور ان کے سامنے اپنے آپ کو عاجزی کے ساتھ جھکائے رکھو اور اللہ سے دعا گو رہو۔ اے میرے رب! جس طرح انہوں نے مجھے بچپن سے پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔''

والد کی رضا میں رب کی رضا

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ)سنن ترمذی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔''

روایت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی مؤمن آدمی کے ماں باپ زندہ ہوں اور وہ اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور ان ماں باپ میں سے کوئی ناراض ہو جائے تو ان کے راضی ہو جانے تک اللہ تعالیٰ بھی اس بندے سے ناراض رہتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اگر چہ اس کے ماں باپ ظالم ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اگر چہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر کوئی مؤمن آدمی اپنے والدین سے بدسلوکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کے دو دروازے کھول دیتا ہے اور اگر وہ شخص اپنے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے تو اس کے لیے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ (ابن کثیر)

جناب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے نصیحت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے والد سے اچھا سلوک کرو۔ عرض کی کوئی اور نصیحت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

قرآن مجید کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے دیگر تمام الہامی کتابوں میں والدین کے احترام کو لازم قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کو والدین کی رضامندی کے ساتھ مشروط کیا اور والدین کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی قرار دیا۔

والدین کی خدمت جہاد سے افضل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں، اس پر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں، اس نے عرض کی ہاں! اللہ کے نبی ﷺ میرے والدین زندہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ ان کی خدمت میں جہاد کرو۔

والدین کی اجازت کے بغیر جہاد میں جانا جائز نہیں۔

لیکن اگر جہاد کے لیے عام حکم ہو کہ سب جہاد کے لیے تیار ہو جاؤ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے لیے حکم صادر فرمایا تھا ایسے حالات میں جہاد میں شریک ہونا لازم ہو جاتا ہے۔

ماں کا حق

عورت کے کئی روپ ہیں، بچپن میں بیٹی، بہن، پھر بیوی اور آخر میں ماں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جو سب سے زیادہ روپ پسند ہے وہ ہے ماں کا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جب بھی ذکر کیا کہ اللہ کا حکم مانو، میرے رسول کی سنت پر عمل کرو تو جو تیرا نام آیا وہ ہے ماں اور باپ کا۔ اللہ نے سختی سے حکم ہوا کہ ہر حال میں ماں باپ کا احترام کے سوائے ایک بات کے کہ اگر وہ حکم دیں کہ تم اپنا مذہب تبدیل کر کے دوبارہ مشرک بن جاؤ تو یہ حکم تسلیم نہ کرو ورنہ ماں باپ کو اُف تک نہ کہو۔

ماں ایک ایسی نعمت ہے کہ ہر حال میں وہ اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرتی ہے۔ خود خواہ کتنی ہی تکلیف میں ہو مگر اپنی اولاد کو وہ تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔

ایک صحابی رسول ﷺ نے عرض اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ، اس نے دوبارہ پوچھا کہ اللہ کے نبی! اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ، اس نے تیسری بار پوچھا کہ اس کے بعد کون ہے؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: تمہاری والدہ، اس صحابی نے چوتھی بار پوچھا تو تب آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے والد۔ یعنی تین حق ماں کے اور چوتھا حق باپ کا ہے۔

توحید ورسالت کے بعد

قرآن مجید کے مطابق توحید اور رسالت کے بعد سب سے زیادہ اہمیت والدین کے حقوق کو حاصل ہے۔ اسی وجہ سے اللہ نے سختی سے حکم دیا کہ ہر حال ماں باپ کا حکم مانو، سوائے اس اس بات کے والدین اولاد کو کفر یا شرک کی طرف بلائیں تب ان کی بات نہیں مانی جائے گی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

اللہ کا فرمان

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (العنکبوت:۸)

''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے جسے تو جانتا بھی نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا، تم سب نے لوٹ کر میرے ہاں ہی آنا ہے تب میں تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔''

یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، جب انہوں نے اسلام قبول کیا اس وقت ان کی عمر ۱۹ سال تھی، ان کی والدہ حمنہ جو کہ ابوسفیان کی بھتیجی تھی کو جب معلوم ہوا کہ میرے بیٹے نے اسلام قبول کرلیا ہے تو اس نے اپنے بیٹے جناب سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: میں اس وقت تک نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی اور نہ ہی سائے میں بیٹھوں گی جب تک تم اسلام کا انکار نہیں کرتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین چھوڑ اپنے باپ دادا کے دین کو پھر سے اختیار نہیں کر لیتے۔ اس لیے کہ ماں کا حق ادا کرنا تو اللہ کا حکم بھی ہے۔ اگر تو نے میری بات نہ مانی تو اللہ کی نافرمانی کا مرتکب ٹھہرے گا، اپنی والدہ کی یہ بات سن حضرت سعد رضی اللہ عنہ پریشان ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر تمام واقعات بیان کردیے، اسی طرح کے حالات ایک اور نئے مسلمان نوجوان کے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس آیت کا منشاء یہ تھا کہ مخلوقات میں اگر کسی کا حق ہے تو سب سے زیادہ ماں باپ کا ہے لیکن اگر وہ شرک پر مجبور کریں تو ان کی بات قبول نہ کی جائے خواہ وہ دونوں مل کر بھی تمہیں شرک کرنے کے لیے مجبور کریں۔

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳)

''تیرے رب کا یہ حکم ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اور اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو، نہ انہیں جھڑکو اور ان سے نرمی و ادب سے بات کرو۔''

یعنی ان سے نفرت نہ کرنا، ان کے لیے غیر مناسب بات نہ کہنا، اگر وہ بڑی عمر کے ہو جائیں اور ان کی گندگی اُٹھانی پڑے تو منہ خراب نہ کرنا کیونکہ انہوں نے تمہارے بچپن میں تمہاری گندگی اُٹھائی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی والدہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری والدہ زندہ ہوتی اور میں نماز پڑھ رہا ہوتا اس دوران میری والدہ مجھے آواز دیکر بلاتی تو میں نماز چھوڑ کر اپنی والدہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان کے پاس حاضر ہو جاتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جا کر اپنے رب سے ہم کلام ہوئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے اس طرح بات کی جس طرح بات کی جاتی ہے۔ پہلے موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر بے دھڑک جایا کرتے تھے۔ جب ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! اب سنبھل کر آنا اب تمہاری والدہ دنیا میں نہیں رہی جو تمہارے لیے تمہارے پیچھے دعائیں کیا کرتی تھی۔ ماں کی دعا اللہ تعالیٰ کبھی رد نہیں کرتا۔ اس لیے ہمیشہ اس کی خوشنودی میں رہنا چاہیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصائی ہمسایہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جا کر اپنے رب سے باتیں کیا کرتے تھے، ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عرض کی اے اللہ! جنت میں میرا ہمسایہ کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قصائی۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کا نام لیں گے، مگر اللہ تعالیٰ نے ایک قصائی کا نام لیا تھا۔ اب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے اللہ! اب وہ قصائی کہاں ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ اس کی تمام نشانیاں بتا دیں۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتلائی نشانیوں کو دیکھ کر ایک دن اس کی دکان پر چلے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک قصائی دکان پر بیٹھا گوشت بیچ رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو غور سے دیکھتے رہے مگر موسیٰ علیہ السلام کو اس کا کوئی خاص عمل دکھائی نہ دیا، جب تمام گوشت فروخت ہوگیا تو اس نے کچھ گوشت اپنے ساتھ لیا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے ہولیے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ قصائی نے گھر جا کر خود گوشت پکایا اور جا کر اپنی ماں کے منہ میں لقمے میں ڈالنے لگا۔ ماں اپنے بیٹے کو دعائیں دینے لگی کہ اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں موسیٰ علیہ السلام کا ہمسایہ بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ماں کی دعا کو قبول کرلیا، جس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ماں جی! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا کو قبول کرلیا ہے اور میں ہی اللہ کا نبی موسیٰ ہوں۔

حضرت اویس قرنی

تاریخ اسلام میں آپ کا نام بہت بلند ہے۔ اویس قرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں مسلمان ہوئے مگر ماں کے بڑھاپے اور ان کی خدمت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرسکے کیونکہ ان کے ان کی والدہ کی خدمت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرنے کی وجہ سے اویس رحمہ اللہ صحابیت کا شرف نہ پاسکے۔ محبت رسول کی وجہ سے آپ کا درجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے برابر ہے۔ ایک دن انہوں نے اپنی ماں سے اجازت چاہی کہ وہ مدینہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر آئیں ماں نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ بیٹا! جلدی آجانا۔ جب اویس قرنی رحمہ اللہ مدینہ منورہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں شرکت کی وجہ سے مدینہ منورہ میں موجود نہ تھے۔ اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہوسکی اور ماں کی نصیحت کے مطابق واپس چلے گئے۔

ان کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت تھی جب ان کو پتہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چلا کہ غزوہ احد میں آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تو انہوں نے اپنے تمام دندان توڑ ڈالے کہ پتہ نہیں رسول اللہ ﷺ کا کون سا دانت شہید ہوا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میرا یہ کرتہ لے کر اویس قرنی رحمہ اللہ کے پاس جانا اور، یہ کرتا اُسے دینا اور اُسے میرا سلام کہنا اور میری امت کے لیے دعا بھی کروانا۔ جناب اویس قرنی رحمہ اللہ نے کرتہ مبارک اپنی آنکھوں پر رکھا اور دعا کرنے لگے۔ جب اویس قرنی کو دعا کرتے کافی وقت گزر چکا تو حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ان کے پیچھے گئے اور ان سے کہا: اب کافی دیر ہو چکی ہے، تو اویس قرنی رحمہ اللہ نے کہا: اگر آپ تھوڑا وقت اور انتظار کر لیتے تو اللہ تعالیٰ سے پوری امت کو بخشوا لیتا، ابھی اللہ تعالیٰ نے آدھی امت کو بخشا ہے۔ ان پر یہ تمام نعمتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت اور ماں کی خدمت کی وجہ سے تھیں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا مدینہ میں رہنے والی تھیں، انصاریوں میں سے اوس قبیلہ سے ان کا تعلق تھا، ان کے خاوند کا نام اوس بن صامت تھا، دونوں میاں بیوی ابتداء ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔

واقعہ

ایک دن حضرت اوس رضی اللہ عنہ شدید غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم میرے لیے میری ماں جیسی ہو، زمانہ جاہلیت میں یہ الفاظ کہہ دینے کی وجہ سے بیوی سے ہمیشہ کے لیے علیحدگی واقع ہو جاتی تھی اور اس عمل کو ظہار کہا جاتا ہے۔ لہذا جب ان کے خاوند نے ان کے یہ الفاظ کہے تو خاوند سے علیحدگی کی وجہ سے ان کو اپنی اور اپنے بچوں کی فکر لاحق ہوئی کہ اب ان کا کیا بنے گا؟ میں کہاں رہوں گی؟ اور میرے بچوں کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ یہی پریشانی لے کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے خاوند نے غصہ میں مجھ سے ظہار کر لیا ہے اور یوں ہمارے درمیاں جدائی واقع ہو چکی ہے۔ اس کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے میرے پاس کوئی حل نہیں ہے۔ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا ادب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آداب کے تمام تقاضے ملحوظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ اس حوالے سے بات کر رہی تھی مگر آپ ﷺ برابر یہی فرمارہے تھے کہ میرے پاس تمہارے لیے کوئی حل نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کر لی۔ حضرت خولہ ؓ دربار رسالت سے الگ ہو کر اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کرنے لگی۔ اسی دوران اللہ کے رسول ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے ان کی پریشانی کے حل میں قرآن مجید کی آیات کو نازل فرمادیا:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾ (سورة مجادلة: ٢)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی پکار کو سن لیا۔ جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑا کر رہی تھی اور اللہ سے شکوہ کناں تھی، اللہ تعالیٰ تمہاری بحث کو سن رہا تھا بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

﴿الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ﴾ (سورة مجادلة: ٢)

''تم میں سے وہ لوگ جو بیویوں سے ظہار کر لیتے ہیں، اس سے وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتی، ان کی حقیقی مائیں تو وہ ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے، اور یقیناً وہ اپنے مونہوں سے ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں، اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور خوب بخشنے والا ہے۔''

والدین کا شکر ادا کیے بغیر اللہ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا

اللہ تعالیٰ نے تین آیات مختلف الفاظ کے ساتھ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر نازل فرمائی ہیں ان الگ الگ الفاظ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص ان میں سے بعض الفاظ پر ایمان لائے اور باقی الفاظ کا انکار کرے، ایسا شخص صاحب ایمان نہیں ہے۔ یہ تمام الفاظ ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ان تمام الفاظ پر یقین رکھنے والا شخص ہی حقیقی مومن ایماندار ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاَقِيمُوا الصَّلاَةَ وَاٰتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾(البقرة : ۴۳)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نماز تو ادا کروں گا لیکن زکوٰۃ نہیں دوں گا، تو ایسا شخص ایمان سے خالی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص زکوٰۃ دے لیکن نماز کا انکاری ہو جائے تو تو وہ بھی ایمان سے خالی ہے۔ صاحب ایمان تبھی ہوگا جب وہ نماز بھی ادا کرے اور زکوٰۃ بھی دے گا۔

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلاَغُ الْمُبِينُ﴾(المآئدة : ۹۲)

''اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور ڈر جاؤ اور اس بات کو جان لو کہ بلاشبہ ہمارے انبیاء علیہم السلام کے ذمے صرف احکامات کو پہنچانا ہے۔''

اس آیات کریمہ میں بھی یہی بات اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا حکم مانے گا اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم بھی مانے گا یہی شخص صاحب ایمان ہوگا۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک پر ایمان لائے اور دوسرے پر ایمان نہ لائے تو ایسا ایمان قابل قبول نہیں۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾(لقمان : ۱۴)

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق حسن سلوک کی تاکید کی ہے، اس کی ماں نے کمزوری در کمزوری کے ساتھ اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہے تو انسان! میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔''

معلوم ہوا کہ اگر کوئی بندہ اپنے والدین کا شکر ادا نہیں کرتا تو وہ اپنے رب کا بھی ناشکرا ہے، صاحب ایمان شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتا رہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے رب کے احکامات کی تابعداری میں بھی لگا رہے۔

جس نے اپنے والدین کو راضی کیا اُس نے اپنے اللہ کو راضی کیا، جس نے اپنے والدین کو نارض کر لیا اور اس سے اس کا رب بھی روٹھ گیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اول وقت میں نماز کو ادا کرنا، والدین سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا اور پھر فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' (صحیح البخاری)

باپ کا مقام

والدہ کے ساتھ ساتھ والد کا مقام بھی اسی قدر ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر حکم میں لفظ ''والدین'' کا استعمال کیا ہے کہ والدین کی خدمت کرو، ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، ان کے لیے ''اُف'' تک نہ کہو۔

اگر والدہ کے قدموں تلے جنت ہے تو والد جنت کا دروازہ ہے، اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان یہ بھی ہے والد کی طرف سے اولاد کے حق میں کی گئی دعا بھی رد نہیں ہوتی۔

حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اگر اپنی ذات کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

روایت

ایک صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے والد کی شکایت کرتے ہوئے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کاروبار کر کے گھر میں رقم لاتا ہوں اور میرا والد میری مرضی اور مجھ سے پوچھے بغیر وہاں سے رقم اُٹھا کر خرچ کر دیتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا، جب اسے پیغام ملا کہ آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں تو وہ پریشان ہو گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا کوئی معمولی بات نہ تھی، ان کو خیال لاحق ہوتا کہ کہیں ہم سے کوئی غلطی تو نہیں ہوگئی، اسی بناء پر اس صحابی کے والد نے پوچھا کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کیوں بلایا ہے؟ جواب میں کہا گیا کہ تمہارے بیٹے نے اللہ کے رسول

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کو تمہاری شکایت کی ہے کہ آپ اپنے بیٹے کی اجازت کے بغیر اس کا مال خرچ کر دیتے ہیں ، یہ بات سن کر وہ مزید پریشان ہو گیا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا کسی کی شکایت پر بلانا ان کے لیے بہت بڑے صدمے کے برابر ہوتا تھا، اسی بناء پر وہ عمر رسیدہ صحابی اس صدمہ میں آنسو بہاتا ہوا آپ ﷺ کی طرف چل پڑا اور نہایت آہستہ آواز میں کچھ اشعار گنگنا رہا تھا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے سے قبل جناب جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے وہ اشعار آپ ﷺ تک پہنچا دیئے، چنانچہ جب وہ آپ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اشعار سناؤ جب اشعار تم ابھی آتے ہوئے راستے میں گنگنا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے حکم پر اس نے وہ تمام اشعار آپ کے سامنے پیش کر دیئے، جن کا مطلب تھا کہ اے میرے بیٹے! میں نے تمہیں بچپن میں پالا، تمہیں تکلیف ہوتی تھی تو تم سے بڑھ کر میں تکلیف محسوس کرتا تھا تمہاری وجہ سے میں ساری رات نہ سوتا، میں خود بھوکا رہ کر تمہیں کھلاتا، تمہارے آرام کا خیال کرتا، اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، تم جوان ہو گئے ہو، میں کمانے کے قابل نہیں رہا، تم کمار ہے ہو، میرے اعضاء کمزور ہو گئے ہیں کمانے کے قابل نہیں رہا، ان حالات میں میں نے تمہاری رقم سے بھوک مٹائی تو تم نے میری شکایت کر دی، یہ اشعار سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے، آپ ﷺ کی داڑھی مبارک آپ کے آنسوؤں سے تر ہو گئی، اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے غصے اور ناراضگی کے ساتھ اس کے بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا: چلے جاؤ۔

اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيْكَ

''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔''

ماں باپ کی طرف دیکھنا

جب اولاد اپنے والد کے چہرے کو محبت اور عقیدت کی نظر سے دیکھتی ہے تو اس پر اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے، جتنا وقت دیکھتے رہیں گے اتنی دیر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں گی۔

باپ کا مقام:

والدہ کے ساتھ والد کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ والدہ کی خدمت کو اہمیت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دی ہے، والد کی خدمت بھی اولاد پر فرض ہے۔

ا۔ ماں کے قدموں کے نیچے اگر جنت ہے تو والد کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ وہ جنت کا دروازہ ہے۔

۲۔ حدیث میں ہے: کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے علاوہ کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

والدین کے حقوق

جب تک والدین زندہ ہوں اولاد کو چاہیے کہ ان کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہ کرے اور نہ ہی چلتے وقت والدین کے آگے چلیں بلکہ دائیں، بائیں یا ان سے پیچھے رہ کر چلیں، ایک صحابی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنی والدہ کو خود کھلاتا ہوں، وضو کراتا ہوں، کندھوں پر اٹھاتا ہوں کیا میں نے ان کا حق ادا کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں ان کے حقوق کا سوواں (۱۰۰) حصہ بھی ادا نہیں کیا۔ البتہ تمہارے ان نیک اعمال کا اجر عظیم عطا کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳)

''تیرے رب کا یہ حکم ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، اور اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو، نہ انہیں جھڑکو اور ان سے نرمی و ادب سے بات کرو۔''

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۴)

''ان کے آگے شفقت اور عاجزی سے جھکے رہو اور ان کے لیے اللہ سے دعا گو رہو، اے میرے رب! میرے ماں باپ پر اپنی رحمت نازل فرما! جس طرح میرے بچپن میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے شفقت اور مہربانی کے ساتھ میری پرورش کی۔"

والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ نیکی:

اگر والدین وفات پا جائیں تو اولاد کو ان کے لیے کثرت کے ساتھ مغفرت کی دعا کرے ۔اولاد کی طرف سے والدین کے لیے استغفار کی دعا کرنے کی وجہ سے جنت میں والدین کا مقام بڑھا دیا جاتا ہے۔

تابعین کا کہنا ہے اگر اولاد دن میں پانچ مرتبہ اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے تو گویا اس نے حق ادا کر دیا۔

والدین کی خدمت کیسے کی جائے

(۱) والدین کی زندگی میں ان کے ساتھ بہترین سلوک سے پیش آنا

(۲) والدین کی بھوک اور پیاس کا خیال رکھنا مطلب ان کو کھلانا اور پلانا۔

(۳) والدین کے لباس وغیرہ کی ضروریات کا مکمل خیال رکھنا۔

(۴) بوڑھے والدین کی جسمانی خدمت کا خیال رکھنا۔

(۵) والدین جب وہ آواز دیں تو فوراً حاضر خدمت ہونا۔

(۶) والدین جب کسی بات کا حکم دیں تو ان کی اطاعت کرنا سوائے اللہ کی نافرمانی کے

(۷) والدین کے ساتھ نرمی اور عاجزی سے بات کرنا۔

(۸) والدین کو ان کے نام کے ساتھ نہ پکارا جائے۔

(۹) والدین کے سامنے اونچی آواز میں بات نہ کی جائے، چلتے ہوئے آگے نہ چلا جائے۔

(۱۰) والدین کے لیے وہی کچھ پسند کیا جائے اولاد جو اپنے لیے پسند کرتی ہے اور ان کے لیے وہی ناپسند کیا جائے جسے اولاد اپنے لیے ناپسند کرتی ہے۔

(۱۱) جب بھی اللہ سے دعا کی جائے تو والدین کے لیے بھی دعا کرے۔

قرآن مجید میں مذکور والدین کے لیے دعائیہ کلمات

﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۴)

"اے میرے رب! میرے ماں باپ پر اپنی رحمت نازل فرما! جس طرح میرے بچپن میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے شفقت اور مہربانی کے ساتھ میری پرورش کی۔"

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾(سورة ابراهيم: ۴۱)

"اے ہمارے رب! مجھے معاف فرما، میرے والدین کو معاف فرما اور تمام مؤمنین کو معاف فرمانا قیامت کے دن جب حساب قائم کیا جائے گا۔"

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ﴾(سورة نوح: ۲۸)

"اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے۔"

والدین کے لیے دعا اور صدقہ جاریہ

فوت شدہ والدین کے ساتھ تین طرح سے نیکی کی جا سکتی ہے۔

(۱) اگر اولاد نیک ہے اور وہ نیک کام کرتی ہے تو اولاد کا نیک عمل والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہوتا ہے۔

(۲) والدین کے رشتہ داروں اور ان کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

(۳) کثرت کے ساتھ ماں باپ کے لیے مغفرت کی دعا کی جائے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

جنتی آدمی کا جنت میں اچانک سے مقام بڑھا دیا جاتا ہے تو وہ اللہ سے سوال کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ میرے کس عمل کی وجہ سے میرا مقام بڑھایا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ)(سنن ابن ماجة)

"تمہاری اولاد نے تمہارے لیے بخشش کی دعا کی ہے اس وجہ سے تمہارا مقام بلند کیا گیا ہے۔"

حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انسان کی موت کے ساتھ ہی اس کے نیک اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سوائے تین کاموں کے۔

(۱) نیک اولاد: ایسی اولاد جو اپنے والدین کے لیے بخشش کی دعا کرتی رہتی ہے۔

(۲) قرآن وحدیث کا علم: دینی تعلیم کا کوئی بھی سلسلہ جو اس کی موت کے بعد بھی لوگوں کے لیے نفع مندرہے۔

(۳) صدقہ جاریہ: جو شخص اپنی زندگی میں کسی نیک کام کو جاری کر جاتا ہے جب تک وہ کام جاری وساری رہے گا اس کی موت کے بعد بھی اس کی نیکیوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

ماں باپ کی ناراضگی

ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی رسول کچھ دن مسجد سے غیر حاضر رہا آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا کہ وہ مسجد میں کیوں نہیں آرہا؟ آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ وہ سخت بیمار ہے، موت کی سکرات میں ہے لیکن اس کی جان نہیں نکل رہی، یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ اس کی طرف روانہ ہوئے، اس کی گھر پہنچے، دیکھا کہ وہ سخت تکلیف میں ہے، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس کے والدین زندہ ہیں؟ بتلایا گیا کہ اس کی والدہ زندہ ہیں، فرمایا: اس کی والدہ کو بلاؤ، جب اس کی والدہ آئی تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم اس سے ناراض ہو؟ ماں کہتی ہے یہ میرا نافرمان بیٹا ہے، یہ میرا کہا نہیں مانتا تھا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو معاف کردو، اس نے انکار کردیا اور معاف کرنے پر راضی نہ ہوئی، اس کا جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ جنگل میں سے لکڑیاں اکٹھی کر کے لاؤ اور اس کی آگ میں جلا دو، اسی صورت میں اس کی جان نکل جائے گی، ماں یہ بات برداشت نہ کرسکی اور فوراً بولی کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! آگ نہ جلاؤ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کردیا ہے۔ ماں کے معاف کرتے ہی اس کی روح پرواز کرگئی۔

باپ کی نافرمانی کا نتیجہ

رسول اللہ ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ کے حکم سے آپ ﷺ کو جنت کی سیر اور جہنم کے کچھ مناظر دکھائے گئے اور یہ بھی دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح حساب لیں گے، آپ ﷺ کو دکھایا گیا کہ وہاں ایک ایسا شخص آیا جو والدین کا نافرمان تھا، اس کے پاس نیکیوں کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خزانہ تھا، اللہ کے حکم سے اس کی نیکیاں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھی گئیں تو وہ پلڑا جھک گیا، وہ شخص خوش تھا کہ اب میں جنت کا حقدار بن گیا اور یوں جنت میں چلا جاؤں گا۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے کاغذ کا ایک ٹکڑا اُٹھایا اور اسے برائیوں کے پلڑے میں رکھ دیا جس سے نیکیوں کا پلڑا ہلکا اور گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگیا، اس پر وہ شخص اللہ سے عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا تھا جس سے میرے گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگیا، اللہ فرمائیں گے کہ یہ تیرے باپ کی آہ۔۔! تھی جو تو نے دنیا میں والد کی نافرمانی کر کے حاصل کی تھی۔ اس طرح وہ شخص جنت کی بجائے جہنم کا حقدار بن جائے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب اس شخص کو جہنم کی طرف لے جایا جارہا تھا تو اس نے دیکھا کہ اس کا والد بھی جہنم کی طرف جارہا ہے، بیٹا باپ سے پوچھتا کہ آپ جہنم کی طرف کیوں جارہے ہیں تو والد کہتا ہے کہ میری نیکیوں کے مقابلے میں گناہ کچھ زیادہ ہیں، چنانچہ وہ شخص اپنے والد کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور عرض کرے گا اے اللہ! میں نے باپ کی نافرمانی کی وجہ سے جہنم میں جانا ہی ہے میری تمام نیکیاں میرے والد کو دے دی جائیں تاکہ وہ جنت میں جانے کا حقدار بن سکے۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو نے اپنے والد کو جہنم سے بچایا ہے، اب تو بھی جنت میں چلا جا، ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر وہ دونوں جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

نوجوان کا مرنے کے بعد کتے کی آواز نکالنا

ایک بزرگ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں، ایک نوجوان فوت ہوا، لوگوں نے اس کے کفن دفن کا اہتمام کیا، اس کی نماز جنازہ ادا کر کے اُسے قبرستان میں دفنا دیا، لوگ ابھی اسے دفنا کر واپس پلٹے ہی تھے کہ اچانک سے اس کی قبر پھٹ گئی اور اس نوجوان نے قبر سے سر باہر نکال کر چند لمحوں کے لیے کتے کی آوازیں نکالیں اور پھر سے قبر بند ہوگئی، لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، اسی تھوڑے ہی وقت کے بعد دوبارہ سے قبر پھٹی اور نوجوان نے پھر سے کتے کی آواز نکالی،، اس طرح وقفے وقفے سے یہ سلسلہ شروع ہوگیا، لوگ ایک بزرگ کے پاس آئے اور اُسے یہ سارا واقعہ بیان کیا، یہ بزرگ بھی لوگوں کے ساتھ قبرستان گئے اور اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور لوگوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو لے کر اس کے گھر کی طرف چلے آئے اور پوچھا کیا اس کے والدین زندہ ہیں لوگوں نے بتایا کہ اس کی والدہ زندہ ہیں، بزرگوں نے ماں سے پوچھا کیا تم اپنے بیٹے سے ناراض ہو؟ ماں نے کہا: ہاں یہ میرا بیٹا تھا، مگر بری صحبت میں رہنے کی وجہ سے آوارہ ہوگیا، ہر وقت شراب پیتا، برے لوگوں کی محافل میں بیٹھتا، آوارہ عورتوں کو گھر میں لاتا، جب میں اِسے روکتی تو مجھے کہتا تھا تم ہر وقت کتے کی طرح بھونکتی رہتی ہو۔

یہ سن کر بزرگ نے کہا: تمہاری اس ناراضگی کی وجہ سے اور اپنے ان الفاظ کی وجہ سے وہ اپنا سر قبر سے باہر نکالتا ہے اور کتے کی طرح بھونکتا ہے، ماں نے بھی لوگوں کے ساتھ قبرستان جا کر اپنی آنکھوں سے سارا ماجرا دیکھا۔ بزرگ نے کہا: اگر تم نے اس کو معاف نہ کیا تو قیامت تک تمہارے اس بیٹے کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا، بزرگ کے کہنے پر ماں اللہ سے دعا کی: اے میرے اللہ! میں نے اپنے بیٹے کو معاف کیا تو بھی اُسے معاف فرما دے، تو بڑا مہربان ہے، یوں اللہ تعالیٰ نے ماں کی دعا کی وجہ سے اسے معاف کر دیا اور اس کے بعد قبر نہیں کھلی۔

فوت شدہ ناراض ماں باپ کو راضی کرنا

جن لوگوں کے والدین اپنی اولاد سے ناراضگی کی حالت میں دنیا سے چلے گئے ہوں تو ایسی اولاد کو چاہیے کہ وہ اپنے فوت شدہ والدین کو راضی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، کثرت کے ساتھ اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کریں، نیک اعمال کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں اور برے اعمال سے توبہ تائب ہو جائیں۔ اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ بھی ان سے راضی ہو جائے گا اور ان کے والدین بھی۔

واقعہ

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں انہوں دیکھا کہ وہ ایک قبرستان میں کھڑا ہے اور قبرستان کے تمام مردے قبروں سے نکل کر کچھ تلاش کر رہے ہیں جبکہ ایک شخص نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے، بزرگ ان مردوں سے پوچھا کہ تم کیا ڈھونڈ رہے ہو تو ان مُردوں نے کہا کہ جو لوگ یہاں قبرستان میں آ کر ہمارے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں تو ان کی طرف سے کی ہوئی دعائیں اکٹھی کر رہے ہیں، اس پر اس بزرگ نے اس الگ بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا کہ آپ ان کے ساتھ مل کر وہ دعائیں جمع کیوں نہیں کر رہے؟ اس نے کہا: میرا بیٹا حافظ قرآن ہے وہ کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتا رہتا ہے اور مجھے اس کی وجہ سے نیکیاں ملتی رہتی ہیں۔

کچھ عرصہ کے بعد وہ بزرگ پھر قبرستان گئے اور قبرستان میں وہی منظر دیکھا کہ لوگ نیکیاں اکٹھی کر رہے ہیں لیکن اب کی بار وہ اطمینان سے بیٹھا ہوا شخص بھی باقی لوگوں کے ساتھ مل کر نیکیاں اکٹھی کر رہا ہے، جب اس سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے بتایا کہ اب میرا حافظ قرآن بیٹا فوت ہو گیا ہے اور میرا وہ نیکیوں والا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اس لیے اب میں باقی لوگوں کے ساتھ مل نیکیاں تلاش کر رہا ہوں۔

والدین کے حقوق

جس طرح والدین نے اپنے بچوں کے پیدا ہونے سے لے کر ان کی جوانی تک ان کی پرورش کرنا، تعلیم و تربیت کرنا اور ان کی تمام تر ضروریات کا خیال رکھنا والدین پر فرض اور اولاد کا حق ہے بالکل اسی طرح جب اولاد جوان ہو جائے اور والدین بوڑھے ہو جائیں تب اولاد کے ذمے والدین کا یہ حق لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے والدین کی تمام ضروریات بالخصوص ان کے کھانے پینے، رہن سہن، لباس، علاج معالجہ اور آرام کا پورا پورا خیال کریں۔

انسان پر اللہ کی بندگی کے بعد سب سے زیادہ حق اس کے والدین کا ہے۔ اولاد پر والدین کے تین حقوق لازم ہیں۔

(۱) حسن سلوک

(۲) اطاعت

(۳) دعا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حسن سلوک

والدین جب بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تب وہ جسمانی اور ذہنی طور پر کمزور ہو جاتے ہیں ۔ایسے حالات میں اولاد پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں ،ذہنی طور پر کمزور ہونے کی وجہ سے وہ بچوں جیسی حرکتیں اور باتیں کرتے ہیں ،بار بار ایک ہی طرح سوالات یا ایک ہی چیز کا بار بار تقاضا کرتے ہیں ،ان کی اس طرح کی باتوں کو تحمل اور برداشت سے سنا جائے۔

واقعہ

ایک شخص بوڑھا ہو گیا ،ایک وہ گھر کے لان میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا جوان سال بیٹا گھر آیا، باپ نے اپنے بیٹے کو اپنے پاس بٹھا لیا ،اس وقت ان کے گھر کی دیوار پر ایک کوا بیٹھا ہوا تھا، باپ نے بیٹے سے پوچھا کہ دیوار پر کیا بیٹھا ہے ،بیٹے نے جواب دیا کہ وہ کوا ہے ،باپ نے دوبارہ پوچھا تو بیٹے نے جواب دیا کہ کوا بیٹھا ہے ،اس طرح باپ بار بار سوال کرتا رہا اور بیٹا جواب دیتا رہا ،جب باپ نے پانچویں بار پوچھا تو بیٹے نے کہا آپ کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ کوا ہے ،بار بار ایک ہی سوال کر رہے ہیں ۔یہ سن کر باپ نے بیٹے سے کہا جاؤ اندر کمرے سے میری ڈائری لے کر آؤ ،بیٹا ڈائری لے کر آیا تو باپ نے اس ڈائری کو کھول کر اس کا ایک صفحہ پڑھنا شروع کیا اور بیٹے سے کہا :غور سے سنو !اس پر لکھا تھا کہ اب میرا بیٹا چلنے اور بولنے کے قابل ہو گیا ہے اور اپنی توتلی زبان میں باتیں پوچھتا رہتا ہے ۔ایک دن دیوار پر بیٹھے کوے کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ یہ کوا ہے ،بیٹے نے یہ سوال تیس (۳۰) دفعہ پوچھا تو میں نے خوشی سے تیس بار ہی جواب دیا کہ یہ کوا ہے اور جب بھی وہ بولتا اور سوال کرتا تو مجھے ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوتی ، اپنے بیٹے کے سوالوں کے جواب بھی دیتا اور اس سے پیار بھی کرتا ،اب والدین کا یہ حق ہے اور اولاد پر فرض ہے کہ سوال کرنے پر ماں باپ کو نہ جھڑکے ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعت

اولاد پر یہ فرض ہے اور والدین کا حق ہے کہ وہ ماں باپ کے ہر حکم کی تعمیل کرے سوائے اللہ کی نافرمانی والے کام کی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کی:

(يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا؟ قَالَ: هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ)(سنن ابن ماجة)

''اے اللہ کے رسول ﷺ! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تمہاری جنت بھی اور تمہاری جہنم بھی۔''

یعنی ان کی اطاعت کرو گے تو جنت کا حقدار بن جاؤ گے اور ان کی نافرمانی کرو گے تو جہنم کے مستحق ٹھہرو گے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص تباہ ہوگیا، وہ شخص تباہ ہوگیا، وہ شخص تباہ ہوگیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون بد بخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی زندگی میں اپنے بوڑھے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوسکا۔

حدیث:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی رضا والد کی رضا میں اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کردے گا مگر والدین کی نافرمانی کو معاف نہ کرے گا۔

اسی طرح حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرے پاس مال بھی اور اولاد بھی اور میرے والدین میرے محتاج ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے والدین کا ہے۔

واقعہ

رسول اللہ ﷺ بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کا اقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ تینوں شخص سفر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کر رہے تھے کہ دوران سفر موسلا دھار بارش شروع ہوگئی، انہوں نے بارش سے بچنے کے لیے ایک غار میں پناہ لی اسی دوران ایک بھاری پتھر لڑھکتا ہوا اور غار کے منہ پر آ کر رُک گیا اور اس طرح غار کا منہ بند ہو گیا، کوشش بسیار کے باوجود اس پتھر کو غار کے منہ سے نہ ہٹا سکے۔ آخر کار انہوں نے فیصلہ کیا کہ تینوں اپنی اپنی کسی خاص نیکی کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے۔ انہوں نے دعا شروع کی، ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے گھر میں میرے بوڑھے والدین تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور شام کے وقت گھر آ کر ان کا دودھ نکال کر پہلے اپنے والدین کو پلاتا اس کے بعد اپنے بچوں کو دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں دودھ لے کر گیا تو میرے والدین سو چکے تھے، میں نے ان کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا اور ان کی سرہانے کھڑا ہو گیا کہ جب ان کی آنکھ کھلے تو تو میں ان کو دودھ پیش کروں گا۔ اے اللہ! اسی طرح دودھ کا پیالہ لیے میں ساری رات وہاں کھڑا رہا، صبح کے وقت وہ بیدار ہوئے تو میں نے ان کو دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ اے اللہ! میں نے کام محض تیری رضا اور خوشنودی کے لیے کیا تھا۔ اے اللہ! اگر تجھے میرا یہ عمل پسند ہے تو میرے اس عمل کی وجہ سے اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹا دے۔ اس پر غار کے منہ کا تیسرا حصہ کھل گیا۔

دعا

ماں باپ کا تیسرا حق اور اولاد پر والدین کا تیسرا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے والدین کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعا گو رہیں۔

دعائیہ کلمات اوپر گزر چکے ہیں۔

حدیث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جس کا تعلق قبیلہ بنو سلمہ سے تھا اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والدین فوت ہو گئے ہیں۔ کیا اب بھی میرے ذمہ ان کے حقوق ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے لیے مغفرت، رحمت اور خیر کی دعا کرتے رہنا، ان کی طرف سے کیے ہوئے معاہدہ کو پورا کرنا اور ان کے دوستوں کا ادب کرنا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات کے بعد والدین کے حقوق

والدین کی وفات کے بعد ان کی اولاد پر فرض اور لازم ہوتا ہے کہ اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا بھی ہوتا کہ کسی شخص کے والدین فوت ہو گئے ہوں اور ان کی اولاد ان کی زندگی میں ان کی نافرمان اور ان کی رضامندی سے محروم رہتی ہے، اولاد ان کی وفات کے بعد سچے دل سے ان کے لیے رحمت کی دعا مانگے اور اللہ سے ان کی بخشش کی التجاء کرے تو اللہ تعالیٰ اس نافرمان اولاد کو فرمانبردار اولاد میں شامل کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ ماں باپ کی نافرمانی کے وبال سے بچ جاتے ہیں۔

اولاد پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنی تمام زندگی میں والدین کے لیے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھے، اس طرح والدین کو قبر میں رحمت اور سکون ملے گا اور اولاد بھی اللہ سے یہ امید رکھ سکتی ہے کہ وہ قیامت کے دن والدین کی ناراضگی کے عذاب سے بچ جائے۔

والدین کی خدمت کا صلہ دنیا میں

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ماں باپ کی خدمت، فرمانبرداری اور حسن سلوک کی وجہ سے آدمی کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔

(۲) جو اولاد اپنے ماں باپ کی فرمانبردار ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کو بھی اس کا فرمانبردار بنا دے گا۔

(۳) والدین کی خدمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رزق میں اضافہ کرتا ہے۔

ماں باپ کے لئے صدقہ جاریہ:

جن لوگوں کے ماں باپ فوت ہو گئے ہیں۔ تو وہ ماں باپ کو خوش کرنے کی خاطر اُن کے لئے خود اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مغفرت کے لئے دعائیں کریں۔ اور ان کے لئے صدقہ جاریہ کریں، تاکہ آپ کی نمازوں کا ثواب اور صدقہ جاریہ کا ثواب اُن تک پہنچتا ہے اس طرح وہ خوش ہو کر اگر آپ سے کسی بھی وجہ سے وہ ناراض تھے، تو خوش ہو کر وہ تمہاری اس غلطی کو معاف کر دیں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توبہ

توبہ کا مطلب:

پلٹنا اور رجوع کرنا ہے، جب بندہ گناہ کرتا ہے اور اس کو احساس ہوتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو پشیمان ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، اور اپنے گناہ کی توبہ کرتا ہے اور اپنی غلطی پر نادم ہوتا ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں شرمسار ہو کر عرض کرتا ہے کہ یا میرے رب مجھ سے غلطی سرزد ہو گئی ہے، تو توبہ کو قبول کرنے والا ہے میں تیرے آگے توبہ کرتا ہوں تو میری اس غلطی کو معاف فرما دے اور میری توبہ کو قبول فرما تو اللہ تعالیٰ اس کی غلطی کو معاف کر دیتے ہیں۔

حدیث:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک موت کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ جب موت کے آثار ظاہر ہو گئے اور اُس نے موت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تو توبہ کا وقت ختم ہو گیا۔''

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا:

حضرت عبداللہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جب جناب آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ابلیس کو بندے پر مسلط کر دیا گیا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! آپ نے مجھ پر ابلیس کو مسلط کر دیا ہے اس سے آپ کی مدد کے بغیر بچنا مشکل ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندے پر پہرہ دار مقرر کر دوں گا۔ اس پر آدم علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! کچھ اور عنایت فرمائیے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ہر نیکی کے بدلہ میں دس نیکیاں عطا کروں گا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی کچھ اور بھی عنایت فرمائیے، اللہ تعالیٰ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: جب تک بندے کے بدن میں روح باقی ہے اس وقت تک اس کی توبہ قبول ہوتی رہے گی۔"

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو زمین پر اتارا تو شیطان نے کہا: اے میرے رب! مجھے تیری عزت کی قسم! میں ابن آدم کا اس وقت تک پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک اس کا آخری سانس باقی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں بھی اپنے بندے کی اس وقت تک توبہ قبول کرتا رہوں گا جب تک اس کا آخری سانس اکھڑنے نہ لگے۔ دراصل کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر شیطان کے حملہ سے نہیں بچ سکتا۔

قرآن میں ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں ابنِ آدم پر آگے سے پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے حملہ کرتا رہوں گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے چاروں طرف سے حملہ کرنے کا کہا ہے مگر اوپر اور نیچے کا نام نہیں لیا۔ لہٰذا جب بھی میرا بندہ سجدہ ریز ہو کر مجھ سے مغفرت طلب کرے گا میں اس کے سجدہ سے سر اٹھانے سے قبل اس کی مغفرت کر دوں گا اور اگر میرے بندہ نے ہاتھ اوپر اٹھا کر مغفرت طلب کی تو میں اس کے ہاتھ نیچے آنے سے قبل اُسے معاف کر دوں گا۔

روایت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کے دونوں جانب دو فرشتے مقرر ہیں۔ دائیں جانب والا فرشتہ نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں جانب والا فرشتہ برائیاں لکھتا ہے، اگر کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اللہ کی طرف سے بائیں جانب والے فرشتے کو اس کا گنا لکھنے سے روک دیا جاتا ہے کہ اس کی برائیں نہ لکھو کہ شاید یہ توبہ کر لے، اگر وہ بندہ توبہ کر لیتا ہے تو اس کی برائی نہیں لکھی جاتی۔ اگر وہ بندہ توبہ نہیں کرتا تو اس کی صرف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ بائیں طرف والے فرشتے کو اس بندے کی برائی کو لکھنے سے چھ گھڑیوں (چھ گھنٹوں) تک روک دیا جاتا ہے، اگر بندہ اس دوران توبہ کر لے، اللہ سے معافی مانگ لے تو اس بندے کا وہ گناہ لکھے جانے سے قبل ہی معاف کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ بندہ اس مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور اللہ سے توبہ کا طلبگار نہیں ہوتا تو بائیں طرف والا فرشتہ اس کی طرف سے کیا ہوا ایک گناہ لکھ دیتا ہے۔

دوسری طرف جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اسی وقت ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ گو اس نے ابھی وہ نیکی نہیں کی اور جب بندہ وہ نیکی کر لیتا ہے تو اس کے کھاتہ میں دس یا اس سے بھی زیادہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جب بندہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو اسے نہیں لکھا جاتا، بلکہ اگر بندہ اللہ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے اس ارادے کو ترک کر دے تو اس کی وجہ سے ایک نیکی درج کر دی جاتی ہے۔ (صحیح مسلم)

توبہ

گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسے ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ بندہ جب توبہ کرتا ہے تو شیطان چلانے لگتا ہے کہ بندہ کی ایک توبہ کی وجہ سے میری تمام محنت پر پانی پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو گناہ کرنے کے بعد توبہ کرے۔ گویا اس کو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو توبہ قبول کرتی ہے۔

سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾(سورة يوسف:۸۷)

''بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ مایوس ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔''

سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾(سورة الشورى:۲۵)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

حدیث:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ہے اور اس کو احساس ہوتا ہے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے تو وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔''

اللہ تعالیٰ غضبناک نہیں ہوتے:

بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا اُس کے سامنے ایک عابد کا ذکر ہوا، بادشاہ نے اس عابد کو دربار میں بلایا اور اپنے پاس رہنے کی خواہش ظاہر کی، مگر عابد نے انکار کر دیا کہ میں دربار میں نہیں رہ سکتا، جب بادشاہ نے زیادہ ضد کی تو عابد نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ دربار میں مجھے اپنی نوکرانی کے ساتھ خوش طبعی کرتے ہوئے دیکھ لیں تو کیا کریں گے، یہ سن کر بادشاہ غضب ناک ہو گیا اور بولا کہ میں تمہیں دھکے دے کر محل سے نکال دوں گا۔ یہ سن کر وہ عابد بولا کہ ابھی میں نے یہ عمل نہیں کیا آپ سن کر ہی غصہ میں آ گئے اس کے برعکس میرا مالک بڑا کریم ہے، وہ مجھے ستر گنا بھی گناہ کرتا دیکھ لے تو میرے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے، اور کبھی مجھے رزق سے محروم نہیں کرتا۔ ان حالات میں اس کریم کا کیسے دروازہ چھوڑ سکتا ہوں۔ اور میں جب بھی اپنے گناہوں کی وجہ سے توبہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری توبہ کو قبول کرتے ہیں۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (سورۃ النسآء: ١١٠)

''جو شخص برائی کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ مغفرت کر دیتے ہیں۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ

''جس حیثیت کا گناہ ہو توبہ بھی اُسی درجہ کی ہونی چاہئے۔''

سورۃ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾(سورۃ التحریم:۸)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کرو۔''

سورۃ طٰہٰ میں فرمایا:

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى﴾(سورۃ طٰہٰ: ۸۲)

''بلاشبہ میں ایسے لوگوں کو بڑا بخشنے والا ہوں جو توبہ کر لیں، ایمان لے آئیں، نیک عمل اور اُس پر قائم رہیں۔''

سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ:

حضرت ابو سعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا، جس نے ننانوے قتل کیے تھے، اس کے دل میں توبہ کا داعیہ پیدا ہوا تو اس نے زمین پر موجود سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، اسے ایک راہب (پادری) کے بارے میں بتایا گیا، وہ قاتل شخص اس کے پاس آیا اور بتایا کہ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں،

هَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟

کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

اس راہب نے کہا: نہیں۔

اس پر اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور اس طرح اس نے سو آدمیوں کے قتل کی تعداد کو مکمل کیا۔ اس نے پھر کسی بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک اور عالم کے بارے میں بتایا گیا، وہ اس کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ میں نے سو آدمی قتل کیے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس عالم نے کہا:

ہاں!

اور کون ہے جو اس کے اور اس کی توبہ کے درمیان حائل ہو؟

اس نے مزید کہا: تم ایسا کرو تم فلاں جگہ چلے جاؤ کیونکہ وہاں کے لوگ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت کرو اور یاد رکھو! کبھی اپنی بستی کی طرف پلٹ کر واپس نہ آنا، کیونکہ یہاں پر برائی کی کثرت ہے۔ وہ قاتل شخص اس نیک لوگوں کی بستی کی طرف روانہ ہوگیا، ابھی تھوڑا سفر ہی طے کیا تھا کہ اسے موت آ گئی، اس کی روح قبض کرنے کیلئے رحمت اور عذاب کے فرشتے آ گئے اور ان کے درمیان جھگڑا شروع ہوگیا۔

رحمت کے فرشتوں نے کہا: وہ تائب ہو کر آ رہا تھا اور اللہ کی طرف دل کی توجہ سے آیا تھا، ہم اس کی روح قبض کریں گے، عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے کبھی نیکی و بھلائی کا کام کیا ہی نہیں، لہٰذا یہ جہنمی ہے۔ اسی دوران ایک فرشتہ آ انسانی شکل میں ان کے پاس آیا، انہوں نے اسے اپنے درمیان منصف بنایا۔ اس نے کہا: دونوں طرف کے راستے کی پیائش کرو، دونوں بستیوں میں سے جس کے قریب ہوگا وہی اس کا حکم ہوگا۔

جب پیائش کی گئی تو وہ نیک لوگوں کی بستی کی طرف ایک بالشت قریب تھا، لہٰذا اسے اس بستی کے نیک لوگوں میں سے کر دیا گیا اور رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی، یوں اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمایا۔ (صحیح البخاری و مسلم)

صحیح بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو حکم دیا جس بستی کی طرف سے وہ آ رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو حکم دیا کہ اے زمین! تو پھیل جا اور جس بستی کی طرف جا رہا تھا اس طرف والی زمین سے کہا: تو سکڑ جا اور قریب ہو جا اور پھر فرمایا: ان دونوں زمینوں کی درمیانی مسافت کی پیائش کرو، جب انہوں نے پیائش کی تو اسے نیک لوگوں کی بستی کی طرف ایک بالشت قریب پایا، یوں اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کا سامان کر دیا۔ (صحیح البخاری و مسلم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عورت کی توبہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس جا رہا تھا کہ راستہ میں مجھے ایک عورت ملی، اُس نے کہا کہ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ عورت کی بات سن کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا گناہ کیا ہے۔ اس عورت نے کہا کہ مجھ سے گناہ سرزاد ہوا ہے کہ میں نے زنا کیا اور اُس زنا سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ میں نے وہ بچہ مار دیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ تو بھی ہلاک ہوگئی اور ایک ننھی جان کو بھی ہلاک کیا۔ لہٰذا تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ میرا یہ جواب سن کر وہ عورت روتی ہوئی چلی گئی، اور کہہ رہی تھی کہ کیا یہ خوبصورت جسم صرف دوزخ کے لئے رہ گیا ہے اور روتے روتے بے ہوش ہوگئی۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور کے ہوتے ہوئے تجھے کیا حق ہے کہ اس قسم کا فتویٰ کسی کو دوزخی بنا دے۔ چنانچہ یہ سوچ کر صبح میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں اس عورت کا تمام قصہ عرض کیا یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ تو خود بھی ہلاک ہوا اور اس عورت کو بھی ہلاک کیا کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی۔

سورہ فرقان کی آیات ملاحظہ فرمائیں۔

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾(سورۃ الفرقان:٦٨)

اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں ٹھہراتے، اور نہ کسی کا ناجائز خون بہاتے ہیں مگر حق کے ساتھ۔ نہ وہ بدکاری کرتے ہیں۔ ان میں سے جو بھی ان گناہوں میں سے کسی جرم کا ارتکاب کرے گا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔''

﴿يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا﴾(سورۃ الفرقان:٦٩)

''اور ان کے لیے قیامت کے دن عذاب کو دُہرا کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ذلیل ہو کر ہمیشہ رہے گا۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (سورة الفرقان: ۷۰)

''مگر جس نے توبہ کی، اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیاں اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا۔ اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر اس عورت کو تلاش کرتا رہا اور آخر ایک دن وہ مجھے نظر آ گئی تو میں نے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی وہ آیت بھی سنا دی کہ تیری توبہ قبول ہو سکتی ہے تو وہ عورت یہ سن کر خوشی کے آنسو رونے لگی اور اس نے اپنا قیمتی باغ لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

برائیوں کو نیکیوں میں بدلنا:

یہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے۔ اور کبیرہ گناہوں کو مخفی رکھا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے یہ گناہ کیے ہیں، اور اقرار بھی کرے گا اور خوف زدہ ہو جائے گا اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کو ہر گناہ کے بدلہ میں ایک ایک نیکی دے دو کیونکہ وہ توبہ کر کے مرا تھا۔ جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کا یہ انداز دیکھے گا اور کہے گا کہ میں نے تو اور بھی بہت گناہ کیے ہیں۔ وہ مجھے آج دکھائی نہیں دے رہے۔ تاکہ اُن کے بدلہ میں بھی مجھے نیکیاں ملتیں۔ یہاں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ کیوں مسکرائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں آ کر اللہ تعالیٰ بھی مسکرا دیے تھے۔'' (صحیح مسلم، ضیاء القرآن)

علامہ ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے کہ جب انسان سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو اس کے دل

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں ندامت پیدا ہو جاتی ہے اس کا دل اللہ کے خوف سے لرز جاتا ہے۔ وہ اللہ کی حاکیت کو تسلیم کرتے ہوئے سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ کے آگے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کے گناہوں کو معاف کرتے ہیں بلکہ اُس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

توبہ کرنے کا فائدہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''شخص توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے قبول فرما لیتے ہیں۔

۱۔ فرشتوں نے جو اس شخص کے گناہ لکھے ہوتے ہیں۔ فرشتے اُن گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔

۲۔ بندے کے اعضاء جن سے گناہ سرزد ہوا ہے وہ اعضاء بھی اِن گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ اعضاء ان گناہوں کے خلاف کوئی گواہی نہ دے سکیں گے۔

۳۔ زمین کا وہ ٹکڑا جس پر گناہ کیا ہے وہ ٹکڑا بھی اس کو بھول جاتا ہے۔

۴۔ آسمان کے جس ٹکڑے کے نیچے بندے نے گناہ کیا ہے وہ ٹکڑا بھی اس گناہ کو بھول جاتا ہے۔ یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ قیامت کے روز کوئی بھی چیز اس بندے کے خلاف گواہی نہ دے سکے۔''

توبہ کا دروازہ:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ توبہ کا دروازہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی تو مغرب میں توبہ کا ایک دروازہ کھول دیا، یہ دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہوا ہے یہ اس وقت بند ہوگا جب سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔''

روایت:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے عرض کی کہ مجھ سے گناہ ہوگیا ہے۔ آپ نے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ توبہ کر۔اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے توبہ کی مگر پھر گناہ ہوگیا آپ نے فرمایا: کہ پھر توبہ کر۔اس شخص نے پوچھا کہ کتنی دفعہ۔آپ نے فرمایا کہ ہر دفعہ توبہ کرتا جاحتی کہ شیطان تھک جائے۔"

بابا آدم علیہ السلام کی توبہ:

جب اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی تو سب سے پہلی توبہ بابا آدم علیہ السلام نے کی اللہ تعالیٰ نے بابا آدم علیہ السلام کا قصور معاف کر دیا۔

شیطان کی سرکشی اور انجام:

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ، تمام فرشتوں نے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے۔اس نے اپنی عقل کے گھوڑے دوڑائے تکبر کیا اور اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے بہتر قرار دیا، اسی وجہ سے اس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور یوں اپنی سرکشی کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے جہنمی ٹھہرا۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَآئِكَةِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ﴾(الاعراف: ۱۱)

"البتہ یقیناً ہم نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری صورتیں بنائیں، پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، سوائے ابلیس کے تمام نے سجدہ کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔"

﴿قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾(الاعراف: ۱۲)

"اللہ نے فرمایا: تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا کیا ہے، جب کہ میں نے تجھے حکم دیا، اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔"

﴿قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الصَّاغِرِيْنَ﴾ (الاعراف: ۱۳)

''اللہ نے کہا: تو یہاں (جنت) سے اتر جا، تجھے یہ لائق نہیں کہ یہاں تکبر کرے، پس نکل جا، بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے۔''

﴿قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (الاعراف: ۱۴)

''ابلیس نے کہا: مجھے اس دن تک مہلت دے جس دن لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔''

﴿قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ﴾ (الاعراف: ۱۵)

''اللہ نے فرمایا: تجھے مہلت دی گئی ہے۔''

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ (الاعراف: ۱۶)

''ابلیس نے کہا: جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔''

﴿ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾ (الاعراف: ۱۷)

''پھر ان کے پاس ان کے آگے، ان کے پیچھے، ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے آؤں گا، اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔''

﴿قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (الاعراف: ۱۸)

''اللہ نے فرمایا: تو یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جا، جو شخص ان میں سے تیرا کہا مانے گا میں تم سب کو جہنم میں بھر دوں گا۔''

شیطان کی انسان دشمنی:

اس کے بعد اللہ تعالیٰ جناب آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرایا اور فرمایا کہ جنت میں جہاں چاہو رہو، جو چاہو، جتنا چاہو اور جب چاہو کھاؤ لیکن اس ایک درخت کے قریب نہ جانا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس پر شیطان نے موقعہ پا کر ان کو ورغلایا، بہکایا اور پھسلایا، آخر کار ان کو جنت سے نکلوا دیا۔

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّآ أَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ﴾ (الاعراف: ۲۰)

''پھر شیطان نے انہیں بہکایا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے، اور اس نے کہا: تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے صرف اسی وجہ سے روکا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ۔''

﴿وَقَاسَمَهُمَآ إِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِيْنَ﴾ (الاعراف: ۲۱)

''اور ان کے سامنے قسمیں کھائیں کہ یقیناً میں تمہارا خیر اخواہ ہوں۔''

﴿فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَآ أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَّكُمَآ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ (الاعراف: ۲۲)

''اس نے انہیں دھوکہ سے مائل کر لیا، پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان پر ان کی شرم گاہیں کھل گئیں اور اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑنے لگے، اور انہیں ان کے رب نے پکارا کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تمہیں کہہ نہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اس پر آدم علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اللہ سے چند کلمات سیکھے اور اللہ سے اپنے قصور کی معافی مانگی، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ اللہ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بابا آدم علیہ السلام کے توبہ کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾(الاعراف:۲۳)

''اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان کا فرق:

حضرت آدم علیہ السلام نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر درخت کا پھل کھایا اور احساس ہوا کہ ہم سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہوگئی ہے تو آپ نے فوری طور پر بجائے غرور اور تکبر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور ایک روایت کے مطابق کئی سال تک روتے رہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ کو قبول فرمالیا۔ اس کے برعکس جب شیطان نے اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانا تو الٹا اپنی ذات پر غرور اور تکبر کیا اور توبہ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے مہلت طلب کی کہ مجھے قیامت تک زندگی عطا کرتا کہ تیرے بندوں کو گمراہ کر سکوں۔

لہٰذا اللہ کے بندوں سے بھی جب غلطی یا گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً حضرت آدم علیہ السلام کے طریقہ سے عمل کرتے ہوئے رب تعالیٰ سے معافی مانگو اور توبہ کر لیا کرو۔ وہ تمہاری توبہ کو قبول فرما کر تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کر رہے ہیں، آپ کے ساتھ آپ کا بیٹا حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کر رہے ہیں اور ساتھ اللہ سے دعا اس کی قبولیت کی دعا بھی کر رہے ہیں۔ کمال عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ ہے۔

دعا:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾(البقرۃ:۱۲۷)

''اے ہمارے رب! ہماری یہ خدمت قبول فرما۔ بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (البقرة:۱۲۸)

''اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بنانا اور ہمیں عبادت کا طریقہ سکھا۔ ہم پر رحم فرما۔ تو بہت ہی توبہ قبول فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (البقرة:۱۲۹)

''اے ہمارے رب! تو ان کی طرف ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرما، جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلائے اور انہیں پاک کرے، بے شک تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ:

سورۃ الاعراف آیت ۱۴۳ میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے اپنا جلوہ دکھا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو ہرگز نہ دیکھ سکے گا سامنے پہاڑ کی طرف دیکھ میں اس پر اپنی تجلی مارتا ہوں اور وہ قائم رہا تو تو دیکھ سکے گا مگر رب کی ایک تجلی نے ہی اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آنے پر آپ نے یہ دعا فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

﴿سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الاعراف:۱۴۳)

''تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا مؤمن ہوں۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان توبہ کے متعلق:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اللہ نے مومنوں کی جانیں اور مال جنت کے بدلہ میں خرید لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے مارتے ہیں اور مر جاتے ہیں اُن کے ساتھ اللہ کا وعدہ سچا ہے جو سودا مومنوں نے کیا، خوش رہو اور یہ بڑی کامیابی ہے، توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم اور بدی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے (یہی مومن ہیں) اے میرے نبی اِن کو جنت کی خوش خبری سنا دیجئے۔'' (سورہ التوبہ آیت نمبر ۱۱۲،۱۱۱)

ایک اور مقام پر فرمایا:

''اپنے پروردگار سے بخشش مانگو، اس کے حضور توبہ کرو وہ تمہیں ایک مقررہ وقت تک فائدہ دے گا، اور اگر کوئی نافرمانی کرے گا تو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔'' (سورۃ ہود آیت نمبر:۳)

ایک اور مقام پر فرمایا:

''جس نے اپنی نمازیں ضائع کیں اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے رجوع کر لیا اللہ سے توبہ کی، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا اور اس کا انجام اچھا کر دے گا۔'' (سورہ مریم آیت نمبر:۵۸تا۶۰)

حدیث:

''توبہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، بلکہ ایک حدیث میں ہے جو گناہ سے توبہ کر لے وہ ایسے ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں ہے۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت نوح علیہ السلام کی توبہ:

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو سال قوم کو توحید کی دعوت دی مگر قوم نے انکار کر دیا، آخر تنگ آ کر آپ نے بددعا کی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا:

﴿نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا﴾ (نوح: ٢٦)

''اے میرے پروردگار! کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے اور اگر تو ان کو رہنے دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو اولاد بھی ہوگی وہ بدکار اور سخت کافر ہوگی۔''

﴿إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ (نوح: ٢٧)

''اے میرے پروردگار! کسی کافر کو روئے زمین پر باقی نہ چھوڑنا اگر تو نے ان میں سے کسی کو دنیا میں رہنے دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو اولاد ہوگی وہ نافرمان اور کافر ہوگی۔''

کشتی بنانا:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ ایک کشتی تیار کریں۔ اور کشتی میں اپنا خاندان اہل ایمان اور تمام جانداروں میں سے ایک ایک جوڑا اس میں سوار کرلو اپنے گھر والوں میں اُن کو سوار نہ کرنا جن کا پہلے حکم ہو چکا ہے۔ چنانچہ اللہ کے حکم سے تنور سے پانی ابلنا شروع ہو گیا اور ہر طرف سے پانی آنا شروع ہو گیا اور کشتی پہاڑ جیسی موجوں پر چلنے لگی۔ آپ نے دور اپنے بیٹے کو دیکھا اور کہا کہ بیٹے تو بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جا اور کافروں میں شمار نہ ہو جا۔ مگر وہ بولا کہ میں ابھی کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور پانی سے بچ جاؤں گا۔ مگر حضرت نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ آج تجھے بچانے والا کوئی نہیں ہے سوائے اللہ کے اتنی دیر میں ایک لہر آئی اور وہ اس میں غرق ہو گیا جب

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پانی تھم گیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا کہ میرا بیٹا میرا اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ اس کا عمل ٹھیک نہیں ہے، اور مجھ سے اُس چیز کا سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہ ہے بے شک تجھے نصیحت ہے کہ جاہلوں میں نہ ہو جا۔''

حضرت نوح علیہ السلام کی توبہ کے الفاظ:

﴿رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (هود: ۴۷)

''اے میرے رب میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں تجھ سے اس چیز کا سوال کروں جس کا مجھ کو علم نہ ہے اگر تو نے میری بخشش نہ کی اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں میں ہو جاؤں گا۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان سن کر حضرت نوح علیہ السلام نے فوری اللہ کے آگے توبہ کی اور اللہ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔

روایت میں ہے کہ اللہ کے اِس فرمان پر کہ تو جاہلوں میں نہ ہو جا، مجھ سے وہ مطالبہ نہ کر جس کا تجھے علم نہ ہے۔ آپ تین سو سال تک روتے رہے اور رونے کی وجہ سے آپ کی آنکھوں کے نیچے نالیاں بن گئیں۔

حدیث:

''ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ہم سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اس شخص نے عرض کی کہ ہم توبہ کر لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کو بخش دیا جاتا ہے اور توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔ اس شخص نے عرض کی کہ دوبارہ گناہ ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے اس شخص نے عرض کی کہ وہ پھر بخشش کے لئے دعا کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اُسے بخش دیا جاتا اور توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم اکتا جاؤ گے مگر اللہ تعالیٰ نہیں اُکتا تا۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلی تھے۔ اس وقت مصر پر فرعون کی حکومت تھی، جس کو نجومیوں نے کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری حکومت کو ختم کردے گا فرعون خود کو رب کہتا تھا اور قبطی خاندان سے تھا اس نے حکم جاری کر دیا کہ بنی اسرائیل کے جو بچہ بھی پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ پر وحی کی کہ جب تمہیں خطرہ محسوس ہو تو اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں بہا دینا میں یہ بچہ واپس تمہیں ولا دوں گا اس کا فکر نہ کرنا۔ چنانچہ آپ کی والدہ نے ایسے ہی کیا تو وہ دریا فرعون کے محل کے نیچے بہتا تھا، وہاں فرعون کے نوکروں نے وہ صندوق نکال لیا اور جب کھول کر دیکھا تو اس میں بچہ تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اُن کے دل میں بچہ کی محبت ڈال دی۔ لہٰذا جب فرعون کی بیوی نے عورتوں کو بلا کر کہا کہ اس کو دودھ پلاؤ تو بچہ نے اُن کا دودھ پینے سے انکار کر دیا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن جو صندوق کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی اس نے مشورہ دیا کہ میں ایک ایسے خاندان کو جانتی ہوں شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو بلایا گیا تو آپ نے اس کا دودھ پی لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کی گود میں پلنے لگے اور تمام خرچہ فرعون دیتا رہا جوان ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتہ چل گیا وہ بنی اسرائیل کے خاندان سے ہیں۔ اس زمانہ میں فرعون کی قوم بنی اسرائیلیوں پر بڑے ظلم کر رہی تھی۔ مفت کام کراتی کوئی معاوضہ نہ دیتی۔ اور سختی بھی کرتے تھے۔

مصری کا قتل:

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے جا رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ ایک مصری ایک اسرائیلی پر ظلم کر رہا ہے۔ تو آپ نے اس مصری کو روکا، اور اسرائیلی نے بھی آپ سے مدد طلب کی مگر مصری ظلم کرنے سے باز نہ آیا تو آپ نے اس کو مکا مار دیا جس سے وہ مصری مر گیا۔ اس پر آپ کو بہت افسوس ہوا کیونکہ آپ کا مقصد اس کو ظلم سے روکنا تھا نہ کہ اس کو جان سے مار دینا۔

توبہ:

آپ نے کہا کہ یہ شیطان کا عمل ہے، بلاشبہ وہ گمراہ کرنے والا کھلا دشمن ہے۔

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿(القصص:١٦)

’’موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا لہٰذا میں توبہ کرتا ہوں تو میری بخشش کر دے، چنانچہ اللہ نے بخش دیا، بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے۔‘‘

قوم موسیٰ کی توبہ:

اللہ کے حکم سے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تیس دن کے لئے گئے تو قوم سے فرمایا کہ میں تیس (۳۰) دن کے لئے جا رہا ہوں میرے بعد میرا بھائی تمہارے پاس ہے وہ تمہاری رہنمائی کرے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں دس دن کا اضافہ کر دیا اور آپ جب تیس (۳۰) کے بعد نہ آئے تو قوم پریشان ہوگئی تو اس پریشانی سے سامری نامی ایک شخص سے فائدہ اٹھایا اور اس نے تمام لوگوں سے سونا لے لیا جو بنی اسرائیل نے اپنے تہوار کے لئے مصریوں سے اُدھار لیا تھا اور وہ سونا بھی اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ سامری نے یہ سونا پگھلایا اور اس سے ایک بچھڑے کی صورت بنائی اور اس میں ایک مٹھی خاک ڈال دی جس سے آوازیں آنے لگیں اس پر سامری نے قوم سے کہا کہ یہ ہے وہ اللہ جس کی تلاش میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر مارے مارے پھر رہے ہیں، یہ سنتے ہی قوم نے اس کی پوجا شروع کر دی۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے اُن کو سمجھایا مگر قوم نے ان کی بات نہ سنی اور کہا کہ جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں آجاتے ہم اس بچھڑے کی پوجا کرتے رہیں گے۔ ادھر کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مطلع کر دیا تو آپ کو سخت افسوس ہوا اور واپس آتے ہی قوم پر ناراض ہوئے اپنے بھائی ہارون کی ڈاڑھی اور سر مبارک کو پکڑ لیا، تورات کی تختیاں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت کے لئے دی تھیں وہ سب نیچے گر گئیں۔ جس پر حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ میری داڑھی اور سر نہ پکڑیں، میں ڈر گیا تھا کہ کہیں میری وجہ سے ان میں تفرقہ نہ پڑھ جائے۔

بھائی سے فارغ ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے پوچھا یہ تم نے کیا کیا تو اس نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا کہ میں نے ایک چیز دیکھی جو کسی نے نہ دیکھی جب حضرت جبرائیل علیہ السلام فرعون اور بنی اسرائیل کے درمیان حائل تھے تو اُن کے گھوڑے کے پاؤں جہاں رکھتے وہاں کی مٹی میں زندگی پیدا ہو جاتی تھی میں نے وہ پاؤں کے نیچے والی مٹی اٹھالی، اور وہی مٹی اس بچھڑے میں ڈال دی جس سے اس میں بھی زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور وہ آوازیں نکالنے لگا۔

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اب تیری یہ سزا ہے کہ تو مارا مارا پھرے گا اور جو تیرے نزدیک آئے گا تو تو کہے گا مجھے ہاتھ مت لگاؤ تو دنیا میں پاگلوں کی زندگی گزارے گا۔ آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا رب میری قوم کے لئے کیا حکم ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنہوں نے شرک کیا ہے وہ ہلاک ہوں گے اور اپنے قریبی عزیزوں کے ہاتھوں سے جو سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو گا وہی اپنے رشتہ دار شرک کرنے والے کو قتل کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> ''جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ اے میری قوم! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو بہ کرو اور اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو۔ تمہارے خالق کے نزدیک یہی بہتر ہے اللہ نے تو بہ قبول کر لی وہی تو بہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' (سورۃ البقرہ آیت نمبر:۵۴)

حدیث:

یہی حکم حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو دیا کہ جس نے پوجا کی وہ بیٹھ جائے اور جن لوگوں نے نہیں کی وہ کھڑے ہو گئے اور اپنے ہاتھوں میں خنجر پکڑ لئے اللہ کے حکم سے اندھیرا چھا گیا تو ستر ہزار افراد قتل ہو چکے تھے، اللہ تعالیٰ قتل کرنے والے، بچ جانے والے اور قتل ہو جانے والے سب کی توبہ کو قبول فرما لیا۔

کتنا ہی بڑا گناہ کیوں نہ ہو۔ اگر صدقِ دل سے توبہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

معاف کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جب میرے بندے سے فحش کام ہو جاتا ہے یا کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو اُن کو فوری اللہ یاد آ جاتا ہے، اور وہ اپنے قصور کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی گناہ کو معاف کر سکتا ہے اور وہ اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔'' (سورۃ آل عمران: ۱۳۵)

ایک اور مقام پر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے رحم اور کرم کا شیوا اپنے اوپر فرض کر لیا ہے اور اس رحم کا نتیجہ ہے کہ جب تم سے نادانی میں کوئی گناہ ہو جاتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ اور نرمی سے کام لیتا ہے۔'' (سورۃ الانعام: ۵۴)

حضرت یونس علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے نینویٰ شہر کے لوگوں کے لئے ہدایت کے لئے حضرت یونس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کیونکہ اس وقت قوم بت پرستی اور اللہ کی نافرمانی میں اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ آپ جب اپنی قوم کو سمجھاتے رہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو مگر قوم نے دوسری قوموں کی طرح آپ کی تعلیم پر توجہ نہ کی تو آپ نے قوم سے خفا ہو کر وہاں سے چل دیئے۔ حالانکہ نبی پر یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ نبی اپنے رب کی وحی کا انتظار کرے اور جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہو اس پر عمل کرے۔ لہٰذا آپ نے قوم کو خبردار کیا کہ اب میں جا رہا ہوں تم پر عذاب آئے گا۔ جب آپ وحی کا انتظار کیے بغیر وہاں سے چلے تو دریا فرات کے کنارے پہنچے اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے، کشتی تھوڑی دور گئی تھی کہ طوفانی ہوائیں چلنے لگیں اور کشتی ڈگمگانے لگی۔ جب ملاح کو یقین ہو گیا کہ کشتی اب ڈوب جائے گی تو اس نے اپنے عقیدے کے مطابق اعلان کیا کہ کشتی میں ایک ایسا غلام ہے جو اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہے۔ اگر اُسے نہ اتارا گیا تو کشتی کا بچنا مشکل ہے۔ جب یہ بات حضرت یونس علیہ السلام نے سنی تو آپ کو فوری احساس ہو گیا کہ وہ میں ہی ہوں کیونکہ میں نے اللہ کی طرف سے وحی کا انتظار نہ کیا ہے اور بغیر اللہ کی اجازت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے بھاگ آیا ہوں۔ چنانچہ آپ نے ملاح کو فرمایا کہ میں ہی وہ غلام ہوں چنانچہ مجھے پانی میں پھینک دو۔ مگر لوگوں نے آپ کے بارے میں جانتے تھے لہٰذا انہوں نے انکار کر دیا اور تمام مسافروں کی قرعہ اندازی ہوئی۔ تین بار قرعہ اندازی ہوئی اور تینوں ہی بار حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ آخر مجبور ہو کر آپ کو پانی میں پھینک دیا یا آپ نے خود ہی چھلانگ لگا دی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو حکم دیا کہ میرا نبی ہے اس کو نگل لے مگر یہ تیری خوراک نہیں ہے اور اسکے جسم کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ جب آپ نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے آپ کو زندہ دیکھا اور احساس ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کا انتظار کئے بغیر آیا ہوں تو آپ نے فوری اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی۔

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا:

حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دعا کی:

﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ (الانبیاء: ۸۷)

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور بے شک میں قصوروار تھا۔''

اللہ کا فرمان:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام کو یاد کرو جب وہ اپنی قوم سے غصے کی حالت میں چل دیئے اور خیال کیا کہ ہم اسے قابو نہ کر سکیں گے۔ آخر اندھیرے میں ہم کو پکارا تو ہم نے اس کی دعا کو قبول فرمایا۔''

اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یہ میرا نبی تیرے پاس امانت ہے اس کو اگل دے چنانچہ مچھلی نے ساحل پر اُگل دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے لئے (کدو) کی بیل دار اُگائی جس کو کھا کر آپ کی صحت بحال ہوگئی۔

قرآن میں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اندھیروں میں اپنے رب کو پکارا۔ چنانچہ جب مچھلی نے آپ کو اُگل دیا تو آپ کو چار اندھیروں سے نجات ملی، رات کا اندھیرا، بادلوں کا اندھیرا، پانی کا اندھیرا اور مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔ اس وقت عصر کا وقت تھا آپ نے ان چار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اندھیروں سے نجات ملنے کے بعد چار نفل ادا کیے۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ادا پسند آئی اور مسلمانوں پر عصر کے وقت چار رکعت کو فرض کر دیا۔

قومِ یونس کی توبہ:

حضرت یونس علیہ السلام جب بددعا کر کے نینوا سے نکل گئے اور جاتے ہوئے یہ فرما گئے کہ تین دن بعد عذاب آئے گا۔ تو قوم نے جب عذاب کے آثار دیکھے تو حضرت یونس علیہ السلام کے جانے کے بعد اُن کو یقین ہو گیا کہ یہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اور اللہ کا نبی جو فرماتا ہے وہ سچ ہوتا ہے تو تمام دہشت زدہ ہو گئے اور اپنے تمام بال بچوں کو لے کر اور ساتھ میں تمام مویشیوں کو لے کر صحرا کی طرف نکل گئے عورتوں کو بچوں سے الگ کر دیا گیا، اور وہ مویشی جن کے بچے چھوٹے تھے، اُن بچوں کو بھی جانوروں سے الگ کر دیا گیا، اس طرح عورتوں کے بچے بھی رو رہے تھے اور جانوروں کے بچے بھی رو رہے تھے، عورتیں اپنے بچوں کے لئے رو رہی تھیں، اور جانور اپنے بچوں کے لئے رو رہی تھیں، اور تمام آدمی اللہ کی بارگاہ میں دعائیں کر کے اور توبہ کرتے ہوئے رو رہے تھے۔ اس طرح سب ہی مرد، عورتیں اور ان کے بچے جانور اور ان کے بچے سب اللہ کی بارگاہ میں رو رہے تھے۔ سب مرد اور عورتیں توبہ اور استغفار کر رہے تھے۔ اور ساتھ ہی اقرار کر رہے تھے کہ اللہ کا نبی جو پیغام لے کر آیا ہے ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا اور عذاب کو ٹال دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> ''کوئی ایسی بستی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لائی ہو تو اس کے ایمان لانے نے اسے نفع دیا ہو، سوائے قومِ یونس کے جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دنیا میں ذلت کا عذاب ٹال دیا اور ایک مدت تک فائدہ دیا۔'' (سورۃ یونس آیت نمبر: ۹۸)

حضرت یونس علیہ السلام کی آمد:

حضرت یونس علیہ السلام دوبارہ اس بستی میں آئے تو لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر ایمان قبول کر لیا۔ اگر خلوص دل سے توبہ اور استغفار کی جائے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روایت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''قیامت کے روز توبہ کرنے والا شخص جب اپنا اعمال نامہ دیکھے گا تو اوّل حصہ میں اپنے گناہ اور آخری حصہ میں اپنی نیکیاں دیکھے گا، مگر جب اپنا اعمال نامہ دوبارہ دیکھے گا تو تمام اعمال نامہ نیکیوں سے بھرا ہوگا۔''

حدیث:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

''اگر کوئی شخص اپنے گناہوں سے زمین آسمان کا درمیانی حصہ بھر دے اور پھر سچے دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتے ہیں۔ اگر دوبارہ پھر غلطی سے گناہ ہو جائے تو دوبارہ پھر توبہ کر لے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ:

حضرت داؤد علیہ السلام کا نسب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہودا سے ملتا ہے حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ آپ کا قد چھوٹا آنکھیں نیلی، بال کم اور دل پاکیزہ تھا۔

حالاتِ زندگی:

بنی اسرائیل نے جب اپنے نبی حضرت شموئیل سے (جو بوڑھے ہو چکے تھے) تقاضا کیا کہ اب ہم صحراؤں میں رہ کر تنگ آ چکے ہیں۔ آپ ہم پر کوئی بادشاہ مقرر کر دیں تاکہ ہم اس کی سرکردگی میں جنگ کریں اور اپنا آبائی وطن دوبارہ حاصل کریں۔ چنانچہ اللہ کے نبی حضرت شموئیل نے قوم کو فرمایا کہ کل صبح جو شخص میرے گھر کے آگے سے گذرے گا وہی تمہارا بادشاہ ہوگا دوسرے دن ایک نوجوان جو لمبے قد کا تھا وہاں سے گذرا جس کا نام طالوت تھا۔ اس کا باپ کمہار تھا، اس کا گدھا گم ہو گیا اور یہ نوجوان طالوت اپنے گدھے کو تلاش کرتا ہوا وہاں سے گذرا تھا۔ پہلے تو قوم نے اعتراض کیا کہ یہ غریب آدمی ہے یہ ہمارا کیسے بادشاہ ہو سکتا ہے۔ اگر بادشاہ بنانا ہے تو ہم میں سے کسی سردار کو بنا دو۔ یہ بالکل وہی اعتراضات تھے جو کفارِ مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے تھے کہ آپ یتیم ہیں غریب ہیں، یہ کیسے اللہ کے نبی ہیں اور اللہ نے نبی بنانا ہے تو ہم میں سے کسی سردار کو نبی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بنائیں۔ بالکل اعتراض بنی اسرائیل نے کیا مگر نبی حضرت شموئیل نے فرمایا کہ اگر تم طالوت کو بادشاہ تسلیم کرلو گے تو تمہیں تمہارا گم شدہ صندوق جس میں تمام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تبرکات من و سلوا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، تورات کی تختیاں ہیں۔ وہ تمہیں مل جائے گا۔ اب قوم مان گئی اور طالوت کی سرکردگی میں دشمن کے ساتھ جنگ کے لئے گئے۔ دشمن کی فوج کا سربراہ جس کا نام قرآن میں جالوت لکھا ہے۔ آگے آکر اعلان کیا کہ کوئی میرے مقابلہ پر آجائے، چنانچہ کسی اور نے تو جرأت نہ کی، حضرت داؤد علیہ السلام اس وقت بچے تھے، اور اپنی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ آگے آئے اور اپنی غلیل سے اس کی آنکھ کا نشانہ لیا جس سے وہ مر گیا۔ اور طالوت کو فتح حاصل ہو گئی۔ اسی خوشی میں طالوت نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت داؤد سے کر دیا اور اس کے بعد یہ بادشاہ بن گئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور داؤد کے ہاتھوں جالوت قتل ہوا اللہ تعالیٰ نے داؤد کو مملکت، حکمت اور بہت علم عطا کیا، اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔'' (سورۃ البقرہ:۲۵۱)

اللہ نے فرمایا:

''اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو صاحبِ قوت تھے رجوع کرنے والے تھے، پہاڑوں کو اُن کے ماتحت کر دیا جو صبح و شام اُن کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے تھے، اور پرندوں کو بھی جو آپ کے پاس رہتے اور آپ کے ماتحت تھے، ہم نے اُن کی بادشاہی کو مستحکم کیا حکمت عطا کی اور جھگڑوں کا فیصلہ کرنا سکھایا۔'' (سورۃ ص آیت:۱۷تا۲۰)

حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''(آپ کا یہ معمول تھا کہ آپ ایک دن اللہ کی عبادت کرتے اور ایک دن لوگوں کے درمیان رہ کر فیصلے کرتے۔) جس دن یہ دو آدمی آئے (اس دن عبادت کا دن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا) تو دیوار پھلانگ کر آئے آپ عبادت میں مصروف تھے، آپ گھبرا گئے مگر انہوں نے کہا کہ آپ خوف نہ کریں، ہم دونوں کا ایک مقدمہ ہے ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہے، ہمارا انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیں، ایک نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہی دنبی ہے، اور اب یہ میری ایک دنبی لینا چاہتا ہے اور گفتگو میں مجھ پر زبردست ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے اور اکثر شریک ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں۔ البتہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ یہ بات کرتے ہی آپ کو اپنا واقعہ یاد آ گیا یہ مقدمہ آپ پر لاگو ہوتا ہے آپ اللہ کے آگے جھک گئے اللہ سے رجوع کیا توبہ کی۔ اللہ نے آپ کی توبہ کو قبول فرمایا۔'' (سورہ ص آیت: ۲۱ تا ۲۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے مومنوں اللہ کے حضور سچی توبہ کرو، قریب ہے کہ تمہارا رب تم سے تمہارے گناہوں کو دور کردے گا، تمہیں ایسی جنت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں ہیں، جو لوگ اللہ کے پیغمبر کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو رسوا نہ کرے گا۔ بلکہ ان کا نور (ایمان) ان کے آگے دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا اور وہ اللہ سے التجا کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف کر بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' (سورۃ التحریم: ۸)

سچی توبہ انسان کے تمام سابقہ گناہوں کو مٹادیتی ہے اور آئندہ گناہوں سے باز رکھتی ہے۔

حدیث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت ہاتھ پھیلا دیتا ہے تا کہ دن کے وقت گناہ کرنے والا توبہ کرلے۔ اور پھر دن کو ہاتھ پھیلا دیتا ہے تا کہ رات کو گناہ کرنے والا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

توبہ کرے یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب سورج مشرق سے نکلتا ہے، اور جب سورج مغرب سے نکلے گا یہ سلسلہ بند ہوجائے گا۔"

حضرت وحشی کی توبہ:

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چچا حضرت حمزہ کے قاتل وحشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ کیا میرے لئے بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔"

حضرت وحشی کے حالات:

وحشی مکہ میں ایک عورت کے غلام تھا، رنگت کالی تھی، غزوہ بدر میں اس عورت کا بھائی، خاوند اور بیٹا قتل ہو گئے تھے، اوران کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اس عورت کو اس قتل کا بہت دکھ تھا، چنانچہ اس نے اپنے وحشی (جو حبشی نسل سے تھا، جسمانی طور پر بھی طاقت ور تھا) سے کہا کہ اگر تم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گی۔ اور وحشی کو کہا اب تم ابوسفیان کی بیوی ہندہ کے پاس جاؤ وہ تمہیں بتائے گی کہ یہ کام کیسے کرنا ہے، چنانچہ ہندہ ابوسفیان کی بیوی، عتبہ کی بیٹی تھی، حضور کی سخت دشمن تھی، اس نے وحشی کو کہا کہ جب تم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دو تو پھر اُن کی میت کو مجھے دکھانا ہے، اس کا کلیجہ نکال کر مجھے دینا ہے، تا کہ میں اس کو چبا سکوں۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد غزوۂ احد کا واقعہ ہو گیا، حضرت وحشی خود کہتے ہیں کہ جب یہ غزوۂ اُحد میں لڑائی عروج پر تھی تو میں اپنا تیر کمان لے کر ایک طرف کھڑا ہو گیا، اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کافروں کو قتل عام کر رہے تھے، میں اس وقت اندازہ لگایا کہ جب وہ میری زد میں آجائیں گے تو میں تیر چلا دوں گا۔ چنانچہ وہی ہوا جب حضرت حمزہ میری زد میں آئے تو میں نے تیر چلا دیا جو آپ کے سینہ میں پیوست ہو گیا، اور آپ وہیں شہید ہو گئے، اور جا کر ہندہ کو اطلاع کر دی، ہندہ کے حکم پر میں نے کلیجہ نکال کر ہندہ کو دیا اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا اور نگلنے کی کوشش کی مگر وہ ایسا نہ کر سکی لیکن اس نے لاش کا مثلہ کیا، اس بات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ ہوا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو آپ نے تمام لوگوں کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا مگر دس آدمیوں کے متعلق فرمایا کہ یہ دس آدمی جس جگہ بھی ملیں ان کو قتل کر دیا جائے، جن میں ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اور وحشی بھی تھا۔ وحشی بھاگ کر طائف چلا گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وحشی کا اسلام قبول کرنا:

طائف میں اس وقت بنوثقیف کی حکومت تھی اور اُن کا مذہب بت پرستی تھا، وحشی نے وہاں سے حضور کو پیغام بھیجا کہ کیا میرے لئے بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں مگر ایک آیت اس میں رکاوٹ ہے۔

سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۸:

''جولوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو مار ڈالنا اللہ نے حرام کیا اُسے قتل نہیں کرتے (مگر جائز طریقہ سے) اور بدکاری نہیں کرتے اور جو آدمی یہ تمام کام کرے گا وہ سخت گناہ میں مبتلا ہوگا، قیامت کے دن اُسے دگنا عذاب ہوگا۔اور وہ ہمیشہ ذلت اور خواری کے ساتھ اس میں رہے گا۔''

وحشی نے کہا کہ میں نے تو یہ تینوں کام کیے ہیں، میں بتوں کی عبادت کی ہے زنا بھی کیے ہیں اور میں نے قتل بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کیا ہے۔اگر میں نے ہمیشہ دوزخ میں ہی رہنا ہے تو مجھے اسلام قبول کرنے کا کیا فائدہ ہے۔کیا میرے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

سورۃ الفرقان آیت نمبر ۷۰ میں فرمایا کہ

''جو کوئی توبہ کرے ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا کرے گا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت وحشی کو لکھ کر بھیجی تو وحشی نے کہا کہ پتہ نہیں میں لگا تار نیک عمل نہ کر سکوں، میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل ہوں اگر نیک عمل میں کوتاہی ہوئی تو اللہ تعالیٰ مجھے پھر دوزخ میں پھینک دیں گے، لہٰذا مجھے یہ شرط منظور نہیں ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے پھر آیت نازل فرمائی سورۃ النساء آیت ۱۱۶ میں فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ اس کو نہ بخشیں گے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے، اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں سب معاف کردیے جائیں گے، جس کو اللہ چاہے گا۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ آیت حضور ﷺ نے پھر وحشی کی طرف لکھ کر بھیجی، مگر وحشی نے جواب میں لکھا کہ اس میں شرط ہے پتہ نہیں اللہ تعالیٰ مغفرت کرنا بھی چاہیں گے یا نہیں، لہٰذا اس شرط کے ساتھ میں اسلام قبول نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿قُلْ يَـا عِبَـادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّـهَ يَغْفِـرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًـا إِنَّـهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (سورۃ الزمر: ۵۳)

''اے میرے نبی! میرے بندوں سے فرما دیجئے جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا ہے، میری رحمت سے مایوس مت ہوں، اللہ تعالیٰ ان کے سب گناہ بخش دے گا۔''

وحشی نے یہ آیت سن کر کہا: اب میرا کام بن گیا، اب میں اللہ کے آگے توبہ بھی کرتا ہوں اور اس نے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ وحشی سے کوئی بہت بڑا کام لینا چاہتا تھا، حضرت وحشی آخری عمر تک اسلام پر قائم رہے اور غزوات میں بھی حصے لیتے رہے۔ حضور ﷺ کی رحلت کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا اعلان کیا اور تمام کافر قبیلوں نے مل کر مسلمانوں کے خلاف محاذ بنا لیا تو مسلمانوں نے اِن پر دو حملے کیے مگر ناکام رہے، تیسرا حملہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں کیا گیا اور اسی حملہ کے دوران حضرت وحشی نے اُسی تیر سے مسیلمہ کذاب کو قتل کر دیا، اس کے قتل ہوتے ہی کافروں میں افراتفری پھیل گئی اور اُن کو زبردست شکست ہوئی، جس سے ہمیشہ کے لئے کافروں کی ہمت جواب دے گئی حضرت وحشی ہمیشہ کہتے تھے، اگر میرے ہاتھوں حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے مگر کافروں کا سردار جھوٹا نبی مسیلمہ کذاب بھی اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں قتل کرایا۔

سورۃ النساء آیت نمبر ۱۷، ۱۸: میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''جو نادانی میں حرکت کر لیتے ہیں اور جلدی توبہ کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول نہیں کرتے جو تمام عمر گناہوں میں زندگی گذارتے ہیں، اور سامنے موت ہوتی ہے تو پھر توبہ کرتے ہیں۔''

حدیث:

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اُس وقت تک توبہ قبول فرماتا رہتا ہے جب تک حلق سے موت کی خرخراہٹ کی آواز آنی شروع ہو جائے۔''

حضرت ابولبابہ کی توبہ:

حضرت ابولبابہ ہجرت سے قبل بیعت عقبہ کے موقع پر اسلام لائے، غزوہ بدر اور احد میں حصہ لیا، حضور ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ کو قبول فرمالیا ہے۔ مسجد نبوی کے ایک حصہ ریاض الجنۃ میں ایک ستون کا نام ہی ستون الیابہ ہے اور اس ستون پر آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔

واقعہ:

غزوہ احزاب (خندق) کے موقع پر جب تمام کفار مل کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو اس وقت کافر بہت بڑی تعداد میں تھے۔ حضور ﷺ نے اُن کے آگے ایک خندق کھودی تھی تاکہ وہ خندق کو پار کر کے مدینہ پر حملہ نہ کر سکیں۔ سامنے کے علاوہ اور کوئی خطرہ نہ تھا، ہاں البتہ مسلمانوں کے پیچھے ایک یہودی قبیلہ بنو قریظہ آباد تھا مگر رسول اللہ ﷺ کا ان کے ساتھ معاہدہ تھا کہ ہم مل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے، لیکن عین موقعہ پر جب مسلمان مشرکین ساتھ صف آراء تھے، تو مشرکوں کے کہنے پر یہ قبیلہ بھی غداری پر اتر آیا اور مسلمانوں کے عقب سے حملہ کرنے کا پروگرام بنالیا جب حضور ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے چند انصاری وہاں بھیجے تاکہ اُن کے حالات معلوم کیے جاسکیں، انہوں نے آکر بتلایا کہ یہ یہودی اس معاہدہ کو نہیں مانتے اور پیچھے سے حملہ کے لئے تیار ہیں، اور یہ مسلمانوں کے لئے بہت نازک وقت تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی غیبی مدد کی تمام مشرک وہاں سے بھاگ گئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اس یہودی قبیلہ بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا، اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابولبابہ کو اُن کی طرف بھیجا کہ وہ ہتھیار ڈال دیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیں، اور ساتھ ہی حضور ﷺ نے حضرت ابولبابہ کو تاکید کی کہ ان کے ساتھ اور کسی قسم کی بات نہ کرنا اور نہ ہی اپنا کوئی راز دینا، دراصل حضرت ابولبابہ انصاری تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں آپ کے اُن سے تعلقات تھے، آپ جب وہاں گئے تو یہودیوں نے آپ سے پوچھ لیا کہ ہتھیار ڈالنے کے بعد حضور ﷺ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے، اس بات کے بارے میں حضور ﷺ نے منع کیا تھا مگر آپ نے اپنے گلے پر ہاتھ پھیر دیا جس کا مطلب تھا کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا، اور فوراً ہی آپ کو احساس ہو گیا کہ مجھ سے حضور کے حکم کی نافرمانی ہو گئی ہے۔

توبہ:

غلطی کا احساس ہوتے ہی وہاں سے سیدھے مسجد نبوی آئے اور اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ لیا اور کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک اپنے اپ کو نہ کھولوں گا اور نہ کھانے پینے کی چیز کو ہاتھ لگاؤں گا، جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ کو قبول نہ کر لیں، اسی طرح سات دن گذر گئے آپ کی بیوی صرف اس وقت رسیاں کھولتی، جب رفع حاجت کی ضرورت ہوتی، سات دن گزرنے کے بعد آپ بے ہوش ہو کر گر گئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ کو قبول فرمایا۔ جب ان کو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ کو قبول کر لیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی رسیاں کھولنی چاہیں تو انہوں نے کہا: جب تک حضور ﷺ خود اپنے دست مبارک سے کھولیں گے، تب حضور ﷺ تشریف لائے اور آپ کی رسیاں کھولیں۔ ابولبابہ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی تمام جائیداد صدقہ کرتا ہوں مگر آپ نے فرمایا کہ صرف ایک تہائی صدقہ کافی ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی توبہ:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی، مہاجرین، انصار پر مہربانی کی جنھوں نے تنگی کی گھڑی میں آپ کی پیروی کی۔ بعد اس کے ان میں ایک گروہ کے دل بہک جانے کو تھے۔ پھر

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ان پر مہربانی فرمائی بے شک وہ بہت شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' (سورۃ التوبہ آیت نمبر: ۱۱۷)

مزید فرمایا:

''ان تین افراد پر بھی اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی جنہیں اللہ کے حکم میں انتظار کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا، حتی کہ زمین فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہوگئیں اور انہوں نے سمجھا کہ اللہ (کے غضب) سے خود ان کے سوا ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں پھر اللہ نے مہربانی کی تا کہ وہ توبہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۸)

حدیث:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص وضو کرے پھر کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں اور پاک رہنے والوں میں سے بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں، جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔'' (صحیح مسلم: ۲۳۴)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت کعب انصاری تھے، پکے مسلمان تھے، غزوۂ بدر اور تبوک کے سوا تمام غزوات میں حصہ لیا، آپ کے ساتھ جن دوسرے دو صحابہ کی توبہ قبول ہوئی، وہ حضرت مراراہ اور حضرت ہلال رضی اللہ عنہم تھے، ان دونوں نے غزوۂ بدر اور باقی تمام غزوات میں سوائے تبوک کے حصہ لیا تھا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک کے وقت مالی طور پر اور جسمانی طور پر بہت مضبوط تھا، سواری کے لئے جانور بھی تھے، لہٰذا میں بہت خوش تھا کہ میرے پاس تمام سفر کا سامان میسر ہے، جمعرات کا دن تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کی طرف سفر کا آغاز کیا،

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ تبوک جانا ہے اور روم کے بادشاہ سے مقابلہ ہے، جب حضور روانہ ہوئے تو میں نے سوچا کہ میرے پاس تیز رفتار سواریاں ہیں، لہٰذا میں جب چاہوں گا، حضور سے جاملوں گا، یہی سوچ کر دیر ہوتی رہی، اور گناہ میں مبتلا ہو گیا، حضور ﷺ خود تبوک پہنچ گئے اور وہاں جا کر مجھے یاد کرتے رہے، میں مدینہ غم میں مبتلا پھرتا تھا، تقریباً اسی (۸۰) آدمیوں کے قریب رہ گئے تھے مجھے تو چند ایک سوا تمام منافق معلوم ہوتے تھے۔

چنانچہ حضور ﷺ جب واپس تشریف لے آئے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے، حضور ﷺ کے پاس جانے لگے اور مختلف بہانے کرنے لگے، حضور ﷺ ان کی بات سن کر مغفرت کی دعا کرتے، ظاہری بہانہ قبول کرتے اور اندرونی حالات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے۔

ان حالات میں میں بھی مسجد نبوی کے اندر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہو گیا تو حضور ﷺ نے میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا جس میں ناراضگی کی جھلک تھی، آپ نے فرمایا کہ اے کعب کیا تمہارے پاس جانور سواری کے لئے نہ تھا، میں نے عرض کی کہ حضور اگر اس وقت آپ کو خوش کرنے کی خاطر جھوٹ بول دوں تو اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع کر دے گا، حقیقت یہ ہے کہ جتنا میں اس وقت خوشحال تھا پہلے کبھی نہ تھا۔

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نے سچی بات کہی اب اٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا فیصلہ کرے گا، میں جب واپس آیا تو میری قوم کے لوگوں نے مجھے کہا کہ تم جھوٹ بول دو، حضور ﷺ مغفرت کی دعا کریں گے، اور کوئی اور عذر بنا کر سنا دو۔ مگر میرا دل راضی نہ ہوا، مجھے پتہ چلا کہ میری طرح دو اور آدمی بھی حضرت ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع بھی نے اسی طرح کی بات کی یعنی سچ بولا ہے، یہ دو حضرات نے غزوۂ بدر میں بھی حصہ لیا تھا، چنانچہ ہم تینوں اپنی بات پر قائم رہے، کچھ عرصہ کے بعد حضور ﷺ نے مسلمانوں کو ہم تینوں سے بات کرنے سے منع کر دیا، چنانچہ جب ہم بازار جاتے تو کوئی ہم سے بات نہ کرتا، باقی دو تو گھر میں بیٹھ گئے مگر میں بازار میں جاتا، اور مسجد میں نماز پڑھتا جب میرا دھیان سیدھا ہوتا تو حضور ﷺ میری طرف دیکھتے اور جب میں حضور کی طرف دیکھتا تو حضور ﷺ اپنی نظر دوسری طرف کر لیتے، میرے دوسرے دو ساتھی دن رات روتے رہتے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شام کے عیسائی بادشاہ کی طرف سے دعوت:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بازار میں گھوم رہا تھا کہ شام کے ملک کا عیسائی تاجر مجھے تلاش کرتا ہوا آیا اور آ کر شام کے بادشاہ کا مجھے رقعہ دیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے ساتھی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں ذلیل اور رسوا کر دیا ہے تم سیدھے ہمارے پاس آ جاؤ، یہاں تمہاری عزت ہوگی۔

یہ خط پڑھ کر مجھے افسوس ہوا کہ اب دوسروں کو بھی مجھے خط لکھنے کی جرأت ہوگئی ہے اور مجھے اپنے دین سے پھیرنا چاہتے ہیں، چنانچہ میں نے وہ خط آگ میں پھینک دیا، اسی طرح چالیس راتیں گذر گئیں۔

بیویوں سے علیحدگی:

چالیس دن کے بعد ہمیں حکم ملا کہ بیویوں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کہ کیا بیوی کو طلاق دے دوں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق نہ دو بلکہ صرف علیحدگی اختیار کرلو۔

جب دوسرے ساتھیوں کو پیغام ملا تو ہلال بن امیہ کی بیوی نے حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور ہلال بہت ضعیف العمر ہے، میں ہی صرف اس کی خدمت کرتی ہوں۔ اور وہ غم کی وجہ سے دن رات روتا رہتا ہے، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی خدمت کرو مگر اس کے نزدیک مت جانا، اسی طرح لوگ ہم سے بات نہ کرتے حتی کہ ہمارے رشتہ داروں نے بھی ہم سے بات چیت کرنی چھوڑ دی۔ جب ان حالات میں پچاس راتیں گذر گئیں تو ایک دن میں فجر کی نماز کے بعد گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔

توبہ قبول ہوگئی:

آپ فرماتے ہیں کہ پچاسویں رات تھی میں گھر کی چھت پر سویا ہوا تھا جان دوبھر تھی، زمین تنگ ہوگئی تھی، میں نے دور سے ایک آواز سنی کہ اے کعب مبارک ہو، میں نے دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار تیزی سے میری طرف آ رہا ہے، اور آتے ہی مجھے مبارک دی، میں نے اسی خوشی میں اپنے دونوں کپڑے اس کو دے دیئے اور خود دوسرے پہن لیئے۔ صبح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حاضر ہوا آپ مسجد نبوی میں تشریف تھے، آپ نے فرمایا کہ اے کعب یہ تمام دنوں سے بہتر دن ہے جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنم دیا ہے، تو بہ اللہ تعالیٰ نے قبول کی ہے، اس پر میں نے عرض کی کہ حضور ﷺ میں اپنی تمام جائیداد صدقہ کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کچھ اپنے پاس رکھ لو، چنانچہ میں نے خیبر والی زمین اپنے پاس رکھ لی اور باقی صدقہ کر دی۔

بصرہ کے ایک بادشاہ کی توبہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس نے کثرت سے فضول باتیں کیں اور پھر کھڑے ہو کر پہلے یہ کلمات پڑھ لیے اے اللہ! تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں، اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں تو اس شخص سے جو اس نے اس محفل میں لغو باتیں کیں ہیں، گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے۔''

(سنن ابو داؤد)

حدیث:

''حضرت بلال بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ کہے میں عظیم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ زندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہے، میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

بادشاہ کا واقعہ:

بصرہ کا بادشاہ بہت زاہد اور عابد تھا، مگر بادشاہت کی وجہ سے وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا۔ اس نے ایک بہت بڑا محل تعمیر کرایا اور اس میں دنیاوی ہر قسم کا سامان سجایا، محل سجانے کے بعد لوگوں کی دعوت کی اور اپنا محل دکھایا۔ لوگوں نے محل دیکھ کر بہت تعریف کی اور خوشی کا اظہار کیا اور رخصت ہو گئے، اسی طرح کئی دن تک دعوتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ایک دن اُس نے اپنے خاص دوستوں اور بھائیوں کو بلایا اور کہا کہ میری خواہش ہے کہ اسی طرح کے میں اپنے تمام بیٹوں کے علیحدہ علیحدہ محل بنواؤں آپ تمام لوگ یہاں ٹھہریں تا کہ محل کے بارے میں آپ سے مشورہ کرسکوں۔

سب لوگ بادشاہ کے کہنے پر رک گئے تمام دن عیش ونشاط کی محفلیں رہیں اور مشورہ بھی کرتے رہے ایک دن محفل جاری تھی کہ بادشاہ نے ایک غیبی آواز سنی، وہ آواز موت کے تمام مناظر بیان کرر ہا تھا، دوزخ کی تکلیفیں کا بھی ذکر تھا۔

آخر میں جو آواز تھی کہ اے محل بنانے والے اب واپس لوٹ آؤ تم ان محلوں میں کب تک رہو گے، اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔

یہ آواز سن کر بادشاہ پر موت کا خوف طاری ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم نے بھی یہ آواز سنی ہے، سب نے کہا کہ جی ہاں ہم نے بھی سنی ہے، اس پر بادشاہ نے کہا کہ میں اپنے دل پر بوجھ محسوس کر رہا ہوں، یہ آواز موت کی علامت ہے۔ اس پر سب نے بادشاہ کو تسلی دی۔ مگر بادشاہ زاروقطار رو رہا تھا، آخر بادشاہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میری مانو یہ سب عیاشی کا سامان شراب اور طبلے وغیرہ باہر پھینک دو، سب نے اس پر عمل کیا۔ بادشاہ اس کے بعد رو کر اللہ کے حضور توبہ کرنے لگا، اور اللہ کے حضور عرض کی کہ یا اللہ جو مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں تو مجھے معاف کر دے اگر تو مجھے مہلت عطا کرے گا تو میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں اور اگر تو نے موت کا فیصلہ کر لیا ہے تو میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے، اور میری توبہ کو قبول فرمالے۔ اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو گئی، علماء کی متفقہ رائے ہے کہ اس کی توبہ قبول ہو گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مرزوق کی توبہ:

سورہ ہود آیت نمبر ۵ میں ہے کہ حضرت ہود نے بھی اپنی قوم سے فرمایا:

''اے میری قوم میرے پروردگار سے بخشش مانگو، اُسی کے آگے توبہ کرو، وہ آسمان سے بارش برسائے گا، تمہاری طاقت بڑھائے گا، اللہ کی نافرمانی کر کے گناہ گار نہ بن جاؤ۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سورۃ ہود آیت نمبر ۹۰ میں حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا کہ

''اپنے پروردگار سے بخشش مانگو، اسی کے آگے توبہ کرو، بے شک میرا پروردگار بہت رحم کرنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔''

حدیث:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ابنِ آدم خطا کار ہے بہترین خطا کار وہ ہے جو توبہ کر لیں۔''

حدیث:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تم اس قدر گناہ کرو کہ تمہارے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تم توبہ کر لو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمالیں گے۔''

حضرت عبداللہ کی توبہ کا واقعہ:

عبداللہ بن مرزوق لہو ولعب کی محفلوں کے شوقین تھے، ہر وقت آپ کے گھر میں گانے بجانے کی محفلیں لگی رہتی تھیں، دوستوں کا رش رہتا تھا، ہر وقت شراب پی جاتی، نماز کی طرف کبھی دھیان ہی نہیں گیا تھا، بے شمار غلام اور باندھیاں تھیں، ان میں ایک باندی سے بہت پیار کرتے اس باندی کا رجحان مذہب کی طرف تھا، ایک دن عیش وعشرت کی محفل سے فارغ ہوا عشاء کا ٹائم ہو چکا تھا اور عبداللہ سونے کی تیاری کرنے لگا۔

آپ کی سب سے پیاری باندی نے آگ کا ایک انگارہ لیا اور اس آگ کے انگارے کو آپ کے پاؤں پر رکھ دیا، جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی، اور باندی کی طرف غصے سے دیکھا، جس پر باندی نے کہا اگر تم دنیا کی آگ کا انگارہ برداشت نہیں کر سکتے تو دوزخ کی آگ کو کس طرح برداشت کرو گے۔

یہ بات سن کر آپ زار وقطار رونے لگے، فوری طور پر اٹھے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی، اور عشاء کی نماز ادا کی باندی کی بات کا دل پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ تمام باندیاں آزاد کر دیں، سارا مال صدقہ کر دیا اور گذر بسر کے لئے ترکاری بیچنا شروع کر دی، اور ہر وقت اللہ کی یاد میں غرق رہتے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک دن امام سفیان اور حضرت فضیل آپ کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک اینٹ کا سرہانہ ہے اور سوئے ہوئے ہیں، اس سے حضرت فضیل نے پوچھا: کہ جو شخص اللہ پر تکیہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کو نعم البدل ضرور عطا کرتا ہے، آپ کو دنیا ترک کرنے کے عوض کیا دیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سکون دیا، میں اب جس حالت میں بھی ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی حال میں خوش رہنے کی توفیق فرمادی ہے۔

زاذان گویا کی توبہ:

یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن کوفہ کے بازار سے گذر رہا تھا، مجمع لگا ہوا تھا، شراب کا دور چل رہا تھا، اور ایک گویا جس کا نام زاذان تھا سارنگی بجا کر بہترین آواز میں گا رہا تھا، اس کی آواز بہت سریلی تھی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آواز سنی تو کہا کہ کاش! یہ آدمی اس سریلی آواز میں قرآن پڑھتا، گویا نے یہ آواز سن لی اور گانا چھوڑ کر آپ کے پاس آیا اور آپ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ یہ آپ نے الفاظ کہے تھے، آپ نے فرمایا کہ ہاں کہ کاش اس سریلی آواز میں آپ قرآن پڑھتے یہ سن کر گویا نے اپنے ساز توڑ ڈالے اور اللہ سے توبہ کرنے لگا اور رونے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ اے میرے پروردگار! مجھے معاف کر دے، آخر وہ گویا آپ کے ساتھ ہی رہنے لگا اور آپ سے تمام علم حاصل کیا اور زاذان سے بہت سی روایات ہیں۔

بنی اسرائیل کی ایک عورت کی توبہ:

فقیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ عورت تھی، حسن میں لاجواب تھی، جو بھی اس کو دیکھتا تو اس پر فریفتہ ہو جاتا، ایک دن ایک عابد اس کے گھر کے سامنے سے گذرا تو اس کی نظر اس پر گئی اور اس کو دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا، فاحشہ عورت نے اپنی قیمت دس دینار بتائی، عابد نے اس کو دس دینار دیئے اور جب اس کے قریب ہونے لگا تو فوراً اللہ کا خوف آ گیا کہ اگر میں نے یہ گناہ کیا تو تمام عمر کی محنت رائیگاں جائے گی اور اسی حالت میں آنکھوں سے آنسو آ گئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، جسم لرزنے لگا، فاحشہ عورت یہ سب دیکھ رہی تھی اس نے پوچھا کہ کیا ہوا، عابد نے کہا کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، تم یہ رقم اپنے پاس رکھو میں گناہ کا کام نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاحشہ عورت پر بہت اثر ہوا، اور گناہوں سے توبہ کر لی، اور تمام دن عبادت میں گذارنے لگی ہر وقت اللہ سے توبہ کرتی اور اپنے گناہوں پر روتی رہتی، ایک دن وہ اس عابد کے گھر گئی تاکہ میں بقایا زندگی اس عابد کے ساتھ گذار سکوں، مگر عابد فوت ہو چکے تھے، اس عورت نے اس کے بھائی کے ساتھ شادی کر لی، اور بقایا زندگی اللہ کی یاد میں گذار دی۔

حضرت بشر بن حارث حافی کی توبہ:

آپ بغداد کے رہنے والے تھے، ان کا شمار اولیاء میں ہوتا ہے، اور لوگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے، بلکہ آپ کا نام بھی بہت احترام سے لیتے تھے، ایک دفعہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ بتاؤ لوگ آپ کا نام کیوں احترام سے لیتے ہیں، تو آپ نے جواب دیا کہ یہ اللہ کا فضل اور کرم ہے، میں تو ایک بہت عیار آدمی تھا، ایک دن میں راستہ میں جا رہا تھا کہ میں نے ایک کاغذ کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا اٹھا لیا جس پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھا ہوا تھا، میں نے وہ کاغذ اٹھایا، اس کو صاف کیا، عطار کی دوکان سے عطر خرید کیا اور اس کاغذ پر لگایا اور سنبھال کر رکھ لیا، سوتے وقت میں نے خواب دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا تھا، کہ تو نے میرے نام کو معطر کیا ہے، میں بھی تیرے نام کو دنیا اور آخرت میں معطر کر دوں گا اور اب مجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برسنا شروع ہو گئیں۔

دوسرا واقعہ:

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے گھر میں لہو ولعب اور شراب کی مجلس تھی، دوست احباب جمع تھے اور شراب کی محفل تھی اتنی دیر میں ایک بزرگ کا میرے گھر کے آگے گذرنے کا اتفاق ہوا اس نے دستک دی تو میری باندی باہر نکلی، اس بزرگ نے باندی سے پوچھا کہ یہ تیرا مالک آزاد ہے، یا کسی کا غلام بھی ہے، میری باندی نے کہا کہ وہ آزاد ہے اس پر اس بزرگ نے فرمایا: واقعی وہ آزاد ہے، اگر کسی کا غلام ہوتا تو یہ محفل شراب اور ناچ گانے کی ہرگز نہ کرتا، اور ایسی محفلیں ترک کر دیتا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بشر حافی نے یہ گفتگو سن لی اور بھاگ کر دروازے کی طرف گیا اور باندی سے پوچھا کہ تم سے کون؟ باتیں کرتا تھا، تو اس نے کہا کہ ایک بزرگ تھا اب وہ اس طرف گیا ہے، بشر اس طرف چل دیئے اور تھوڑی دور جا کر اس سے ملے اور پوچھا کہ آپ باندی سے جو باتیں کر رہے تھے مجھے دوبارہ فرمائیں۔ بزرگ نے دوبارہ وہ تمام باتیں کیں، تب بشر حافی نے اس بزرگ کے سامنے توبہ کی اور اس دن سے ننگے پاؤں پھرنا شروع کر دیا اور ہر وقت اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزارنی شروع کر دی، حافی کا مطلب ہے ننگے پاؤں، آپ فرماتے تھے کہ جب اللہ نے مجھے ہدایت دی تو میں اس وقت ننگے پاؤں تھا اور جب میں نے اللہ تعالیٰ سے صلح کی تو ننگے پاؤں تھا، اب ساری عمر ننگے پاؤں ہی رہوں گا۔

ایک خوبصورت عورت کی توبہ:

حضرت ربیع بن خثیم ایک بہت اولیاء اللہ تھے، ہر وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے، آپ کے زمانے میں ایک بہت ہی حسین و جمیل عورت تھی، کچھ لوگوں نے شرارت سے اس عورت کو آمادہ کیا کہ اگر تم حضرت ربیع بن خثیم کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا لو تو تمہیں ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔ (یہ وہی حضرت ربیع بن خثیم ہیں جن کو مل کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیکھ لیتے تو آپ سے بہت محبت کرتے۔) جب عورت رقم کے لالچ میں آمادہ ہوگئی تو اس نے بہترین خوبصورت لباس پہنا، بہت عمدہ خوشبو استعمال کی اور جب حضرت ربیع مسجد سے واپس آ رہے تھے تو یہ عورت اپنے پورے حسن کے ساتھ آپ کے راستہ میں کھڑی ہوگئی اور اپنا منہ ننگا کر لیا، حضرت ربیع نے دیکھ کر فرمایا کہ اے عورت اگر تجھے بخار آ جائے اور تیرے اس رنگ کو بدل کر رکھ دے یا اگر ملک الموت آ جائے اور شہ رگ کاٹ ڈالے تو تو کیا کر سکتی ہے، اور قبر میں منکر نکیر تجھ سے سوال کریں تو کیا جواب دے گی، ابھی عورت نے اتنی ہی باتیں سنیں تھیں کہ اس عورت نے چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئی جب ہوش میں آئی تو آپ کے ہاتھ پر سچی توبہ کی اور رب کی عبادت میں زندگی گذارنی شروع کر دی۔ جس دن اس کا انتقال ہوا تو وہ ایسے تھی جیسے درخت کا جلا ہوا تنا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پڑوسی کی توبہ:

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ایک پڑوسی جو ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہتا تھا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی ہمیشہ نازیبا الفاظ بولتا تھا، امام صاحب نے کافی کوشش کی کہ وہ راہِ راست پر آ جائے مگر وہ اپنی بُری عادتوں سے باز نہ آتا تھا۔ اس وجہ سے امام صاحب اس سے ناراض رہتے تھے اور اس سے کلام بھی نہ کرتے تھے۔

ایک دن اس ہمسائے نے امام صاحب سے عرض کی کہ امام صاحب آپ مجھ سے ناراض رہتے ہیں، حالانکہ میں نے تمام بُرے کاموں سے توبہ کر لی ہے، اور میں نے خواب بھی دیکھا ہے جس سے میری اب زندگی بالکل بدل گئی ہے۔ امام صاحب نے پوچھا کہ کیا خواب دیکھا ہے، مجھے سناؤ، تو اس شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ایک بلند جگہ پر تشریف فرما ہیں۔ اور بے شمار لوگ آپ سے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور سب لوگ باری باری اٹھ کر آپ سے دعا کے لئے درخواستیں کر رہے ہیں، سب لوگ جب فارغ ہو گئے تو میں ہی اکیلا بچا تھا، تو حضور مجھ سے مخاطب ہوئے کہ تم نے دعا کے لئے نہیں کہا میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے گناہ بہت کیے ہیں، اب مجھے شرم آتی ہے کہ میں آپ سے عرض کروں اور میں شرمسار بھی ہوں، اس لئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے گناہوں کی وجہ سے شرمسار ہو تو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں لیکن آئندہ میرے صحابہ کے بارے میں گستاخی نہ کرنا۔ چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر دعا کی درخواست کی آپ نے میرے حق میں دعا فرمائی، جب میں صبح بیدار ہوا تو مجھے تمام گناہوں سے نفرت ہو گئی ہے، جس کا میں ارتکاب کرتا تھا۔ خواب سننے کے بعد امام صاحب نے فرمایا کہ اس خواب کو یاد رکھو اور لوگوں کو سنایا کرو، لوگوں کو نفع ہوگا۔

ایک اعرابی کی توبہ:

حضرت امام اصمعی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں کوفہ کی جامع مسجد سے واپس آ رہا تھا، کہ گلی میں ایک اجڈ اور جاہل اعرابی ملا۔ وہ اونٹ پر سوار گلے میں تلوار لٹکائے اور ہاتھ میں کمان تھی۔ وہ میرے نزدیک آیا اور پوچھا کہ آپ اس وقت کہاں سے آ رہے ہو میں نے کہا میں ایک ایسی جگہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے آ رہا ہوں یہاں رحمٰن کے کلام کی تلاوت ہوتی ہے، اس نے تعجب سے پوچھا کہ کیا رحمٰن کا کوئی کلام بھی ہے اور اس کی تلاوت بھی ہوتی ہے، میں نے کہا کہ ہاں اور کہا کہ کلام بھی ہے اور تلاوت بھی ہوتی ہے، تو اس اعرابی نے کہا کہ مجھے سناؤ میں نے سورہ ذاریات کی تلاوت شروع کر دی اور جب یہ آیت تلاوت کی کہ تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمانوں میں ہے۔

یہ سن کر اعرابی نے کہا کہ واقعی یہ رحمٰن کا کلام ہے، جس نے حضور حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے، میں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ بس کرو میرے لئے یہ آیت ہی کافی ہے، پھر وہ اونٹ سے اترا، تلوار توڑ ڈالی اور کمان بھی اونٹ کو ذبح کر کے گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا، اور خود ایک جنگل کی طرف نکل گیا۔

اس کے بعد ایک دفعہ ہارون الرشید کے ساتھ حج کے لئے گیا کہ طواف کی جگہ ایک شخص نے مجھے آواز دی تو میں نے دیکھا کہ وہی اعرابی ہے جو انتہائی کمزور ہو چکا ہے، اس نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ میں نے اللہ کے کلام کو سچ پایا اور مجھے سناؤ جو پہلے سنایا تھا چنانچہ میں نے وہی آیت سنائی تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے آسمانوں میں ہے تو اس نے کہا کہ رب کا وعدہ سچا ہے، پھر میں آگے سنایا کہ آسمانوں اور زمین کے مالک کی قسم یہ اس طرح حق ہے جس تم بات کرتے ہو، اس پر اعرابی نے کہا کہ کیا کوئی دنیا میں ایسا بھی شخص ہے جو رب کے کلام کو سچ نہیں سمجھتا، جس وجہ سے رب کو قسم کھانا پڑی، یہ الفاظ اس نے تین دفعہ کہے اور وہیں فوت ہو گیا۔

ایک گنہگار نوجوان کی توبہ:

حضرت ابراہیم بن ادھم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں بہت گنہگار رہوں، اب میں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ہے، آپ مجھے کوئی نصیحت کریں کہ میں اپنی توبہ پر قائم رہ سکوں، آپ حضرت ابراہیم بن ادھم نے فرمایا کہ میں تمہیں پانچ نصیحتیں کرتا ہوں، اگر تم ان کو اپنے ذہن میں رکھو گے تو تمہیں کوئی دنیا کی لذت ہلاک نہ کر سکے گی۔

۱۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ رب العالمین ہے تمام جہانوں کو رزق دیتا ہے اگر تم اس کی نافرمانی کرنا چاہتے ہو تو اس کا رزق نہ کھاؤ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اگر تم اس اللہ کی نافرمانی کرنا چاہتے ہو تو پھر اس کے علاقہ میں نہ رہو۔ کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا اس کی زمین پر بھی رہو اور اس کا کہا نہ مانو۔

۳۔ اگر تم اس کا رزق بھی کھاتے ہو، اس کی زمین پر بھی رہنا چاہتے ہو اور پھر اس کی نافرمانی بھی کرنا چاہتے ہو تو پھر ایسی جگہ رہو جہاں وہ تمہیں نہ دیکھے، کیونکہ یہ اچھی بات نہیں ہے کہ تم اس کے سامنے اس کا رزق بھی کھاؤ اس کی زمین پر بھی رہو، اور اس کی نافرمانی بھی کرو۔

۴۔ آپ نے فرمایا کہ جب تمہارا آخری وقت آئے ملک الموت آئے اور تمہاری جان قبض کرنے لگے تو اس کو کہنا کہ مجھے کچھ مہلت دے دو تاکہ میں سچی توبہ کرسکوں، اب تم خود دیکھ لو وہ تمہیں مہلت دے گا۔

۵۔ آخری نصیحت یہ ہے کہ جب قیامت کے دن دوزخ کے فرشتے تمہیں گھسیٹ کر دوزخ میں لے جانے لگیں تو تم انکار کر دینا، اور ان کو کہہ دینا کہ میں دوزخ میں نہیں جاؤں گا، اب خود سوچ لو کہ وہ تمہاری بات مان لیں گے۔

یہ سن کر اس نوجوان نے عرض کی کہ میرے لئے بس یہی کافی ہے میں اب اللہ تعالیٰ کے آگے صدقِ دل سے توبہ کرتا ہوں، اس کے بعد اس نوجوان نے حضرت ابراہیم ب ادھم کی صحبت اختیار کرلی، اور باقی تمام زندگی آپ کے ساتھ عبادت اور ریاضت میں بسر کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہیں

حدیث:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ یہ کہے کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری پناہ میں آتا ہوں، تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور تیرے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں، تو میرے گناہوں کو معاف فرمادے تیرے سوا میرے گناہوں کو کوئی معاف نہیں کر سکتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے یقین سے دن کے وقت یہ الفاظ کہے اور وہ شام کو فوت ہو گیا وہ جنتی ہے اور جس نے رات کو یہ الفاظ یقین سے کہے اور وہ صبح ہونے سے پہلے فوت ہو گیا وہ جنتی ہے۔ (صحیح بخاری:٦٣٠٦)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش نے حضور ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے کوہِ صفا کو سونے کا پہاڑ بنا دیں تو ہم آپ کی پیروی کر لیں گے، آپ نے اپنے رب سے دعا کی، اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں کوہِ صفا کو سونے کا پہاڑ تو بنا دوں گا مگر اگر پھر کسی نے کفر اختیار کیا تو میں ایسا سخت عذاب دوں گا کہ دو جہانوں میں کسی کو ایسا عذاب نہ دیا ہوگا اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہوں آپ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رہے۔

حدیث:

ایک دن حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے، آپ نے اوپر آسمان کی طرف دیکھا اور پھر مسکرا دیئے۔ اس پر آپ نے فرمایا: کہ جب بندہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے کہ اے میرے رب! میں گنہگار ہوں تو ہی میرا مالک اور خالق ہے، میں تیرے آگے توبہ کرتا ہوں تو ہی توبہ کو قبول کرنے والا ہے اور تو ہی میرے گناہوں کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معاف کرنے والا ہے، جب بندہ یہ الفاظ کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ مسکرا دیتے ہیں اور فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو میرا بندہ میرے آگے التجا کر رہا ہے اس کو پتہ ہے کہ میں اس کا رب ہوں میرے علاوہ نہ تو اس کی کوئی توبہ قبول کرنے والا ہے اور نہ ہی اس کے گناہوں کو بخشنے والا ہے، لہٰذا میں نے اس کی توبہ قبول کر لی ہے اور اس کے گناہوں کو بھی معاف کر دیا ہے۔

واقعہ: توبہ کرنے پر آسمانوں پر جشن:

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ حضرت محمد ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اگر ایک مسافر جنگل میں جا رہا ہے اس میں دور دور تک کوئی آبادی نہ ہے، وہ مسافر اپنے اونٹ پر سوار ہے، اس مسافر کا کھانا، پانی اور دیگر کھانے پینے کا سامان بھی اونٹ پر لدا ہوا ہے راستہ میں تھک کر مسافر ایک درخت کے سایہ کے نیچے سو جاتا ہے، جب وہ بیدار ہوتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ غائب ہے، اس نے اِدھر اُدھر تلاش کیا مگر اونٹ نہ ملا، مسافر کا کھانا پینے کا تمام سامان اونٹ پر تھا، آخر مسافر بھوک اور پیاس کی وجہ سے نڈھال ہو گیا اور بھوک کی وجہ نڈھال ہو کر زمین پر لیٹ گیا اور موت کا انتظار کرنے لگا، اچانک بے ہوشی کی حالت میں اس کی آنکھ کھلتی ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ اس کے سامنے کھڑا ہے اور کھانے پینے کا تمام سامان بھی اس پر لدا ہوا ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اب بتاؤ اس مسافر کو اپنا اونٹ اور کھانے پینے کا سامان دیکھ کر کتنی خوشی ہوگی کہ وہ مرنے سے بچ گیا۔

اسی طرح جب کوئی بندہ اپنے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس مسافر کی نسبت کئی گناہ زیادہ خوشی ہوتی ہے آسمان پر چراغاں کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ آج میرے بندے نے مجھ سے صلح کر لی ہے۔

سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۷ میں فرمایا:

''بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ مایوس ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔''

فرمان باری تعالیٰ ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتے ہیں اور تمام گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔'' (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر: ۲۵)

واقعہ: ایک عورت کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان:

غزوہ حنین میں مسلمانوں کے ہاتھ کافی مالِ غنیمت آیا اور ساتھ ہی کافی تعداد میں مرد اور عورت جنگی قیدی بھی بنائے گئے، جنگ کے دوران ایک عورت کا بچہ گم ہو گیا، جب مدینہ میں ان جنگی قیدیوں میں عورتیں بھی تھیں پیش کیا گیا تو وہ عورت جس کا بچہ جنگ میں گم ہو گیا تھا، بچہ کی محبت کے جوش میں ہر بچہ کو دیکھ کر اپنی گود میں لے لیتی تھی، اور اُسے پیار کرتی حضور ﷺ اس کو بڑی غور سے دیکھتے رہے اور پھر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ دیکھو اس عورت کا بچہ گم ہو گیا ہے اور یہ ہر بچہ کو بڑا پیار کر رہی ہے، پھر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اے صحابہ اگر اس عورت کو اپنا بچہ مل جائے اور اس کو کہا جائے کہ اب اس کو آگ میں پھینک دیا جائے تو کیا یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں پھینک دے گی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ہرگز نہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کی نسبت اپنے بندوں سے ستر گنا پیار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کب چاہتے ہیں کہ میں اپنے بندوں کو آگ میں پھینکوں جب بندہ شرک سے باز نہیں آتا، رسالت کا اقرار نہیں کرتا، تو پھر اس کو دوزخ میں پھینکا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان:

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بہت محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جتنی محبت بندہ مجھ سے کرتا ہے میں اس کی نسبت بہت محبت کرتا ہوں، اگر بندہ میری طرف ایک قدم چل کر آئے تو میں دو قدم چل کر جاتا ہوں، اگر بندہ دل میں یاد کرے تو میں بھی دل سے یاد کرتا ہوں، اگر بندہ مجلس میں مجھے یاد کرے تو میں فرشتوں کی محفل میں اس کو یاد کرتا ہوں، اگر بندہ میری طرف ایک نیکی لایا تو میں دس نیکیوں کا ثواب عطا کروں گا، اگر بندہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاؤں گا، جس بندہ نے شرک نہ کیا ہو گا میں اس کے لئے زمین کو مغفرت سے بھر دوں گا جب بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتا ہے اور اپنی بخشش

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مصنف کے قلم سے دوسری کتاب

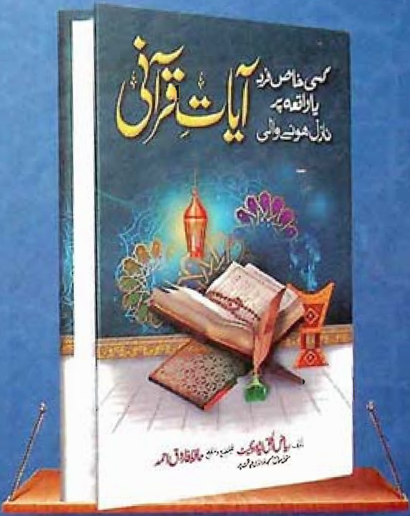

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161